عمران سیریز
ڈیول مائینڈ
ظہیر احمد
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ظہیر احمد

عمران سیریز

ٹاپ چیلنج

ظہیر احمد

عمران سیریز

جاسوس خانساماں
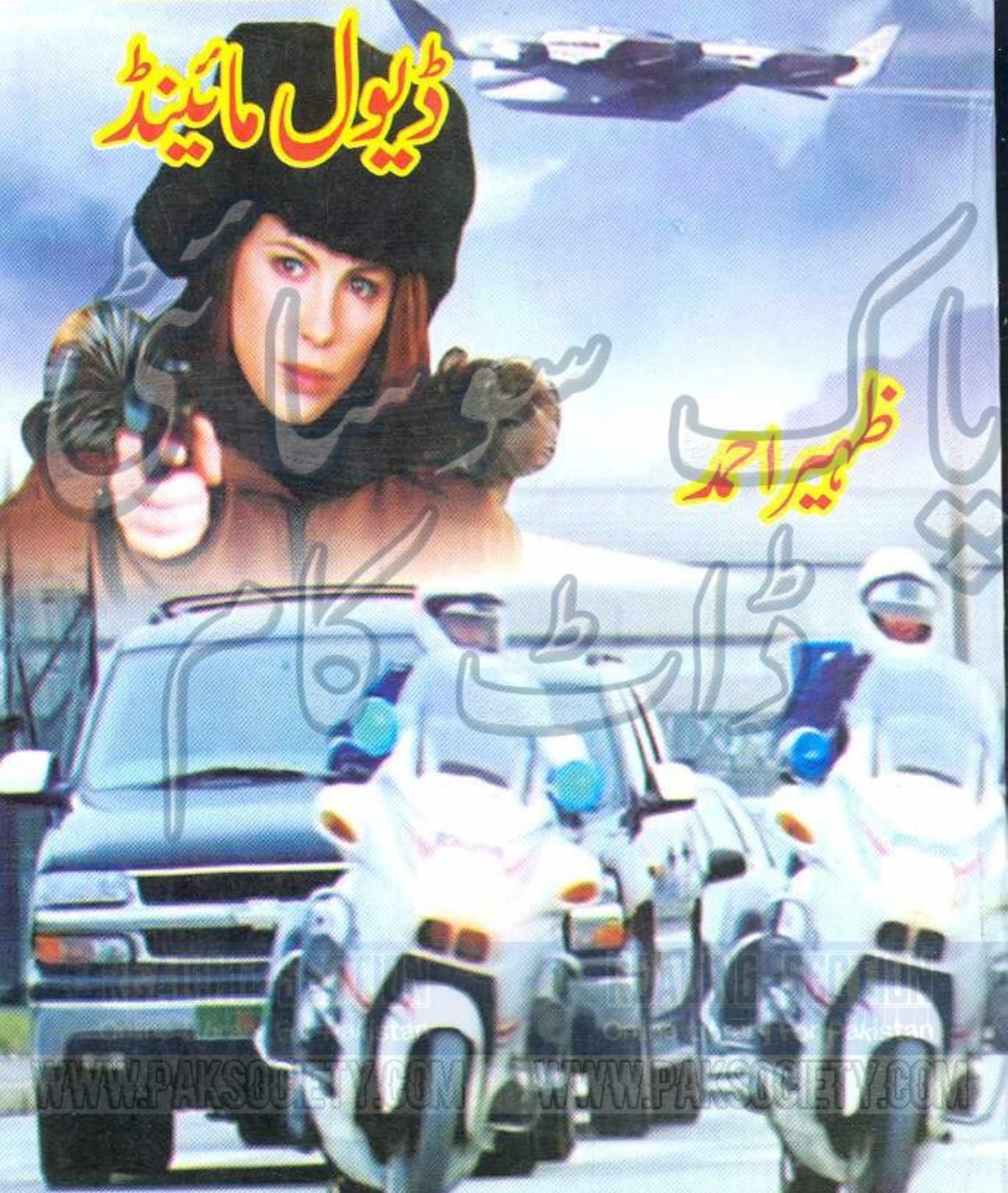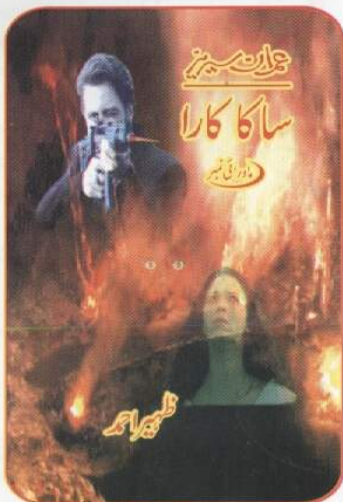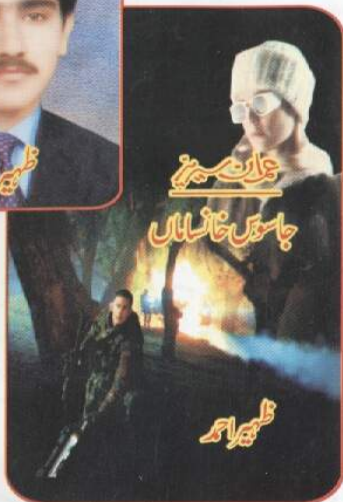
ظہیر احمد

35A
عمران سیریز نمبر

ڈیول مائنڈ

مکمل ناول

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

محترم قارئین
السلام علیکم

میرا نیا ناول ''ڈیول مائینڈ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کے بارے میں آپ سے میں اتنا ہی کہوں گا کہ اس ناول میں آپ کی دیرینہ خواہش پوری کی جا رہی ہے۔ قارئین کی اکثریت کی فرمائش ہوتی ہے کہ میں اسرائیل کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ لکھوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسرائیل کے خلاف ان ایکشن رکھوں۔ تو جناب اس بار آپ کے چہیتے کردار اسرائیل میں اس قدر تیز رفتاری اور خطرناک انداز میں ان ایکشن ہوتے ہیں کہ اسرائیلی ایجنسیاں ان کا ایکشن دیکھ کر انگشت بدانداں رہ جاتی ہیں۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر بلیک ہارٹ ایجنسی آئی ہے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے اور انہیں اسرائیل کی طرف بڑھتے رہنے سے روکنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کرتی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس ایجنسی کا نہ صرف بھرپور مقابلہ کرتے ہیں بلکہ بلیک ہارٹ ایجنسی کو صحیح معنوں میں ناکوں چنے چبوانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ مذکورہ ناول میں جہاں عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہارٹ ایجنسی کی تربیت یافتہ فورس سے برسرِ پیکار ہوتے ہیں وہاں انہیں قدرتی آفات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہارڈ ڈیزرٹ جسے دنیا کا

سب سے بڑا اور خطرناک ترین صحرا کہا جاتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی لاکھ کوششوں کے باوجود اس ڈیزرٹ میں آنے والے ایک خوفناک طوفان میں پھنس جاتے ہیں اور پھر وہ اس طوفان میں تنکوں کی طرح بکھر جاتے ہیں۔

ہارڈ ڈیزرٹ کا طوفان انہیں کہاں لے جاتا ہے اور عمران کو اپنے کن تین ساتھیوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں یہ آپ ناول پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔ اب میں آپ کے اور عمران کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تاکہ آپ اپنے چہیتے کرداروں پر مبنی ایک ایکشن فل اور سسپنس سے بھرپور ناول سے لطف اندوز ہو سکیں۔

ناول کے آخر میں حسب سابق آپ کے خطوط بھی شائع کئے جا رہے ہیں جو کسی بھی لحاظ سے دلچسپی میں کم نہیں ہیں اور جناب عمران سے پوچھے گئے سوالوں کے جواب دینے پر آپ کو عمران اور ادارہ کی طرف سے ایک ایک نیا ناول 'فری' ارسال کیا جا رہا ہے۔ امید ہے آپ اسی طرح سے خطوط لکھتے رہیں گے اور عمران سے کئے گئے سوالوں کے جواب دیتے رہیں گے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ظہیر احمد

عمران ناشتے سے فارغ ہو کر صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ اخبار کی صرف سرخیاں ہی دیکھتا تھا۔ سرخیاں چھوٹی ہوں یا بڑی وہ صرف انہیں ایک نظر دیکھتا تھا اور اگر کوئی خاص خبر ہوتی تو وہ اس کی ڈیٹیل پڑھ لیتا تھا ورنہ وہ اسی طرح اخبار کی سرخیاں ہی دیکھا کرتا تھا۔

سلیمان اسے ناشتہ کرانے کے بعد باہر سے سودا سلف لینے کے لئے چلا گیا تھا اس لئے عمران اطمینان بھرے انداز میں اخبار دیکھ رہا تھا۔ سرخیاں دیکھتے دیکھتے اس کی نظریں کرائم پیج کی ایک چھوٹی سی خبر پر جم گئیں۔ خبر کی سرخی کے طور پر 'چار غیر ملکی ہمشکل افراد کی پراسرار ہلاکت' لکھا گیا تھا۔ عمران نے اس خبر کی تفصیل دیکھی جس میں لکھا تھا کہ نیو ٹاؤن کی ایک فرنشڈ کوٹھی کے احاطے سے پولیس کو چار ایسے غیر ملکی افراد کی لاشیں ملی ہیں جن کی شکلیں بالکل ایک

Downloaded from https://paksociety.com

جیسی تھیں۔ انہوں نے ایک جیسا لباس پہن رکھا تھا۔ کرائم رپورٹر کے مطابق ان چار افراد کی لاشوں کو پولیس نے اپنی تحویل میں لے کر ان کی ہلاکت کی تفتیش کرنا شروع کر دی تھی۔ ابھی ان افراد کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کے نام معلوم ہو سکے تھے۔ خبر کے مطابق ان چاروں کو انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے ہلاک کیا گیا تھا۔ ان کے سر دھڑ سے الگ ملے تھے اور ہاتھ پاؤں الگ الگ۔ جیسے کسی نے انہیں ہلاک کر کے ان کے ٹکڑے کر دیئے ہوں۔ خبر کے ساتھ چار چھوٹی تصویریں بھی تھیں جو ان ہلاک ہونے والے چاروں غیر ملکیوں کی تھیں۔

عمران ان تصویروں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان چہروں کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو۔

”بڑے جانے پہچانے سے چہرے ہیں۔ کہاں دیکھا ہے میں نے انہیں“...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا لیکن اس کے ذہن کے پردے پر ان تصویروں کے صرف دھندلے سے خاکے سے بن رہے تھے جبکہ یادداشت میں موجود ان کی تصویریں واضح نہیں ہو رہی تھیں۔ وہ یاد کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن اسے واقعی ان چاروں افراد کے بارے میں کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔

”لگتا ہے اب میں واقعی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے ویسے ویسے یادداشت انسان کا ساتھ چھوڑتی چلی جاتی ہے۔ شاید میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں نے یہ چہرہ پہلے کہیں دیکھا ہے لیکن دماغ ساتھ نہیں دے رہا ہے جیسے میں اسے جانتا ہی نہیں ہوں“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

خبر میں صرف نیو ٹاؤن کی ایک فرنشڈ کوٹھی کا بتایا گیا تھا یہ نہیں لکھا گیا تھا کہ لاشیں کس بلاک اور کس کوٹھی میں پائی گئی تھیں اور ان لاشوں کے بارے میں پولیس کو کیسے خبر ملی تھی۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سر جھٹک کر اخبار لپیٹ کر سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

”جو بھی ہے یہ کم از کم میرے رشتہ داروں میں سے نہیں ہیں۔ ورنہ میں ان کے بارے میں ضرور سوچتا کہ یہ کون ہیں۔ یہ جو بھی تھے پولیس خود ہی ان کا پتہ لگا لے گی مجھے کیا پڑی ہے خواہ مخواہ ان کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنے دماغ کی انرجی ضائع کرتا رہوں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور یوں منہ چلانے لگا جیسے چیونگم چبا رہا ہو۔

اسی لمحے سامنے میز پر پڑے ہوئے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سیل فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے سیل فون اٹھا لیا۔ ڈسپلے پر سپیشل کال کا آپشن آ رہا تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ کال اس کے کسی ساتھی یا پھر بلیک زیرو کی

تھی۔ اس کے سیل فون میں ڈبل سسٹم تھا جن میں سے ایک عام سسٹم کے تحت کام کرتا تھا جبکہ دوسرا سسٹم سپریم سیٹلائٹ سسٹم سے منسلک تھا جس سے سیکرٹ سروس کے ممبران، بلیک زیرو، جوزف، جوانا اور چند مخصوص افراد ہی اسے کال کر سکتے تھے۔ سیل فون چونکہ ایک غیر محفوظ ڈیوائس تھی اس لئے عمران نے اس کی سپیشل میموری میں کسی کا نام درج نہیں کیا تھا تاکہ سیل فون پر آنے والی سپیشل کال کے بارے میں کسی کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ کال کہاں سے آ رہی ہے اور کال کرنے والا کون ہے۔

"یس اولڈ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بڑھاپے کی پہلی سیڑھی پر قدم رنجہ ہو کر بلکہ بڑھاپے کی آمد کے رنج میں رنجیدہ ہو کر بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے افسوس اور دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی اور عمران کی آنکھیں بے اختیار گول گول گھوم گئیں۔ یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ تنویر ڈائریکٹ اسے کال کر رہا تھا ورنہ وہ اس سے کبھی سیدھے منہ بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔

"تت۔ تت۔ تنویر۔ کون تنویر۔ معاف کیجئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں"...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے واقعی تنویر کو نہ پہچانا ہو۔

"عمران مجھے تم سے بہت ضروری کام ہے۔ میں فلیٹ میں

تمہارے پاس آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے تنویر نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے کال ڈراپ ہوتے ہی سیل فون کان سے ہٹایا اور اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اسے ابھی تک سیل فون سے تنویر کی آواز سن کر حیرت ہو رہی ہو۔

"حیرت ہے تنویر کو مجھ سے کوئی کام ہے اور وہ بھی بہت ضروری کام۔ پہلے یادداشت کمزور ہوئی تھی اب کہیں بڑھاپے کی وجہ سے میرے کان بھی تو بجنا شروع نہیں ہو گئے۔ جو میں نے کسی اور کی آواز کو تنویر کی آواز سمجھ لیا ہے"...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے سیل فون ایک طرف رکھا اور ایک بار پھر اخبار پر نظریں دوڑانا شروع ہو گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد کال بیل بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک اٹھا اس نے اخبار ایک طرف رکھا اور جھپٹ کر سیل فون اٹھا لیا اور ڈسپلے دیکھے بغیر سیل فون کان سے لگا لیا۔

"ہیلو"...... اس نے بڑے ڈھیلے سے لہجے میں کہا لیکن بھلا سیل فون سے کیا آواز سنائی دے سکتی تھی نہ اس کی بیل بجی تھی اور نہ ہی عمران نے کال ریسیونگ بٹن آن کیا تھا۔

"یہ کیا اس میں سے تو کوئی آواز ہی سنائی نہیں دے رہی پھر اس کی گھنٹی کیوں بجی تھی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر کال بیل بجی تو عمران حیرت زدہ نظروں

سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور پھر اس نے صوفے کی گدیوں کو اٹھا اٹھا کر اس کے نیچے دیکھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ جھکا اور اس نے میز اور پھر صوفے کے نیچے دیکھا جیسے وہ یہ دیکھنا چاہ رہا ہو کہ گھنٹی بجنے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اسی لمحے ایک بار پھر گھنٹی بجی تو وہ اچھل پڑا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ واقعی میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ بے حد بوڑھا۔ گھنٹی تو کال بیل کی ہے اور میں خواہ مخواہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہوں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا بیرونی دروازے کے پاس آ کر وہ رک گیا اس نے ڈور آئی سے باہر دیکھا تو اسے باہر تنویر دکھائی دیا۔ تنویر اکیلا تھا اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔ اسی لمحے تنویر نے ہاتھ بڑھایا اور فلیٹ میں ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی۔

”ارے ارے ایک منٹ۔ بار بار گھنٹی کیوں بجا رہے ہو بھائی۔ بار بار گھنٹی بجانے سے بجلی کے بل میں تیزی سے اور مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے اور میں ایک کمزور پسلی کا آدمی ہوں۔ میں صرف گھنٹی سننے کے لئے بجلی کا منوں وزنی بل ادا نہیں کر سکتا“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا تنویر تیزی سے آگے بڑھا اس نے عمران کو ایک طرف ہٹایا اور اندر آ گیا اور رکے بغیر اندر بڑھتا چلا گیا۔

”ارے ارے۔ نہ جان نہ پہچان میں تیرا مہمان اور وہ بھی خواہ مخواہ کا۔ ارے ارے سنو۔ اس طرح منہ اٹھائے کہاں گھسے آ رہے ہو۔ رکو۔ میری بات سنو۔ ارے ارے“...... عمران نے اسے تیزی سے اندر جاتے دیکھ کر اونچی آواز میں کہا لیکن تنویر نے جیسے اس کی آواز سنی ہی نہیں تھی وہ تیزی سے سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور لاک لگا دیا اور پھر مڑ کر وہ بھی تیز تیز چلتا ہوا سٹنگ روم کی طرف آ گیا جہاں تنویر ایک صوفے پر بیٹھا یوں گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جیسے وہ میلوں دوڑ لگا کر آیا ہو۔ اس کا جسم پسینے سے بری طرح سے بھیگا ہوا تھا۔

”تم تو یہاں آ کر ایسے بیٹھ گئے ہو جیسے اس فلیٹ کا میں، میرا مطلب ہے سوپر فیاض نہیں تم مالک ہو۔ کون ہو تم۔ کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ اگر تمہارا پروگرام مجھے اکیلا دیکھ کر لوٹنے کا ہے تو یاد رکھو تمہیں اس فلیٹ سے کچھ نہیں ملے گا۔ یہاں سے کچھ لے جانے کی بجائے تمہیں اپنی جیب سے مجھے کچھ دے کر ہی جانا پڑے گا“...... عمران نے اس کے سامنے آ کر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”عمران پلیز۔ اس وقت میں بے حد پریشان ہوں“...... تنویر نے بڑے بے زار لہجے میں کہا اور عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا، تنویر کے چہرے پر واقعی انتہائی پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے اور اس کی آنکھیں سوچی سوچی سی معلوم ہو رہی تھیں

جیسے وہ رات بھر سویا ہی نہ ہو۔

''پریشان ہو تو کسی سپیشلسٹ کے پاس جاؤ بھائی۔ میں تمہیں پریشانی کا علاج کرنے والا ڈاکٹر نظر آتا ہوں کیا۔ جو منہ اٹھائے سیدھے یہاں چلے آئے ہو''...... عمران نے اپنی مخصوص عادت کے مطابق کہا۔

''مجھے پانی پلاؤ۔ پیاس سے میرا حلق سوکھ رہا ہے''...... تنویر نے جیسے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔ عمران گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا تنویر کی حالت واقعی بے حد خراب نظر آ رہی تھی۔ اس کا رنگ بھی زرد زرد سا لگ رہا تھا۔ تنویر جیسا انسان اس قدر پریشان اور گھبرایا ہوا ہو یہ عمران کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز بات تھی کیونکہ تنویر ان افراد میں سے نہیں تھا جو کسی بات پر گھبرا جائے یا کسی پریشانی کے باعث اس کی حالت اس قدر خراب ہو جائے کہ وہ رات بھر نہ سو سکا ہو۔

عمران چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھتا رہا پھر وہ مڑا اور کچن کی طرف چلا گیا تھوڑی دیر میں وہ ریفریجریٹر سے ٹھنڈے پانی کی بوتل اور ایک خالی گلاس لے آیا اس نے تنویر کی طرف گلاس بڑھایا تو تنویر نے اس سے بوتل جھپٹ لی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ کہتا تنویر نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل منہ سے لگا لی اور پانی غٹاغٹ یوں پینا شروع ہو گیا جیسے وہ صدیوں کا پیاسا ہو۔ اس نے بوتل اس وقت تک منہ سے نہ ہٹائی جب تک

بوتل میں موجود پانی کا ایک ایک قطرہ اس کے حلق میں نہ اتر گیا۔ ڈیڑھ لیٹر کی بوتل تھی جو تنویر نے چند ہی لمحوں میں ساری کی ساری ختم کر لی تھی۔

''باہر سے جلتے ہوئے کوئلے کھا کر آئے ہو کیا جو اتنا پانی پی گئے ہو''...... عمران نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تنویر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''اگر اور پیاس لگی ہے تو دو چار بوتلیں اور لا دوں''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرے لئے یہی کافی تھا''...... تنویر نے کہا۔

''پریشان کیوں ہو۔ کہیں جولیا ہمیں چھوڑ کر واپس سوئیزر لینڈ تو نہیں بھاگ گئی''...... عمران نے کہا اور تنویر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے غصہ اُبھرا لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

''میں تم سے جولیا کے سلسلے میں بات کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''تو پھر کیا ہوا ہے۔ تم تو ایسے ڈرے ہوئے ہو جیسے چیف نے تمہارے بلیک وارنٹ جاری کر دیئے ہوں اور ممبران تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہوں اور تم ان سے جان بچا کر بھاگتے پھر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں ایسی بھی بات نہیں ہے''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

''تو پھر کیسی بات ہے''......عمران نے اسی کے انداز میں کہا۔

''تم نے آج کا اخبار دیکھا ہے''......تنویر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں میں آج کا اخبار کل سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ مجھے کہیں نہیں رہا ورنہ ضرور دیکھ لیتا۔ کیوں کیا ہوا ہے آج کے اخبار میں اگر کسی مالدار بڑھیا کا رشتہ آیا ہے تو بتاؤ میں ابھی ڈھونڈ لیتا ہوں اخبار''......عمران نے اسی طرح سے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا ہوں''......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھی بات ہے اچھے بچے مذاق کرتے ہوئے اچھے بھی نہیں لگتے''......عمران نے کہا اور تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔

''میں نے تم سے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو''......تنویر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس سے پوچھا۔

''کون سا سوال سائنس کا یا الجبرے کا''......عمران نے کہا۔

''تم نے آج کا نیوز پیپر دیکھا ہے یا نہیں''......تنویر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے۔ ایسے مت گھورو۔ ڈر لگتا ہے۔ مم۔ میں ابھی دیکھ لیتا ہوں''......عمران نے تنویر کو گھورتے دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا اخبار اٹھایا اور اسے ایک نظر دیکھ کر واپس میز پر رکھ دیا۔

''ہاں دیکھ لیا ہے''......عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے

میں کہا جیسے اس نے اخبار دیکھ کر تنویر کی اگلی پچھلی نسلوں پر بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

''اسے اخبار دیکھنا کہتے ہیں''......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اور نہیں تو کیا اسے اخبار سونگھنا کہتے ہیں۔ تم نے اخبار دیکھنے کا کہا تھا میں نے دیکھ لیا ہے اب میرے پاس چشمہ نہیں ہے ورنہ میں چشمہ لگا کر دیکھ لیتا''......عمران نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے''......تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ایسا تو نہ کہو پیارے۔ تم مجھ سے بات نہیں کرو گے تو اور کس سے کرو گے آخر میں ہی تو تمہارا''......عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''کیا میں ہی تمہارا۔ کیا کہنا چاہتے ہو''......تنویر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''خیر خواہ اور کیا۔ میں ہی تمہارا خیر خواہ ہوں اور میں نے کیا کہنا ہے۔ یقین کرو میں یہ بالکل بھی نہیں کہنا چاہتا کہ میں تمہارا ہونے والا وہ ہوں''......عمران کی زبان چل پڑی اور تنویر غرا کر رہ گیا۔ وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

''کارگ فلے کو جانتے ہو''......تنویر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا اور عمران کے

دماغ میں جیسے اچانک زور دار چھناکا سا ہوا۔ کارگ فلے کا نام سنتے ہی اس کے سامنے وہ تصویریں آ گئیں جو اس نے اخبار میں دیکھی تھیں۔ ان چار غیر ملکیوں کی تصویریں جنہیں ایک کوٹھی میں ہاتھ پاؤں اور سر کاٹ کر ہلاک کر دیا گیا تھا اور عمران کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ان تصویر والی شخصیات یا شخص کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو یا ان کے بارے میں جانتا ہو لیکن کوشش کے باوجود اسے ان کے بارے میں کچھ یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ کون تھے اور عمران انہیں کیسے جانتا تھا اور انہیں وہ پہلے کہاں دیکھ چکا تھا۔

''کارگ فلے۔ کسی چڑیا گھر کے بندر کا نام معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ میرا بھلا بندروں سے کیا تعلق''...... عمران نے کہا اس کے ذہن میں کارگ فلے کا نام بری طرح سے گونج رہا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اخبار میں چھپی ہوئی تصویریں ایک بار پھر اجاگر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

''میں بلیک ہارٹ ایجنسی کے ڈیول مائنڈ اسرائیلی ایجنٹ کارگ فلے کی بات کر رہا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''ڈیول مائنڈ تمہارا مطلب ہے شیطانی دماغ۔ لیکن کارگ فلے تو انسان ہے پھر اس کا دماغ شیطانی کیسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جس انسان کی سوچ نیگیٹو ہو اور وہ صرف برائی کے لئے ہی سوچتا ہو اور اس پر عمل کرتا ہو اسے ڈیول مائنڈ نہیں تو اور کیا کہتے

ہیں''...... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

''تنویر''...... عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''عمران پلیز۔ میں بے حد سنجیدہ ہوں''...... تنویر نے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن تمہارے چہرے پر تو اٹھارہ بلکہ سوا اٹھارہ بجے ہوئے ہیں اور تم مجھے سنجیدہ کم اور رنجیدہ زیادہ دکھائی دے رہے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''آج کا اخبار دیکھو۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ پاکیشیا میں ایک نہیں چار ڈیول مائنڈ ایجنٹ موجود تھے''...... تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''اور تم نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے ہیں''...... عمران نے کہا اور تنویر یکلخت اچھل پڑا اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے جیسے عمران نے کوئی انہونی سی بات کہہ دی ہو۔

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ انہیں میں نے ہلاک کیا ہے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہاری شکل ہی بتا رہی ہے کہ تم چار قتل کر کے پولیس سے بھاگتے پھر رہے ہو اور پناہ لینے کے لئے یہاں آ گئے ہو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پولیس سے۔ ہونہہ۔ میں بھلا پولیس سے کیوں بھاگوں گا"...... تنویر نے غصے سے کہا۔

"تو پھر تمہاری یہ پریشانی، خوف اور گھبراہٹ کیسی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں کارگ فلے کی وجہ سے پریشان ہوں۔ میں نے چار کارگ فلے کی لاشیں دیکھی ہیں لیکن اس کے باوجود مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ لاشیں کارگ فلے کی نہ ہوں اور کارگ فلے زندہ ہو۔ اس جیسے خطرناک اور شیطانی دماغ والے ایجنٹ کا پاکیشیا میں ہونا کسی بہت بڑے خطرے کا الارم ہو سکتا ہے۔ میرا دماغ یہ سوچ سوچ کر پھٹا جا رہا ہے کہ وہ یہاں آگ اور خون کے سوا دوسرا کوئی کھیل نہیں کھیل سکتا۔ اسے لاشیں دیکھ کر خوشی ملتی ہے اور وہ ہر وقت خون کا پیاسا رہتا ہے اس کا بس نہیں چلتا ورنہ وہ انسانوں کو ہلاک کر کے ان کا خون ہی پی جائے"...... تنویر نے کہا۔

"یہ سب تم اس کے بارے میں کیسے جانتے ہو کیا وہ کسی زمانے میں تمہارا کلاس فیلو رہ چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کچھ دیر کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ پلیز۔ کارگ فلے کی یہاں موجودگی مجھے بری طرح سے چبھ رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں۔ اس پریشانی میں رات بھر میں سو بھی نہیں سکا ہوں"...... تنویر نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"تم نے چار کارگ فلے کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں

پھر بھی کہہ رہے ہو کہ وہ ابھی زندہ ہے اور تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ کارگ فلے اسرائیل کی بلیک ہارٹ ایجنسی کا ایجنٹ ہے اور یہاں پاکیشیا میں موجود ہے"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس کے بارے میں جانتا ہوں۔ چند سال قبل چیف نے مجھے اکیلے ہی اسرائیل میں ایک مشن پر بھیجا تھا تب میرا بلیک ہارٹ ایجنسی سے ٹکراؤ ہوا تھا اور میرے مقابلے پر کارگ فلے کو ہی لایا گیا تھا اور اس نے میرے راستے میں ہر طرف موت کے ایسے جال بُن دیئے تھے جنہیں پار کر کے مجھے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے میں بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور میرا متعدد بار کارگ فلے سے سامنا بھی ہوا تھا۔ وہ انتہائی شاطر، تیز طرار اور فعال ایجنٹ ہے اسے میری تمام پلاننگ کا علم ہو جاتا تھا اور وہ اس جگہ مجھ سے پہلے پہنچ جاتا تھا جہاں مجھے پہنچنا ہوتا تھا۔ میری اس سے باقاعدہ کئی بار فائٹ بھی ہوئی تھی وہ بہترین لڑاکا بھی ہے اس سے لڑتے ہوئے ایک دو بار واقعی مجھے اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود میں اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ میں نے کارگ فلے کے بارے میں وہاں سے کچھ معلومات حاصل کی تھیں کہ مشن مکمل کرنے کے بعد میں اسے ہر حال میں ہلاک کروں گا کیونکہ اس نے بار بار میرے مشن میں حائل ہو کر میرا بہت وقت برباد کیا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا

کہ وہ خطرناک حد تک ذہین ایجنٹ ہے جو شیطانوں سے بھی زیادہ
شیطانی انداز میں سوچتا ہے اور وہ جو سوچتا ہے اس پر عمل بھی کرتا
ہے۔ وہ بلیک ہارٹ ایجنسی کا ڈیول مائینڈ ایجنٹ کہلاتا ہے جو واقعی
شیطانی انداز میں ہی سوچتا ہے اور شیطانی انداز میں ہی اپنے تمام
کام سرانجام دیتا ہے۔ جب میرا اس سے ٹکراؤ ہوا تھا تو وہ اصلی
شکل میں تھا اس لئے اس کی تصویر ہمیشہ کے لئے میرے دماغ کے
پردے پر چھپ گئی تھی۔ لیکن مشن مکمل ہوتے ہی چیف نے مجھے فوراً
واپس آنے کا حکم دے دیا تھا ورنہ میں اس ڈیول مائینڈ ایجنٹ کو
ہلاک کر کے ہی واپس آتا۔ بہرحال میری کار پچھلے چند روز سے
خراب تھی جسے میں نے ٹھیک کرانے کے لئے ایک ورکشاپ بھجوائی
ہوئی تھی۔ کل صبح مجھے ورکشاپ سے فون آیا کہ میری کار ٹھیک ہو
چکی ہے میں آ کر اسے لے جاؤں۔ چنانچہ میں کار لینے کے لئے
ورکشاپ پہنچ گیا۔ جب میں ورکشاپ سے اپنی کار لے کر نکل رہا
تھا تو میں نے ورکشاپ کے سامنے ایک ٹیکسی آ کر رکتے ہوئے
دیکھی اس ٹیکسی سے ایک نوجوان اترا تھا اور وہ ورکشاپ میں چلا گیا
تھا۔ اس نوجوان کا قد کاٹھ اور اس کی چال ڈھال دیکھ کر مجھے ایسا
لگا جیسے میں اسے جانتا ہوں۔ وہ ایک مقامی نوجوان تھا۔ میں اسے
غور سے دیکھ رہا تھا نجانے مجھے ایسا کیوں لگ رہا تھا جیسے وہ شخص
میک اپ میں ہو۔ مجھے اس کے میک اپ میں ہونے کا احساس
اس قدر شدید ہوتا جا رہا تھا کہ میں نے اسے ایک بار نزدیک سے

دیکھنے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ میں نے کار وہیں روکی اور دوبارہ
ورکشاپ میں چلا گیا۔ وہ نوجوان ایک نئے ماڈل کی کار کے پاس
کھڑا تھا جسے مکینک ٹھیک کر رہے تھے۔ ورکشاپ کے جس مکینک
نے میری کار ٹھیک کی تھی میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے
اپنی کار کی حفاظت کے بارے میں مختلف سوال کرنے لگا تاکہ میں
اس نوجوان کو قریب سے دیکھ سکوں۔ میری جیب میں بلیو کراس
ویژن والا چشمہ تھا۔ مکینک سے باتیں کرتے ہوئے میں نے وہ
چشمہ آنکھوں پر لگایا اور پھر جب میں نے اس نوجوان کو دیکھا تو
مجھے اس کا اصلی چہرہ نظر آ گیا۔ وہ کارگ فلے ہی تھا۔ کارگ فلے کو
وہاں دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا۔ کارگ فلے نے بھی ایک نظر
میری طرف دیکھا تھا۔ میں میک اپ میں نہیں تھا۔ لیکن اس کے
چہرے پر کوئی ردِعمل ظاہر نہیں ہوا تھا جیسے اس نے مجھے پہچانا ہی نہ
ہو۔ کارگ فلے جیسا ڈیول مائینڈ ایجنٹ پاکیشیا میں تھا یہ سوچ کر
میرے دماغ میں زہریلی چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئی تھیں۔
میں نے مکینک سے اجازت لی اور پھر ورکشاپ سے باہر آ گیا۔
میں نے پہلے سوچا کہ میں اس کے بارے میں چیف یا مس جولیا کو
آگاہ کر دوں لیکن میرے پاس کال کرنے کا وقت نہیں تھا کیونکہ
میرے ورکشاپ سے باہر آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد کارگ فلے
باہر آ گیا تھا وہ جس ٹیکسی میں آیا تھا وہ ٹیکسی سڑک کے دوسرے
کنارے پر کھڑی تھی جسے شاید کارگ فلے نے ہی وہاں رکوا رکھا تھا

اس کی کار کا انجن کھلا ہوا تھا جو مکینک کے کہنے کے مطابق سیز ہو
گیا تھا اس لئے میں جانتا تھا کہ کارگ فلے وہاں سے اتنی جلدی
کار نہیں لے جا سکے گا وہ یقیناً جانے کے لئے ٹیکسی کا ہی انتظام
کرے گا میں نے ورکشاپ سے باہر آ کر اس ٹیکسی کے نمبر نوٹ کر
لئے تھے اور اپنی کار ایک ایسی جگہ لے جا کر روک دی تھی کہ نہ
مجھے ٹیکسی والا دیکھ سکے اور نہ کارگ فلے۔

ٹیکسی جب کارگ فلے کو لے کر روانہ ہوئی تو میں نے اس کا
نہایت احتیاط سے تعاقب کرنا شروع کر دیا۔

کارگ فلے ٹیکسی میں نیو ٹاؤن کی طرف گیا تھا۔ اس نے نیو
ٹاؤن میں جاتے ہی ٹیکسی رکوا لی تھی اور پھر وہ ٹیکسی سے اتر گیا اس
نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور جب ٹیکسی وہاں سے چلی گئی تو
وہ دوسری طرف مڑ کر ڈی بلاک کی طرف چلا گیا۔ اس نے چونکہ
میری کار نہیں دیکھی تھی اس لئے میں کار آگے لے گیا تھا اور عقبی
آئینے میں اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ کارگ فلے گہرے خیالوں میں
کھویا ہوا تھا وہ ڈی بلاک کی ایک فرنشڈ کوٹھی کی طرف چلا گیا۔ اس
کوٹھی کا نمبر ستائیس تھا۔ کارگ فلے نے گیٹ کا لاک کھولا اور اندر
چلا گیا۔ جس طرح سے وہ لاک کھول کر اندر گیا تھا اس سے میں
سمجھ گیا تھا کہ وہ کوٹھی میں اکیلا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ میں نے کار
ایک سائیڈ والی گلی میں روکی اور کار سے نکل کر کوٹھی نمبر ستائیس کے
قریب آ گیا۔ کوٹھی بالکل نئی تھی اس پر حال میں ہی پینٹ کیا گیا

تھا۔ میں ابھی کوٹھی کے گیٹ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اچانک سامنے
والی کوٹھی کا دروازہ کھلا اور تین افراد نکل کر تیزی سے میری طرف
بڑھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اس سے پہلے کہ میں
کچھ کرتا ان تینوں نے دوڑ کر میرے قریب آ کر مجھے گھیر لیا۔ میں
ابھی انہیں دیکھ کر حیران ہو ہی رہا تھا کہ کوٹھی نمبر ستائیس کے گیٹ
کا ذیلی دروازہ کھلا اور کارگ فلے مسکراتا ہوا باہر آ گیا۔ اس نے
بڑے دوستانہ انداز میں میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا جیسے مجھ سے
مصافحہ کرنا چاہتا ہو اس کا انداز اس قدر غیر فطری تھا کہ میں نے
بھی بلا سوچے سمجھے اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور پھر جیسے ہی میں
نے اس سے ہاتھ ملایا اسی لمحے مجھے ایک زور دار جھٹکا لگا۔ مجھے ایسا
محسوس ہوا تھا جیسے میں نے پاور سپلائی کے کسی ننگے تار کو چھو لیا ہو۔
زور دار جھٹکے نے میرے اوسان خطا کر دیئے تھے اور میرے دماغ
میں یکلخت اندھیرا سا بھر گیا تھا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔ جب
مجھے ہوش آیا تو میں کوٹھی کے سٹنگ روم کے ایک صوفے پر پڑا ہوا
تھا۔ میں بوکھلا کر اٹھا اور حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن
کوٹھی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے اپنی جیبیں چیک کیں تو
یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ کارگ فلے نے میری تلاشی نہیں لی
تھی اگر لی بھی تھی تو اس نے میری کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھی
تھی۔ یہاں تک کہ میرا مشین پسٹل بھی میرے پاس ہی تھا۔ میں
نے مشین پسٹل کا میگزین چیک کیا تو وہ لوڈڈ تھا۔ میں مشین پسٹل

لے کر کوٹھی کا جائزہ لینے لگا لیکن کوٹھی ایسے خالی تھی جیسے وہاں کبھی کوئی رہا ہی نہ ہو۔ ساری کوٹھی خالی پڑی تھی اور جب میں باہر لان میں آیا تو مجھے وہاں چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دیں۔ ان لاشوں کے جسم کے حصے الگ الگ کر دیئے گئے تھے ان کے ہاتھ پاؤں الگ تھے اور سر الگ اور حیران کن بات یہ تھی کہ ان سب کے چہرے اصلی کارگ فلے جیسے تھے۔ کارگ فلے کو شاید اپنے تعاقب کا علم ہو گیا تھا اس نے سیل فون سے کال کر کے اپنے ساتھیوں کو تیار کر لیا تھا جو کوٹھی نمبر ستائیس کے سامنے والی کوٹھی میں چھپے میرے وہاں آنے کا انتظار کر رہے تھے اور پھر میرے وہاں پہنچتے ہی انہوں نے کوٹھی سے نکل کر مجھے گھیر لیا تھا اور پھر کارگ فلے نے مجھے الیکٹرک شاک لگا کر بے ہوش کر دیا۔ وہ چاہتا تو مجھے ہلاک کر کے وہیں پھینک سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا جب مجھے ہوش آیا تو میں اسی کوٹھی میں تھا اور اس کوٹھی میں کارگ فلے کی چار لاشیں موجود تھیں۔ میں حیران ہو رہا تھا کہ انہیں کس نے اور کیوں ہلاک کیا ہے۔ میں نے بلیو کراس ویژن چشمے سے ان چہروں کو چیک کیا تو مجھے ایک اور حیران کن بات معلوم ہوئی ان چاروں کے چہرے اصلی تھے یعنی وہ میک اپ میں نہیں تھے۔ میرے پاس ڈبل گلاس ڈیجیٹل کیمرہ بھی تھا جس سے کسی بھی قسم کے میک اپ کا آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا تھا لیکن جب میں نے اس کیمرے سے ان چہروں کی تصویریں لیں تو میں اور زیادہ حیران

رہ گیا کیونکہ ان تصویروں میں بھی کارگ فلے کا اصلی چہرہ ہی میرے سامنے آیا تھا۔ میں ایک کارگ فلے کو جانتا تھا لیکن وہاں چار کارگ فلے کی لاشیں موجود تھیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انہیں اس قدر بے رحمی سے کس نے اور کیوں ہلاک کیا ہے۔ کارگ فلے جیسا شیطانی دماغ والا ایجنٹ اس قدر آسانی سے ہلاک ہو جائے۔ میرا دل یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ میں نے اس کوٹھی کا جائزہ لیا اور اندر باہر ہر جگہ باریک بینی سے چیک کیا لیکن مجھے وہاں ایسا کوئی کلیو نہیں ملا تھا جس سے مجھے یہ معلوم ہو سکتا کہ کارگ فلے وہاں کیوں آیا تھا اور اس کی جگہ وہاں چار کارگ فلے کی لاشیں کہاں سے آ گئی تھیں۔

میں ابھی یہ سب دیکھ ہی رہا تھا کہ باہر مجھے موبائل پولیس کے سائرن سنائی دیئے کئی گاڑیاں اس کوٹھی کے گیٹ پر آ کر رکی تھیں اس لئے میں نے وہاں سے نکل جانا ہی مناسب سمجھا اور میں کوٹھی کے عقبی حصے کی طرف چلا گیا اور وہاں سے دیوار پھاند کر باہر آ گیا۔ میں نے جس گلی میں اپنی کار روکی تھی کار اسی جگہ موجود تھی اس لئے مجھے وہاں سے نکلنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔

میرے لئے یہ سب کچھ اس قدر حیران کن تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ میں سوچ رہا تھا کہ کارگ فلے کے بارے میں چیف یا مس جولیا کو کچھ بتاؤں یا نہیں۔ یہ سوچتا ہوا میں اپنے فلیٹ میں چلا گیا اور پھر رات بھر میں سوچتا رہا لیکن میں

کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ میں نے ورکشاپ میں موجود کارگ فلے کی اس کار کا نمبر بھی نوٹ کر رکھا تھا۔ میں نے اس مکینک کو فون کر کے اس کار کے مالک کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ کار حمید پیرزادہ نامی ایک شخص کی ہے۔ اس کار کا انجن سیز ہو گیا تھا جسے ٹھیک ہونے میں وقت لگ سکتا ہے اس لئے حمید پیرزادہ نامی شخص کو ایک ہفتے کا وقت دیا گیا ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد آ کر اپنی کار لے جا سکتا ہے۔ کارگ فلے کی چار لاشیں دیکھنے کے باوجود میرا دل نہیں مان رہا تھا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے لیکن میرے پاس اس کے زندہ ہونے کا چونکہ کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا اس لئے میں چیف سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کر سکتا تھا اور مس جولیا کو میں کیا بتاتا کہ میں اس قدر آسانی سے ان کے ہتھے چڑھ گیا تھا پھر مجھے تمہارا خیال آیا کہ تم یقیناً کارگ فلے کے بارے میں جانتے ہو گے۔ میں نے تم سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے صبح اخبار دیکھا تو اس میں چار کارگ فلے کی ہلاکتوں کے بارے میں چھوٹی سی خبر بھی چھپی ہوئی تھی اور اس کی تصویریں بھی لگی ہوئی تھیں۔ میرا خیال تھا کہ تم ان تصویریں کو دیکھ چکے ہو گے اس لئے میں نے سوچا کہ اس سلسلے میں تم سے ہی مل لینا مناسب ہو گا اسی لئے میں یہاں تمہارے پاس آ گیا تھا تاکہ تم سے مشورہ کر سکوں۔ اب تم بتاؤ تم کیا کہتے ہو۔ یہ سارا چکر کیا ہو سکتا ہے۔ کارگ فلے نے مجھے نقصان کیوں نہیں پہنچایا تھا اور مجھے اس کوٹھی

میں چھوڑ کر کیوں چلا گیا تھا اور وہاں اس کی ہم شکل چار لاشیں ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... تنویر نے نان سٹاپ بولتے ہوئے کہا۔

''چکر تو واقعی عجیب سا ہے۔ تمہیں پہچان کر اس نے زندہ چھوڑ دیا یہ واقعی حیرت کی بات ہے کیونکہ تم اس کے دشمنوں کی لسٹ میں سرفہرست ہو۔ اسے موقع ملا تھا وہ تمہیں آسانی سے ہلاک کر سکتا تھا۔ خیر اس سے یہ اندازہ تو لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے فی الحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چھیڑنا یا ان کے خلاف ایکشن لینا مناسب نہیں سمجھا ہو گا اور وہاں سے خاموشی سے نکل جانا ہی مناسب سمجھا ہو گا لیکن چار ہم شکل لاشیں یہ واقعی الجھا دینے والی بات ہے۔ اگر وہ تم پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ تمہارے ساتھ اس کے پیچھے کوئی اور بھی آیا تھا اور اس نے کارگ فلے کو ہلاک کر دیا تھا تو اس کے لئے اس کی ایک ہی لاش کافی تھی۔ پھر چار لاشیں اور وہ بھی اس حال میں کہ ان کے سر الگ ہوں اور ہاتھ پاؤں الگ''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''اسی بات سے تو میں حیران ہوں اور اسرائیل میں جس طرح کارگ فلے میری جان کا دشمن بنا ہوا تھا اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ مجھے کبھی زندہ نہیں چھوڑے گا اگر میں اسرائیل سے اس کے ہاتھوں بچ کر نکل گیا تو وہ میرے پیچھے پاکیشیا بھی آئے گا اور مجھے ڈھونڈ کر ہر صورت میں ہلاک کرے گا۔ اب واقعی اسے ایک

بہترین موقع مل گیا تھا لیکن اس نے مجھے صرف بے ہوش کیا تھا وہ چاہتا تو ان چاروں کی جگہ وہاں میری لاش گرا سکتا تھا اور وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا جس سے میں واقعی بری طرح سے الجھ گیا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ کارگ فلیے نہ ہو جس سے اسرائیل میں میرا متعدد بار ٹکراؤ ہوا تھا اگر یہ وہی کارگ فلیے ہوتا تو وہ اس طرح ہاتھ آئے آسان شکار کو کبھی بھی زندہ نہ چھوڑتا''...... تنویر نے کہا۔

''کیا تم نے دوسری کوٹھی چیک کی تھی جہاں سے تین مسلح افراد نکل کر آئے تھے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''ہاں۔ واپس آنے سے پہلے میں اس کوٹھی میں بھی گیا تھا لیکن وہ کوٹھی بھی خالی تھی۔ وہاں سے بھی مجھے کوئی کلیو نہیں ملا تھا''۔ تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''مجھے وہ تصویریں دکھاؤ جو تم نے ڈبل گلاسز ڈیجیٹل کیمرے سے لی تھیں''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے ایک منی کیمرہ نکالا اس کیمرے کے عقبی حصے میں ایک چھوٹی سی سکرین تھی تنویر نے کیمرہ آن کیا اور پھر اس نے فوٹو فولڈر کھول کر عمران کو دے دیا۔ عمران سکرین پر وہ تصویریں دیکھنے لگا جو تنویر نے کارگ فلیے کی لاشوں اور کوٹھی کے مختلف حصوں کی بنائی تھیں۔ تنویر نے لاشوں کے تمام الگ الگ اعضاؤں کی تصویریں بنائی تھیں اور کیمرے میں دونوں کوٹھیوں کی بے شمار

تصویریں بھی موجود تھیں۔ عمران ان تصویروں کو غور سے دیکھتا رہا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا۔ کہاں جا رہے ہو''...... تنویر نے اسے اٹھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تصویریں بہت چھوٹی ہیں۔ کچھ کلیئر دکھائی نہیں دے رہا ہے میں ان تصویروں کو کمپیوٹر پر انلارج کر کے دیکھنا چاہتا ہوں''۔ عمران نے جواب دیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا اور پھر وہ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد واپس آیا تو اس کے چہرے پر ٹھوس سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی اس کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ کمپیوٹر تھا اس نے کمپیوٹر لا کر تنویر کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''کیا ہوا۔ کچھ معلوم ہوا''...... تنویر نے پوچھا۔

''میں نے کمپیوٹر فولڈر بنا دیا ہے۔ تم ایک نظر ان تصویروں کو دیکھ لو پھر بات کرتے ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کمپیوٹر اٹھایا اور اپنی گود میں رکھ کر عمران کی انلارج کی ہوئی تصویریں دیکھنے لگا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور وہ ایک انٹرنیشنل نمبر پریس کرنا شروع ہو گیا۔ نمبر پریس کر کے اس نے کالنگ کی آن کی اور پھر اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یس۔ ریڈلی کلب"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ مجھے اپنا کوئی ایسا نمبر دو جس پر میں تم سے پرسنل اور پرسکون انداز میں بات کر سکوں"...... عمران نے دوسری طرف سے ریڈلی کی آواز پہچان کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ ایک منٹ۔ میں نمبر دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے ریڈلی نے کہا اس نے بھی شاید عمران کی آواز پہچان لی تھی۔

"نمبر نوٹ کرو"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ریڈلی اسے ایک نمبر بتانے لگا جسے عمران نے ذہن نشین کر لیا۔

"اوکے۔ میں تھوڑی دیر تک کال کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"مجھے تو ان تصویروں میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی"۔ تنویر نے ساری تصویریں دیکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کارگ فلے کو اس قدر نزدیک سے دیکھ چکے ہو اور تم نے یہ بھی کہا ہے کہ تمہاری اور اس کی متعدد بار فائٹ بھی ہوئی تھی اس کے باوجود تمہیں تصویروں میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب"...... تنویر نے چونک کر کہا اور اس نے فولڈر کی

تصویروں کو ریورس کر کے ان تصویروں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا جس میں کارگ فلے کی لاشوں کے ٹکڑے تھے۔

تنویر چند لمحے غور سے ان تصویروں کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے گئے۔

"اوہ اوہ۔ یہ۔ یہ۔ کارگ فلے نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اب سمجھ میں آیا کہ ان لاشوں کے ٹکڑے کیوں کئے گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لاشوں کے ٹکڑے قد کاٹھ چھپانے کے لئے کئے گئے تھے تاکہ کوئی یہ نہ جان سکے کہ یہ لاشیں کارگ فلے کی نہیں ہیں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کارگ فلے نے چاروں لاشوں کے ٹکڑے کر کے ادھر ادھر پھینک دیئے تھے تاکہ تم اس کے چہرے دیکھ کر یہی سمجھو کہ ایک نہیں بلکہ چار کارگ فلے ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اس نے نہایت چالاکی کا ثبوت دیا ہے۔ اس نے چار افراد کو ہلاک کر کے ان پر اپنا میک اپ کر دیا تھا اور چونکہ وہ چاروں افراد اس کے قد کاٹھ کے نہیں تھے اس لئے اس نے ان کے ٹکڑے کر دیئے تھے تاکہ تمہیں یہ شک نہ ہو کہ وہ کارگ فلے نہیں ہے۔ اس نے ان پر کوئی ایسا خاص میک اپ بھی کر دیا تھا تاکہ تم ان کے اصلی چہرے بلیو گراس گلاسز سے بھی نہ دیکھ سکو اور نہ ڈبل گلاسز ڈیجیٹل کیمرے سے۔ اسی لئے اس نے تمہارے پاس موجود کسی بھی چیز کو ہاتھ نہیں

لگایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر وہ مجھے الجھانا ہی چاہتا تھا تو وہ کسی ایک لاش کو بھی اپنا میک اپ کر کے اس کی لاش کے بھی تو ٹکڑے کر سکتا تھا پھر چار لاشوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے اور پھر اسے ایسا کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کارگ فلے حقیقت میں شیطانی دماغ رکھنے والا ایجنٹ ہے اس نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر کیا ہے۔ کیوں کیا ہے اس کا ہمیں پتہ لگانا ہے لیکن اس سے پہلے میرے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے۔ اگر اس کے یہاں آنے کا مقصد معلوم ہو جائے تو اسے یہاں سے ڈھونڈنے کا بھی کوئی نہ کوئی کلیو ضرور مل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ اس ورکشاپ میں ضرور جائے گا جہاں اس کی کار ٹھیک ہونے کے لئے آئی ہوئی ہے اگر ہم اس ورکشاپ کی نگرانی کریں تو ہم اسے آسانی سے دبوچ سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ کارگ فلے اتنا آسان شکار نہیں ہے۔ اس نے تمہیں بھی زندہ چھوڑ دیا ہے اور پیچھے اپنی ہم شکل چار لاشیں بھی چھوڑ دی ہیں وہ اتنا احمق نہیں ہے کہ اس کار کے لئے وہ ورکشاپ کا رخ کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''کافی قیمتی کار ہے۔ کیا وہ اس کار کو وہیں چھوڑ دے گا''۔ تنویر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سے چھپنے کے لئے اگر وہ دو قیمتی کوٹھیاں چھوڑ سکتا ہے تو ایک کار اس کے لئے کیا معنی رکھتی ہے''...... عمران نے کہا اور تنویر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

''لیکن اب یہ پتہ کیسے چلے گا کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے''...... تنویر نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون پر ریڈلی کے وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اسے ریڈلی نے بتائے تھے۔ عمران نے سیل فون کا سپیشل سسٹم آن کر لیا تھا جس سے اب اس کی کال نہ کہیں کیچ کی جا سکتی تھی اور نہ ہی ٹریس کی جا سکتی تھی۔

''یس ریڈلی ہیئر''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ریڈلی کی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ''...... عمران نے کہا۔

''یس پرنس۔ میں تمہاری ہی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اچھا ہوا کہ تم نے خود ہی کال کر لی ہے ورنہ میں تمہیں کال کرنے کا سوچ ہی رہا تھا''...... دوسری طرف سے ریڈلی نے جواب دیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں خیریت تھی جو تم مجھے کال کرنے والے تھے''...... عمران نے کہا۔

"اب تک تو خیریت ہے لیکن آنے والے دنوں میں تمہاری راتوں کی نیند اور دن کا سکون ضرور اُڑنے کا چانس ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے ریڈلی نے کہا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے اسی طرح حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ اسرائیلی بلیک ہارٹ ایجنسی کا ایک ڈبل مائینڈ ایجنٹ پاکیشیا میں آیا ہوا تھا"...... دوسری طرف سے ریڈلی نے کہا اور عمران یوں اچھلا جیسے اس کے سر پر بم زور دار دھماکے سے پھٹ پڑا ہو۔ ریڈلی کا تعلق اسرائیل سے ہی تھا۔ تل ابیب میں اس کا ایک بہت بڑا کلب تھا جہاں ریڈلی ہر قسم کے مخصوص دھندے کرتا تھا۔ ان دھندوں کے ساتھ ساتھ وہ مخبری کا کام بھی کرتا تھا۔ اس کا نیٹ ورک پورے اسرائیل میں پھیلا ہوا تھا جو نہ صرف اسرائیل کے اعلیٰ حکام پر نظریں رکھتا تھا بلکہ اسرائیل کی بہت سی خفیہ ایجنسیوں کے بارے میں بھی بہت سی خفیہ معلومات رکھتا تھا۔

گو کہ ریڈلی یہودی نہیں تھا لیکن وہ اسرائیل میں ایک یہودی بن کر ہی رہ رہا تھا اور اس نے اسرائیل میں اپنا بے پناہ اثر و رسوخ بنا رکھا تھا۔ عمران نے اسرائیل میں ایک مشن کے دوران ریڈلی کی اس کے چند دشمنوں سے جان بچائی تھی۔ اس وقت ریڈلی اکیلا تھا اور اسے چاروں طرف سے دس سے زائد مسلح افراد نے گھیر

رکھا تھا۔ ان مسلح افراد نے ریڈلی کو گولیاں مار دی تھیں جس سے ریڈلی کی حالت انتہائی مخدوش ہو گئی تھی۔ عمران اسے شدید زخمی حالت میں اپنے ساتھ لے گیا تھا اور اس نے نہ صرف خود ریڈلی کا آپریشن کر کے اس کے جسم سے گولیاں نکال دی تھیں بلکہ اس کی جان بچانے کے لئے اس نے ریڈلی کو اپنا خون بھی دیا تھا جو اس کے ہی گروپ کا تھا۔ جس سے ریڈلی کی جان بچ گئی تھی۔ اگر عمران بروقت اس کا آپریشن نہ کرتا اور اسے اپنا خون نہ دیتا تو ریڈلی کی جان کا بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا۔

جب ریڈلی کو ہوش آیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ عمران نے اس کا آپریشن کر کے اور اسے اپنا خون دے کر اس کی جان بچائی تھی تو ریڈلی، عمران کا اس قدر احسان مند ہو گیا تھا کہ اس نے عمران کے سامنے اپنا سر جھکا دیا تھا اور ساری زندگی اس کا احسان مند اور اس کا غلام بن کر رہنے کی قسم کھائی تھی۔ عمران کو بھی اس جیسے شخص کی اسرائیل میں بہت ضرورت تھی جو اسرائیل کا ہی باشندہ ہو اور اس کا اسرائیل میں اثر و رسوخ بھی ہو۔ ایسے شخص سے وہ مستقبل میں بہت سے کام لے سکتا تھا۔ اس نے ریڈلی سے دوستی کر لی تھی اور ریڈلی نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مرتے دم تک اس سے دوستی نبھائے گا اور جان دینے کی حد تک اس کے کام آنے کی کوشش کرے گا۔ ریڈلی کی مدد سے عمران اس سے رابطہ کر کے اسرائیلی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکتا تھا اس لئے وہ اکثر اس سے رابطے

میں رہتا تھا اور ریڈلی اس سے کوئی بات نہیں چھپاتا تھا۔

اسی طرح بلیک ہارٹ ایجنسی اسرائیل کی ایک بہت بڑی، فعال اور انتہائی خطرناک ایجنسی تھی جس کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا اور یہ ایجنسی پاکیشیا سمیت پوری دنیا کے مسلمان ممالک میں اپنی کارروائیاں کرتی رہتی تھی۔ حال ہی میں اسی بلیک ہارٹ ایجنسی نے پاکیشیا میں عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کرائم ماسٹر اوسلو کساوا کو بھی بھیجا تھا تاکہ وہ عمران کو ہلاک کر دے یا عمران اور اس کے ساتھی اسی کرائم ماسٹر کے چکروں میں بری طرح سے الجھ کر رہ جائیں۔ بلیک ہارٹ ایجنسی نے کرائم ماسٹر اوسلو کساوا کے علاوہ پاکیشیا میں ایک کلر سینڈیکیٹ بھی بھیجا تھا جو پاکیشیا میں بے پناہ تباہی اور ہلاکتوں کا مشن لایا تھا۔ (اس کے لئے ظہیر احمد کا **ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ناول "کرائم ماسٹر" پڑھیں)**

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا تھا اور کلر سینڈیکیٹ کو کیفر کردار تک پہنچا کر ان کا مشن فلاپ کر دیا تھا۔ اوسلو کساوا اور کلر سینڈیکیٹ کیس میں جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل موجود نہیں تھے وہ چونکہ ایک فارن مشن پر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے اس کیس کے بارے میں تنویر، جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ وہ چاروں چونکہ حال ہی میں واپس آئے تھے اس لئے ابھی تک کسی نے اس کیس کے بارے میں انہیں کچھ نہیں بتایا تھا کہ ان کی غیر موجودگی میں پاکیشیا میں کیا کیا ہوا تھا

اور وہ کن الجھنوں اور پریشانیوں سے دوچار ہو گئے تھے۔ جب سیکرٹ سروس کے سیکنڈ گروپ کے چار نئے ممبران نے ان چاروں کی جگہ اور ان کا نام استعمال کر کے کام کیا تھا اور وہ چاروں نئے ایجنٹ کرائم ماسٹر اور اس کی ساتھی لڑکی بلیک ڈونا کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے جبکہ سیکرٹ سروس کے باقی ممبران نے اصلی صفدر، جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ہلاک ہونے کا یقین کر لیا تھا۔

تنویر کی باتیں سن کر عمران کے ذہن میں یہی خیال آ رہا تھا کہ شاید کارگ فلے کلر سینڈیکیٹ کا وہ مشن پورا کرنے کے لئے آیا ہے جس میں کلر سینڈیکیٹ ناکام ہو گیا تھا۔ ریڈلی، بلیک ہارٹ ایجنسی کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اسی لئے عمران کو اچانک اس کا خیال آ گیا تھا کہ وہ ریڈلی سے بات کر کے اس سے پوچھ سکے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی ان دنوں کن سرگرمیوں میں مصروف ہے اور اس ایجنسی کا اس بات پر کیا ردعمل ہے کہ پاکیشیا میں اس ایجنسی نے جس کرائم ماسٹر اور کلر سینڈیکیٹ بھیجا تھا وہ اپنے مقاصد میں ناکام ہو گئے تھے اور کلر سینڈیکیٹ ختم ہو گیا تھا اور کرائم ماسٹر بھی ہلاک ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران ریڈلی سے یہ سب پوچھتا ریڈلی نے خود ہی اسے کارگ فلے کے بارے میں بتانا شروع کر دیا تھا۔ جس پر عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آیا ہوا تھا سے تمہاری کیا مراد ہے"...... عمران نے چند لمحے

توقف کے بعد ریڈلی سے پوچھا۔

''وہ اس لئے کہ کارگ فلے پاکیشیا میں ایک بہت اہم اور بہت بڑا مشن مکمل کر کے واپس اسرائیل آ گیا ہے''...... دوسری طرف سے ریڈلی نے کہا اور عمران حیرت سے دیدے گھما کر رہ گیا۔

''کارگ فلے اسرائیل واپس پہنچ گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کب آیا ہے وہ اسرائیل''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کی بات سن کر تنویر بھی چونک پڑا تھا۔

''وہ آج صبح ہی اسرائیل پہنچا ہے اور وہ اپنی کامیابی کے نشے میں چور ہے اور وہ اپنی کامیابی کا باقاعدہ جشن منا رہا ہے''۔ دوسری طرف سے ریڈلی نے کہا اور عمران بے اختیار اپنی کھوپڑی پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

''اوہ۔ تو کارگ فلے یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''فرار۔ کیا مطلب''...... دوسری طرف سے ریڈلی نے چونک کر پوچھا تو عمران نے اسے ساری باتیں بتا دیں۔

''حیرت ہے۔ کارگ فلے تو واقعی انتہائی بے رحم انسان ہے وہ اس طرح تمہارے ساتھی کو زندہ کیسے چھوڑ سکتا ہے وہ بھی ایسے شخص کو جسے وہ اپنا دشمن مانتا ہو اور وہ چار لاشیں''...... دوسری طرف سے ریڈلی نے نہایت حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا ہے کوئی گہرا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ بہرحال تم بتاؤ۔ کارگ

فلے نے پاکیشیا میں ایسا کون سا مشن مکمل کیا ہے جس کے لئے وہ باقاعدہ جشن منا رہا ہے''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ ابھی تک مجھے یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ وہ پاکیشیا میں کس مشن پر کام کرنے کے لئے گیا تھا۔ یہاں تو بس یہی بتایا جا رہا ہے کہ کارگ فلے جو یہاں بلیک ہارٹ ایجنسی کا ڈیول مائینڈ سمجھا جاتا ہے، نے پاکیشیا میں جا کر خاموشی سے اور انتہائی پراسرار انداز میں ایک ایسا مشن مکمل کیا ہے جس سے پاکیشیا کو آنے والے وقتوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچنے والا ہے۔ ایسا نقصان جس کا ازالہ ناممکن ہے اور پاکیشیا پوری دنیا میں اس قدر بدنام ہو جائے گا کہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا اور یہی نہیں اس کے مشن پورا کرنے کی وجہ سے بہت جلد پاکیشیا کے حامی ممالک پاکیشیا کا ساتھ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیں گے اور پاکیشیا پوری دنیا میں یک وتنہا رہ جائے گا یہاں تک کہ پاکیشیا کے اتحادی اور مسلمان ممالک بھی ہمیشہ کے لئے اس سے پیچھے ہٹ جائیں گے''...... دوسری طرف سے ریڈلی نے کہا اور عمران کو اپنے دماغ میں زہریلی چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

ریڈلی اسے نجانے کیا کیا بتاتا جا رہا تھا اور اس کی بتائی ہوئی باتیں عمران کو اپنے دماغ میں آگ کی طرح سے بھرتی اور رگیں جلاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں جبکہ تنویر حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کا بدلتا ہوا رنگ اور اس کا پریشان چہرہ دیکھ رہا تھا جیسے عمران

دوسری طرف سے کوئی ایسی بات سن رہا ہو جس سے پاکیشیا کا مفاد، اس کی سلامتی اور وقار پوری طرح سے تباہ و برباد ہو گیا ہو۔ کیونکہ وہ عمران کا رنگ واقعی ہلدی کی طرح سے زرد ہوتے صاف طور پر دیکھ رہا تھا۔

دوسری طرف ریڈلی مسلسل بولتا جا رہا تھا اور ریڈلی کی باتیں سنتے ہوئے عمران کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں جیسے انگارے سے روشن ہو گئے تھے۔ اس کا بدلتا ہوا روپ دیکھ کر تنویر کو اپنا رواں رواں کھڑا ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

خاکی رنگ کا اپاچے ہیلی کاپٹر نہایت بلندی پر اور نہایت تیزی سے اُڑا چلا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر ایک پائلٹ موجود تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان موجود تھا جس کی فراخ پیشانی اور اس کی چمکدار آنکھیں اس کی ذہانت کی منہ بولتی تصویر تھیں۔

نوجوان نے لائٹ نیوی کلر کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا جو اس کی جسمانی ساخت پر بے حد جچ رہا تھا۔ وہ کلین شیو تھا اور اس نے آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ دیکھنے میں وہ انگریزی فلموں کا ایکشن ہیرو معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے کوٹ کے کالر پر سیاہ رنگ کا ایک دل سا بنا ہوا تھا جس میں سفید رنگ کی ایک گن کو اجاگر کیا گیا تھا۔ یہ مخصوص نشان اسرائیل کی سب سے بڑی، فعال اور ٹاپ سیکرٹ بلیک ہارٹ ایجنسی کا مخصوص نشان تھا۔ نوجوان بلیک

ہارٹ ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ تھا جسے بلیک ہارٹ ایجنسی میں ہی نہیں بلکہ پورے اسرائیل میں ہی ڈیول مائینڈ ایجنٹ کے طور پر مانا اور جانا جاتا تھا۔ اس کا نام کارگ فلے تھا۔

بلیک ہارٹ ایجنسی کے مختلف سیکشن تھے جو اسرائیل میں اور اسرائیل سے باہر بھی کام کرتے تھے۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کا چیف مارشل سٹیلے تھا جو انتہائی حد تک ذہین اور شاطر ترین انسانوں میں شمار ہوتا تھا۔ کارگ فلے اگر ڈیول مائینڈ ایجنٹ تھا تو مارشل سٹیلے کو اس ایجنسی کا بگ ڈیول کہا جاتا تھا۔ جو واقعی ایک خطرناک اور بہت بڑا شیطان تھا۔

بلیک ہارٹ ایجنسی اسرائیل کی خفیہ ایجنسی تھی لیکن اس ایجنسی کو اسرائیل میں بے حد فوقیت دی جاتی تھی۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کے بارے میں اعلیٰ حکام کے سوا شاید ہی کوئی دوسرا جانتا ہو لیکن بلیک ہارٹ ایجنسی سے اسرائیل کی دوسری کسی بھی ایجنسی کو خفیہ نہیں رکھا گیا تھا یہاں تک کہ اسرائیلی پرائم منسٹر نے بلیک ہارٹ ایجنسی کو اس حد تک اختیارات دے رکھے تھے کہ وہ دوسری تمام ایجنسیوں اور ان کے چیفس سے اپنے مفادات کے لئے کام لے سکتے تھے یہاں تک کہ مارشل سٹیلے چاہتا تو اسرائیل کے دوسرے تمام سرکاری اداروں پر بھی اپنا حکم چلا سکتا تھا۔ اسرائیلی سیکرٹ سروس کا چیف کرنل ڈیوڈ اور ملٹری سیکرٹ سروس کا انچارج بھی مارشل سٹیلے کو جوابدہ ہو سکتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کی سرگرمیاں اور ان کے کارروائیاں اسرائیل کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی سلامتی اور اس کے مفاد کے لئے ہی ہوتی تھیں اور بلیک ہارٹ ایجنسی ایسی کارروائیاں کرتی تھی جس سے اسرائیل کے وقار میں نہ صرف اضافہ ہوتا تھا بلکہ اسرائیل کا نام پوری دنیا میں ایک پاور لینڈ کے طور پر ابھر کر سامنے آ رہا تھا۔

بلیک ہارٹ ایجنسی جہاں اسرائیل کے مفاد کے لئے کام کرتی تھی وہاں اس ایجنسی کا مقصد اسرائیل دشمنوں کو نیست و نابود کرنا بھی تھا۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کے ذہین اور تیز رفتار ایجنٹ پوری دنیا میں جا کر ایسی ایسی کارروائیاں کرتے تھے جس سے اس ایجنسی کی دھاک پوری دنیا میں پھیل گئی تھی اور اس ایجنسی کا نام دہشت اور خوف کی علامت کے طور پر سمجھا جانے لگا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ جس ملک میں بلیک ہارٹ ایجنسی کسی کارروائی کے لئے جاتی ہے اس ملک میں تباہی و بربادی اور خوف کے سیاہ بادل چھا جاتے تھے ایسے سیاہ بادل جو اپنے اندر ایسے طوفان سموئے ہوتے تھے جو اپنے ساتھ فولادی دیواروں کو بھی اُڑا لے جاتے تھے اور دوسرے ملک کی فعال اور طاقتور سرکاری اور دیگر ایجنسیاں ان ایجنٹوں کی گرد بھی نہ پا سکتی تھیں۔

بلیک ہارٹ ایجنسی اسرائیل کے مفاد کے لئے ایسے ایسے دشمنوں کا خاتمہ کر چکی تھی جو اسرائیل سے سخت نالاں تھے اور پوری دنیا میں اسرائیل کی بدنامی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ

بلیک ہارٹ کے مختلف سیکشنوں نے غزہ، اور فلسطین میں بھی بے پناہ مظالم ڈھائے تھے۔ انہوں نے تحریک آزادی کے کئی فلسطینی رہنماؤں کا خاتمہ کر دیا تھا اور کئی تحریکوں کو اس حد تک کچل کر رکھ دیا تھا کہ دوبارہ ان میں سر اٹھانے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اسی طرح اسرائیل میں بھی انہوں نے کئی فلسطینی حریت پسندوں کو بے نقاب کر کے ان کا خاتمہ بھی کر دیا تھا۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کی موجودگی میں یا تو دوسرے ممالک کے فارن ایجنٹس اور فلسطینی فرار اختیار کر چکے تھے یا پھر بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے۔ بہرحال یہ تو نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اسرائیل فارن ایجنٹوں اور فلسطینیوں سے پاک ہو گیا تھا لیکن یہ ضرور تھا کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کی وجہ سے وہ سب انڈر گراؤنڈ ہو کر رہ گئے تھے اور ان کی کارروائیاں انتہائی حد تک محدود ہو گئی تھیں جس سے اسرائیل سمیت پوری دنیا میں بلیک ہارٹ ایجنسی کا نام آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

بلیک ہارٹ ایجنسی کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں سب سے بڑا ہاتھ مارشل سٹیلے اور ڈیول مائنڈ رکھنے والے ایجنٹ کارگ فلے کا ہی سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے کارگ فلے کو مارشل سٹیلے کا رائٹ ہینڈ بھی کہا جاتا تھا۔ کارگ فلے کو ایجنسی میں وہی رتبہ حاصل تھا جو مارشل سٹیلے کو حاصل تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ کوئی بھی کام مارشل سٹیلے، کارگ فلے کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا۔

ایجنسی پر مارشل سٹیلے کی طرح کارگ فلے کا بھی مکمل ہولڈ تھا اور ایجنسی میں اس کی ہر بات کو مارشل سٹیلے کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا تھا۔ اس شاطر اور شیطانی دماغ رکھنے والے ایجنٹ سے تقریباً ہر شخص خوف کھاتا تھا جو نام کا ہی نہیں سچ مچ کا انتہائی بے رحم، بے حد سفاک اور نہایت شیطانی دماغ رکھنے والا ایجنٹ تھا۔

بلیک ہارٹ ایجنسی کے خوف اور دہشت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس ایجنسی کے تمام سیکشن ایک سے بڑھ کر ایک ظالم اور بے رحم تھے اس ایجنسی کی لغت میں اسرائیل کے دشمنوں کے لئے رحم اور ہمدردی نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ انہیں یہی سکھایا گیا تھا کہ دشمن کو مارو تو ایسے مارو کہ مرنے کے بعد بھی اس کی روح تکلیف کی شدت سے صدیوں تک بری طرح سے تڑپتی اور چیختی رہے۔

بلیک ہارٹ ایجنسی کے تمام سیکشنز کے الگ الگ ہیڈ کوارٹرز بنائے گئے تھے جو مارشل سٹیلے کے تحت تھے اور ہر سیکشن کا انچارج ٹاپ ایجنٹ تھا جو صرف مارشل سٹیلے کو ہی جواب دہ تھا۔ اسرائیل میں موجود تمام سیکشن خفیہ تھے جن کے بارے میں سوائے بلیک ہارٹ ایجنسی کے اور کوئی کچھ بھی نہیں جانتا تھا اسی طرح مارشل سٹیلے کا مین ہیڈ کوارٹر بھی خفیہ اور ایسی جگہ بنایا گیا تھا جس تک پہنچنا تو درکنار اس کے بارے میں جاننا بھی آسان نہیں تھا۔

مارشل سٹیلے نے ہر سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت اور انہیں خفیہ رکھنے کے تمام انتظامات کر رکھے تھے۔ مین ہیڈ کوارٹر کو خفیہ رکھنے

اور اس کی حفاظت کے لئے وہاں کئی سائنس دان بھی کام کرتے تھے تاکہ انسان تو انسان ایک پرندہ تک اس ہیڈ کوارٹر تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔ مین ہیڈ کوارٹر کو بلیک ہیڈ کوارٹر کہا جاتا تھا جس کے بارے میں سیکشن انچارج بھی ناواقف تھے۔ سیکشن انچارج اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتے تھے اور مارشل سٹینلے کو جب کسی سیکشن سے کام لینا ہوتا تھا تو وہ یا تو خود ہی اس متعلقہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جاتا تھا یا پھر وہ سیٹلائٹ فونز اور ٹرانسمیٹر سے انہیں ہدایات جاری کر دیتا تھا۔ مارشل سٹینلے کب کس ہیڈ کوارٹر میں چلا جائے اس کے بارے میں کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا اس لئے ہر سیکشن کا انچارج ہر وقت مستعد اور فعال رہتا تھا۔

کارگ فلے اپاچے ہیلی کاپٹر میں مارشل سٹینلے سے ملنے کے لئے بلیک ہیڈ کوارٹر ہی جا رہا تھا۔ اس کا تعلق چونکہ ڈائریکٹ مارشل سٹینلے سے تھا اس لئے اس کا کوئی الگ سیکشن نہیں تھا بلکہ وہ بلیک ہیڈ کوارٹر میں مارشل سٹینلے کے ساتھ اس کے نمبر ٹو کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔

ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر اُڑ رہا تھا اور کارگ فلے کی نظریں نیچے نظر آنے والے طویل و عریض ریگستان پر جمی ہوئی تھیں جہاں ایک طرف ریت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دے رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر اب بلندی سے آہستہ آہستہ نیچے آتا جا رہا تھا اور اس نے ریت کے سمندر سے چند سو فٹ کی بلندی پر اُڑنا شروع کر دیا

تھا۔ ہیلی کاپٹر تقریباً پچیس منٹ تک ریگستان پر اڑتا رہا پھر ریگستان کے ایک پہاڑی علاقے کے نزدیک آ کر نیچے آنا شروع ہو گیا۔ اس طرف طویل پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا جہاں ٹھوس چٹانیں بھی تھیں اور ریت کے ٹیلے بھی دکھائی دے رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر پہاڑی علاقے کے عین وسط میں اتر رہا تھا۔ نیچے ایک بڑی اور ٹھوس چٹان دکھائی دے رہی تھی جو مسطح تھی یوں لگ رہا تھا جیسے اس چٹان کو خصوصی طور پر کاٹ کر بنایا گیا ہو۔ چٹان کسی بڑے ستون کی طرف اوپر کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ ہیلی کاپٹر اسی چٹان پر اترتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ چٹان اتنی بڑی تھی کہ اس پر ایک ساتھ دس ہیلی کاپٹروں کو اتارا جا سکتا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹر کے پیڈ چٹان سے لگتے اچانک چٹان دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتی چلی گئی۔ نیچے ایک بڑا ہال تھا جس کی زمین سفید رنگ کی دکھائی دے رہی تھی جیسے ساری زمین سٹین لیس سٹیل کی بنی ہوئی ہو۔ وہاں ایک ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا۔ ہال بالکل خالی تھا۔ وہاں کوئی نفوس دکھائی نہیں دے رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے جاتا ہوا ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ اسی لمحے اوپر چھت پھر اس چٹان سے برابر ہو گئی۔ جو اس ہیلی کاپٹر کے وہاں آنے سے کھل گئی تھی۔

جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈ ٹھوس زمین سے لگے۔ کارگ فلے نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔

اوپر چھت بند ہوتے ہی وہاں گھپ اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ کارگ فلے نے ہیلی کاپٹر سے باہر آتے ہی جیب سے ایک ٹارچ جیسا چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس آلے کا رخ اس نے شمالی دیوار کی طرف کر کے ایک بٹن دبا دیا جیسے ہی اس نے بٹن دبایا اسی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ سامنے ایک بڑا سا گیٹ نما راستہ کھلتا چلا گیا۔ اس طرف تیز روشنی تھی۔ راستہ کھلتے ہی اس طرف بھی خاصی روشنی پھیل گئی تھی۔

سامنے ایک طویل سرنگ دکھائی دے رہی تھی جہاں ایک بڑی اور جدید ماڈل کی کار کھڑی تھی اور وہاں چند مسلح افراد بھی دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سرنگ بھی سفید اور انتہائی چمکدار نظر آ رہی تھی جیسے ہال نما کمرے کی طرح سرنگ بھی سٹین لیس سٹیل سے ہی بنائی گئی ہو۔

کارگ فلے نے راستہ کھلتے ہی بڑے باوقار انداز میں چلتے ہوئے کار کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اسے آتے دیکھ کر سرنگ میں موجود مسلح افراد یکلخت اٹن شن ہو گئے تھے اور پھر جیسے ہی کارگ فلے سرنگ میں داخل ہوا ان سب کی ایڑیاں ایک ساتھ بج اٹھیں۔ کارگ فلے نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ جیسے ہی آگے آیا کار کے پاس کھڑے باوردی ڈرائیور نے سر جھکا کر اسے مخصوص انداز میں سلام کیا اور اس کے لئے بڑے احترام سے کار کر پچھلا دروازہ کھول دیا۔

کارگ فلے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں کار نہایت تیز رفتاری سے سٹین لیس سٹیل کی بنی ہوئی سفید اور چمکدار سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ سرنگ کافی حد تک سیدھی تھی لیکن آگے جا کر وہ دائیں بائیں مڑ جاتی تھی۔

کارگ فلے سیٹ کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کئے یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ بری طرح سے تھک گیا ہو اور اسے ریسٹ کرنے کا ابھی موقع ملا ہو۔

کار سرنگ میں تقریباً دس منٹ تک دوڑتی رہی پھر ایک موڑ مڑ کر ایک بڑے اور سٹین لیس سٹیل کے ہی بنے ہوئے گیٹ جیسے دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ جیسے ہی کار رکی کارگ فلے نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور پھر سامنے دروازہ دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لی۔ ڈرائیور کار سے نکلا اور اس نے کارگ فلے کی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

کارگ فلے کار سے نکلا اور گیٹ جیسے بڑے سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے وہی ٹارچ نما آلہ نکالا جس سے اس نے پہلے سرنگ کا راستہ کھولا تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا تو سٹین لیس سٹیل کے گیٹ کے دائیں طرف ایک چھوٹا ذیلی دروازہ کھل گیا اور کارگ فلے اطمینان بھرے انداز میں اس

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے سے گزر کر وہ ایک اور بہت بڑے ہال نما کمرے میں آ گیا۔ اس طرف ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں انسانوں کی پوری ایک بستی آباد ہو۔ وہاں ہر طرف مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کارگ فلے مسافروں سے بھرے کئی منزلہ شپ میں آ گیا ہو۔ وہاں کیبن بھی بنے ہوئے تھے اور سائیڈوں پر ریلنگ بھی بنے ہوئے تھے جن سے سیڑھیاں نیچے اور اوپر جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سارا ہیڈ کوارٹر ریگستان کے نیچے سٹین لیس سٹیل سے ہی بنایا گیا ہو۔

کارگ فلے کو دیکھ کر مسلح افراد نے اسے سیلوٹ کرنا شروع کر دیئے تھے۔ کارگ فلے ان کی طرف دیکھے بغیر دائیں طرف موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک تہہ خانے میں آیا وہاں بھی متعدد کیبن بنے ہوئے تھے جو ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر اور بڑے بڑے تھے۔

کارگ فلے مختلف راستوں سے ہوتا ہوا ایک بڑے کیبن کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کی سائیڈ کی دیوار پر ایک کنٹرول پینل لگا ہوا تھا جس کے اوپر والے حصے میں ایک انسانی ہاتھ کا سانچا سا بنا ہوا تھا۔ کنٹرول پینل کے ساتھ ایک چھوٹی سی سکرین بھی دکھائی دے رہے تھی۔

کارگ فلے نے آگے بڑھ کر کنٹرول پینل کے ہاتھ والے سانچے میں اپنا دایاں ہاتھ پھیلا کر رکھ دیا۔ اسی لمحے اس کے ہاتھ

کے نیچے سرخ روشنی سی جل اٹھی۔ سرخ روشنی اتنی تیز تھی کہ اسے اپنا ہاتھ سرخ ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ ہاتھ میں موجود اپنا خون دیکھ رہا ہو۔ چند لمحے سرخ روشنی رہی پھر اچانک روشنی زرد رنگ میں بدل گئی اور پھر اچانک اس کے ہاتھ کے نیچے سبز روشنی جلنے لگی جیسے ہی سبز روشنی ابھری اسی لمحے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور سکرین روشن ہو گئی اور سکرین پر ایک ادھیڑ عمر شخص دکھائی دیا۔

''اوہ۔ کارگ فلے تم ہو۔ او کے میں دروازہ کھول رہا ہوں۔ اندر آ جاؤ''...... ادھیڑ عمر نے کہا اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ ہی کیبن کا دروازہ دیوار کی سائیڈ میں دھنستا چلا گیا۔ سامنے ایک کشادہ کمرہ تھا جسے دفتری انداز میں سجایا گیا تھا۔ سنٹر میں ایک جہازی سائز کی میز پڑی ہوئی تھی جس کے پیچھے ایک اونچی نشست والی کرسی پر وہی ادھیڑ عمر شخص بیٹھا ہوا تھا جو کارگ فلے کو باہر سکرین پر دکھائی دیا تھا۔

''آؤ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... ادھیر عمر شخص نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا جو بلیک ہارٹ ایجنسی کا چیف مارشل سٹیلے تھا۔

کارگ فلے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ مارشل سٹیلے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''تمہارا مسرت بھرا چہرہ اور چہرے پر موجود چمک اس بات کی

غماز ہے کہ تم اپنے مشن میں کامیاب لوٹے ہو"...... مارشل سٹینلے نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں پاکیشیا جس مشن پر گیا تھا میں نے وہ مشن مکمل کر لیا ہے"...... کارگ فلے نے جواب دیا اور اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مائیکروفلم نکالی اور اٹھ کر نہایت احترام سے مارشل سٹینلے کی طرف بڑھا دی جو مارشل سٹینلے نے اس سے لے لی اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"میں نے تمام فائلوں کی مائیکروفلم بنا لی ہے چیف۔ تمام فائلوں کا ریکارڈ اس فلم میں موجود ہے"...... کارگ فلے نے کہا۔

"کتنی فائلیں ہیں"...... مارشل سٹینلے نے پوچھا۔

"چار فائلیں ہیں۔ تمام فائلیں ٹاپ سیکرٹ ہیں اور پاکیشیا کے دفاعی رازوں اور ان کے ایٹمی پروگرامز کے متعلق ہیں۔ ان میں ایک فائل ایسی بھی ہے جس میں پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری کی تمام تر تفصیل بلکہ اس لیبارٹری کا نقشہ تک موجود ہے۔ ان فائلوں کے حصول کے لئے میرے راستے میں رکاوٹیں تو بہت آئی تھیں لیکن میں اپنی منصوبہ بندی اور ذہانت کا استعمال کر کے متعلقہ اداروں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور میں نے ایک ایک کر کے تمام فائلوں کا ریکارڈ حاصل کر لیا ہے"...... کارگ فلے نے جواب دیا۔

"کون کون سی فائلیں ہیں"...... مارشل سٹینلے نے پوچھا اور کارگ فلے مائیکروفلم میں موجود ٹاپ سیکرٹ فائلوں کے بارے

میں اسے تفصیل بتانے لگا۔

"گڈ۔ تمام فائلیں واقعی قیمتی اور اہم ہیں۔ ان سے ہم بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان فائلوں کی وجہ سے ہم پاکیشیا کو بلیک میل بھی کر سکتے ہیں۔ اس بار پاکیشیا واقعی ہمارے سامنے آسانی سے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا"...... مارشل سٹینلے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں ان چار فائلوں کی شکل میں پاکیشیا کے سینے سے اس کا دل نکال کر لے آیا ہوں۔ دل کے بغیر جس طرح کوئی انسان ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح پاکیشیا بھی ان فائلوں کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی سانس نہیں لے سکے گا اور جب پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو یہ معلوم ہو گا کہ پاکیشیا کے سینے میں دل ہی نہیں ہے تو ان کا کیا حال ہو گا۔ انہیں ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑیں گے ہر قیمت پر اور ہر حال میں اور ہم پاکیشیا کو اس حد تک مجبور کر دیں گے کہ وہ اسرائیل کو ہر صورت میں اور ہر حال میں ایک گریٹ سٹیٹ کے طور پر تسلیم کرنے پر رضا مند ہو جائے گا۔ یہی ہمارا مقصد ہے اور یہی ہمارا مشن"...... کارگ فلے نے بڑے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب ایسا ہی ہو گا۔ میں ان فائلوں کا جائزہ لوں گا پھر پرائم منسٹر کے ساتھ مل کر ایک اعلیٰ سطحی اجلاس بلا کر ان کے سامنے اسرائیل کا ایجنڈا پیش کیا جائے گا اور پھر پرائم منسٹر کی منظوری کے

بعد ہم اس مشن پر فوراً عملدرآمد شروع کر دیں گے''...... مارشل
سٹینلے نے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا ان فائلوں کی وجہ سے
ہماری ہر بات ماننے پر مجبور ہو جائے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہم
مشن کے دوسرے حصے پر کام کریں گے جس سے پاکیشیا میں
ہولناک تباہی اور بربادی کے سیاہ بادل چھا جائیں گے اور پاکیشیا
چاہتے ہوئے بھی اس تباہی اور بربادی کو نہ روک سکے گا''......
کارگ فلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بالکل ایسا ہی ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی نوبت نہیں
آئے گی۔ پاکیشیا کی شہ رگ اب ہمارے ہاتھوں میں ہے اور
پاکیشیا ہر صورت میں اپنی عزت اور وقار بچانے کی کوشش کرے گا
اس لئے اسے ہماری ہر بات ماننی ہی ہو گی ورنہ پاکیشیا کی اس حد
تک بدنامی ہو گی کہ وہ کسی کو منہ تک دکھانے کے قابل نہیں رہے گا
اور ہمارے پاس ان کی ایٹمی لیبارٹری کی تفصیل کے ساتھ ساتھ
لیبارٹری کا نقشہ بھی آ چکا ہے اس سے ہم اس لیبارٹری کو اپنے
نشانے پر بھی لے آ سکتے ہیں اور وقت آنے پر اس لیبارٹری کو تباہ
بھی کیا جا سکتا ہے۔ پاکیشیا اگر ہماری بات مانتا ہے تب بھی ڈوبتا
ہے اور اگر نہیں مانتا تب بھی اسے ڈوبنے سے کوئی بھی نہیں بچا
سکتا''...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

''یس چیف لیکن اس کے باوجود ہمیں تصویر کے دونوں رخ پر

نگاہ رکھنی ہو گی تاکہ ہم ہر صورت میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو
جائیں ہمارا مقصد یا تو پاکیشیا سے اسرائیل کو منوانا ہے یا پھر پاکیشیا
کی تباہی ہے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ مجھے ایک بار پرائم منسٹر اور اعلیٰ حکام سے بات
کر لینے دو اس کے بعد جو فیصلہ ہو گا میں اس سے تمہیں خصوصی طور
پر آگاہ کر دوں گا اور پھر جو صورتحال ہو گی ہم اسی پر ہی عمل کریں
گے''...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

''یس چیف۔ مجھے بھی کوئی جلدی نہیں ہے''...... کارگ فلے
نے کہا۔

''کیا یہ فائلیں کوڈ میں ہیں''...... مارشل سٹینلے نے پوچھا۔

''یس چیف۔ چاروں فائلیں کوڈ میں ہیں۔ لیکن ہم انہیں آسانی
سے ڈی کوڈ کر سکتے ہیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر پہلے مجھے ان فائلوں کو ڈی کوڈ کرانا ہو گا۔ اس
میں چند دن تو لگیں گے لیکن خیر یہ کام بھی ہو جائے گا۔ میں ان
فائلوں کو ڈی کوڈ کرانے کے بعد ہی پرائم منسٹر سے بات کروں
گا''...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

''یس چیف۔ اگر آپ کہیں تو میں ان فائلوں کو ڈی کوڈ کر سکتا
ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم تھکے ہوئے ہو تم جا کر
آرام کرو۔ میں خود ہی انہیں ڈی کوڈ کرا لوں گا''...... مارشل سٹینلے

نے کہا تو کارگ فلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم نے یہ فائلیں کیسے حاصل کی ہیں۔ مجھے اس کی تفصیل بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ تمہاری وہاں موجودگی کا کسی کو پتہ تو نہیں چلا تھا۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس تو تمہارے آڑے نہیں آئی تھی"...... مارشل سٹینلے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اوہ نو باس۔ میں نے وہاں ہاتھ پیر بچا کر کام کیا تھا اور میں نے بے پناہ دولت خرچ کر کے متعلقہ شعبوں اور ان شعبوں کے سربراہوں تک رسائی حاصل کی تھی۔ کچھ تو دولت کے رسیا تھے جو آسانی سے میرے قابو میں آ گئے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو محب وطن بننے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسے افراد سے کیسے اور کیا بات کرنی ہوتی ہے یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے میں نے انہیں بھی اس حد تک مجبور کر دیا تھا کہ وہ مجھے متعلقہ فائل لا دیں۔ میں نے اپنی ایک آنکھ میں ویژنل لینز لگا رکھا تھا فائل دیکھتے ہوئے میں اس کی فلم بنا لیتا تھا اس لئے کسی کو مجھ پر کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ مجھے وہاں ایک خاص آدمی مل گیا تھا جس نے مجھے مخصوص محکموں تک پہنچانے میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا تھا۔ میں نے ان محکموں کی تمام فائلیں بس ایک نظر ہی دیکھی تھیں اس کے بعد سب کچھ میری آئی لینز میں محفوظ ہو گیا تھا"۔ کارگ فلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نائس۔ حال ہی میں ہمارا ایک مشن پاکیشیا میں ناکام ہوا تھا مجھے خدشہ تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمہاری بھنک نہ مل جائے اس لئے میں تمہاری طرف سے متفکر تھا لیکن تم لوٹ آئے ہو اس لئے میں خوش ہوں اور تم کامیاب لوٹے ہو اس سے میری خوشی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ سابقہ کارناموں کی طرح تمہارا یہ کارنامہ بھی اسرائیل کی ترقی اور مفادات کے لئے ایک بہت بڑا سنگ میل ثابت ہو گا اور تمہارا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا تم واقعی جینیس ہو بے حد جینیس"...... مارشل سٹینلے نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو چیف۔ آپ کی تعریف ہی میرے لئے سند ہے۔ اگین تھینکس"...... کارگ فلے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے پاکیشیا اوسلو کساوا اور کلر سینڈیکیٹ کو اسی لئے بھیجا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کی طرف متوجہ رہے اور تم وہاں اطمینان سے اپنا کام کرتے رہو اور ایسا ہی ہوا ہے۔ کلر سینڈیکیٹ ختم ہو گیا ہے اور کرائم ماسٹر بھی ہلاک ہو گیا ہے لیکن انہیں وہاں بھیجنے کا میرا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ جس سے تمہیں کامیابی ملی ہے"...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

"یس چیف"...... کارگ فلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے اب اگر تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اس کام کو جلد سے جلد آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر جو پیش رفت

ہو گی میں تمہیں آگاہ کر دوں گا''...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

''او کے چیف۔ میں بھی آپ کے ساتھ رابطے میں رہوں گا''...... کارگ فلے نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے مارشل سٹینلے کو فوجی انداز میں سلیوٹ کیا اور پھر وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی۔ اس نے چیف کو بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی کوئی بھنک نہیں ملی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ اس نے چیف کو محض تسلی دی تھی حالانکہ حقیقت اس کے برعکس تھی اور وہ پاکیشیا میں ایک ایسا کام کر کے آیا تھا کہ جلد یا بدیر پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل میں وارد ہو سکتے تھے اور وہ یہاں کس مقصد کے لئے آ سکتے تھے اس کا کارگ فلے کو بخوبی اندازہ تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''مجھے ایکس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر لا دو مگر ذرا جلدی''...... سلام و دعا کے بعد عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر عمران کو دیا اور واپس جا کر اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی اور وہ خاصا الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ٹھوس سنجیدگی دیکھ کر بلیک زیرو کو اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ جب عمران الجھا ہوا ہوتا تھا تو وہ اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا تھا اور اب عمران نے آتے ہی اس سے ایکس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر منگوا لیا تھا جو لانگ رینج اور

شارٹ رینج ٹرانسمیٹر کے طور پر کام کرتا تھا جسے عمران اپنی مرضی سے شارٹ اور لانگ رینج میں تبدیل کر سکتا تھا اور یہ ٹرانسمیٹر دوسرے تمام ٹرانسمیٹر سے زیادہ سکیوئر تھا۔ نہ اس ٹرانسمیٹر کی کہیں کال سنی جا سکتی تھی اور نہ ہی اسے ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر پر عمران عموماً ٹائیگر سے بات کرتا تھا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ٹرانسمیٹر کا ایک سبز رنگ کا بلب جلنا بجھنا شروع ہو گیا۔

''ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''...... عمران نے ایک بٹن پریس کر کے دوسری طرف کال دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر ہلکی سی بیپ سنائی دی اور ساتھ ہی جلتا بجھتا سبز بلب ٹھہر گیا۔

''یس ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''میں اپنے فلیٹ میں ہوں باس۔ حکم۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اسی وقت سول ہسپتال روانہ ہو جاؤ۔ کل نیو ٹاؤن کی ایک کوٹھی جس کا نمبر ستائیس ہے اور وہ کوٹھی ڈی بلاک میں ہے۔ اس

کوٹھی میں چار افراد کی سربریدہ لاشیں موجود تھیں۔ وہ لاشیں متعلقہ علاقے کی پولیس کے توسط سے سول ہسپتال کے کولڈروم میں رکھوائی گئی ہوں گی۔ تم ان لاشوں کو جا کر چیک کرو اور یہ معلوم کرو کہ ان پر کون سا میک اپ کیا گیا ہے اور وہ چار افراد اصل میں کون ہیں اور ان کا کس گروہ سے تعلق ہے۔ مجھے ان چاروں افراد کی اصلی شکلیں اور ان کے مکمل کوائف چاہئیں اور وہ بھی دو گھنٹوں میں۔ اوور''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے بغیر کوئی سوال کرتے ہوئے کہا۔

''یہ دھیان رکھنا کہ ان لاشوں پر سپیشل میک اپ کئے گئے ہیں جو نہ بلیو کراس ویژن گلاسز سے نظر آتے ہیں اور نہ ہی ڈبل گلاسز ڈیجیٹل کیمرے سے۔ ڈبل گلاسز ڈیجیٹل کیمرے سے ان کی رئیل تصویر بنتی ہے۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ان لاشوں کے چہروں پر میک کیا گیا ہے۔ اس لئے تم اپنا مخصوص سامان ضرور ساتھ لے جانا تاکہ ان کے میک اپ واش کر سکو اور پھر میک اپ کے نقاب کے پیچھے سے جو ان کے اصلی چہرے سامنے آئیں ان کے بارے میں معلومات حاصل کر سکو کہ وہ کون تھے اور ان کا تعلق کس سے تھا۔ اوور''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں یہ سب کر لوں گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ایک بات اور۔ اس کام سے فارغ ہو کر تم نے ایک کام اور کرنا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ بتائیں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران اسے بتانے لگا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں یہ کام بھی کرلوں گا۔ آپ بتائیں آپ کہاں ہیں اور میں آپ کو کہاں رپورٹ دوں۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دو گھنٹوں کے بعد میں تمہیں خود ہی کال کرلوں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔

"یہ سب کیا چکر ہے عمران صاحب۔ ٹائیگر کو آپ کن کی لاشوں کے میک اپ صاف کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اور کیوں"...... بلیک زیرو نے عمران کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو عمران نے اسے تنویر کی بتائی ہوئی ساری باتیں بتا دیں اور اسے ریڈلی کے بارے میں بھی بتا دیا کہ اس نے ڈیول مائینڈ ایجنٹ کے بارے میں اسے کیا بتایا تھا۔ جسے سن کر بلیک زیرو بھی حیران رہ گیا۔

"اوہ۔ اسرائیلی ڈیول مائینڈ ایجنٹ کارگ فلے یہاں پاکیشیا میں موجود تھا اور اس کا یہاں موجود ہونے کا ہمیں پتہ ہی نہیں

چلا"...... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ صرف یہاں موجود نہیں تھا بلکہ وہ یہاں سے اپنا مشن پراسرار انداز میں مکمل کر کے واپس بھی چلا گیا ہے اور ہم ابھی تک مکمل اندھیرے میں ہیں کہ وہ یہاں کب آیا تھا اور اس کا مشن کیا تھا۔ اب اپنے مشن کی کامیابی کا وہ اسرائیل پہنچ کر باقاعدہ جشن منا رہا ہے"...... عمران نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"لیکن اس کا ایسا کون سا مشن ہو سکتا ہے جس سے پاکیشیا کی سلامتی اور مفاد کو اس حد تک شدید نقصان پہنچ سکتا ہے کہ پاکیشیا کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے اور پوری دنیا میں بدنام ہو جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ تم اعلیٰ حکام سے بات کرو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ ان دنوں پاکیشیا میں کیا ہو رہا ہے اور آنے والے آئندہ دنوں میں کیا ہونے والا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ پاکیشیا میں ان دنوں کن سائنسی پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے یا پاکیشیا میں کوئی غیر ملکی وفود تو نہیں آنے والے۔ جہاں تک میرا دماغ کام کرتا ہے مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے پاکیشیا میں کوئی غیر ملکی اور بے حد اہم ہستیاں آنے والی ہوں اور بلیک ہارٹ انہیں نقصان پہنچانے کے چکروں میں ہو۔ اگر ایسا ہوا تو اس سے واقعی پاکیشیا کی ساکھ کو بے حد نقصان پہنچ سکتا ہے اور پاکیشیا کی سیکورٹی پر ہر طرف سے انگلیاں اٹھائی جا سکتی ہیں یہ ایشو واقعی پاکیشیا کی

رسوائی کا باعث بن سکتا ہے اور نقصان کا بھی کیونکہ بلیک ہارٹ ایجنسی کے مشن عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں یہ ایجنسی پوری دنیا میں اپنی دہشت پھیلانے اور قتل و غارت کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ بڑی بڑی کانفرنسوں کو سبوتاژ کرنا اہم شخصیات کو ہلاک کرنا اور سائنس دانوں کو اغوا کرنا ان کے اہم مشنز ہوتے ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ کارگ فلکے نے خفیہ طور پر ایسا ہی کوئی کام کیا ہے یا پھر ایسے ہی کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے اس نے کوئی گراؤنڈ بنایا ہے تاکہ اس کے جانے کے بعد اس کے ساتھی اس کا کوئی ادھورا کام پورا کرسکیں۔ وہ یہاں ایسا ہی کوئی کام کریں گے۔ یا تو وہ یہاں ہونے والی کسی بین الاقوامی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں یا پھر یہاں آنے والے دوسرے ملک کے کسی رہنما کو ہلاک کرنا بھی ان کا ٹاسک ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکیشیا کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کا ان کے پاس دوسرا کوئی اور آپشن ہو ہی نہیں سکتا''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ کام تو کارگ فلکے خود بھی کرسکتا تھا پھر اسے واپس جانے کی کیا ضرورت تھی اور یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ان کا مشن ایک بار پھر آپ کو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کرنے کا ہو اور وہ یہاں اپنے سابقہ مشن پر ہی کام کرنے کے لئے آئے ہوں جو ان کا بھیجا ہوا کلر سینڈیکیٹ نہیں کر سکا تھا۔ میرا مطلب ہے وہ پھر سے پاکیشیا

میں خوفناک دھماکے کر کے تباہی اور بربادی پھیلانا چاہتے ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے لیکن اس سے پاکیشیا میں تباہی اور بربادی ہی پھیلائی جا سکتی ہے۔ یہ سب کچھ یہاں پہلے ہی ہو رہا ہے اس سے پاکیشیا کی اتنی ساکھ متاثر نہیں ہوتی کیونکہ بین الاقوامی طور پر ان معاملات کو پاکیشیا کے اندرونی معاملات کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کے بارے میں ریڈلی نے مجھے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو ایسا لگتا ہے کہ اس بار بلیک ہارٹ ایجنسی اونچے پیمانے پر پاکیشیا کو نقصان پہنچانے کا سوچ رہی ہے اور وہ پاکیشیا کے خلاف کوئی ایسی سازش کر رہی ہے جس سے پاکیشیا کا امیج مکمل طور پر تباہ ہو جائے اور پاکیشیا پوری دنیا میں اس قدر بدنام ہو جائے کہ اس کے حلیف ممالک بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں بلکہ مسلم ممالک بھی پاکیشیا سے نفرت کرنا شروع کر دیں اور ان سب کے پیچھے بلیک ہارٹ ایجنسی کا ڈیول مائینڈ ایجنٹ کارگ فلکے کام کر رہا ہے جو واقعی شیطانوں کا شیطان ہے۔ اور اب تو مجھے یہ بھی محسوس ہو رہا ہے کہ کرائم ماسٹر اور کلر سینڈیکیٹ کو پاکیشیا میں اسی لئے بھیجا گیا تھا کہ ہم ان کی طرف متوجہ رہیں اور کارگ فلکے یہاں اطمینان سے اپنا کام کرتا رہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ سب ممکن ہے اور اگر اسرائیل پاکیشیا کے خلاف پھر کوئی نئی سازش کر رہا ہے تو یہ واقعی اسرائیل کی پاکیشیا کے لئے

اب تک کی سب سے بڑی، خوفناک اور انتہائی بھیانک سازش ہو گی''...... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے ہمیں بھی ہنگامی بنیادوں پر کام کرنا ہو گا تا کہ ہم ہر صورت میں اسرائیل کو اس کے مذموم اور ناپاک ارادوں سے باز رکھ سکیں''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنا ہو گا کہ کارگ فلے یہاں کرنے کیا آیا تھا اور اس کا مشن کیا تھا۔ اگر اس نے پاکیشیا کو بدنام کرنے کا کوئی گراؤنڈ بنایا ہے تو وہ گراؤنڈ کیا ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا پتہ لگانا بہت ضروری ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''میں سر سلطان سے بات کرتا ہوں۔ پاکیشیا میں انٹرنیشنل ڈیلی گیشن کی آمد کے شیڈول اور ان کی آمد کے بارے میں ان کے پاس زیادہ معلومات ہوتی ہیں اور اعلیٰ سطحی طور پر اگر کہیں کسی محکمے میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے تو اس کے بارے میں بھی سر سلطان کو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر سر سلطان کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ ڈسپلے پر سپیشل نمبر فلیش ہو رہا تھا۔

''یس عمران سپیکنگ''...... عمران نے کال رسیونگ بٹن آن کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''تنویر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے تنویر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو۔ کچھ معلوم ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے ائیر پورٹ کے امیگریشن سے معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے پاس کل رات پاکیشیا سے جانے والی تمام انٹرنیشنل فلائٹس کا شیڈول اور ڈیٹا موجود ہے۔ تقریباً آٹھ فلائٹس مختلف ممالک گئی تھیں۔ جن میں دو ایکریمیا کے لئے تھیں۔ دو کرانس کے لئے اور ایک یو اے ای کے لئے۔ اسی طرح ایک فلائٹ پیرس کے لئے روانہ ہوئی تھی اور دو فلائٹس اوگان اور مصر کے لئے تھیں۔ میں نے ان تمام فلائٹس کے مسافروں کی لسٹیں حاصل کر لی ہیں اور پھر میں ایئر پورٹ کے سیکورٹی سنٹر میں بھی گیا تھا۔ ان فلائٹس میں جتنے مسافر روانہ ہوئے ہیں وہاں ان تمام افراد کے کاغذات کی کاپیاں اور ان کی سی سی فوٹیج موجود ہیں۔ میں نے ان فوٹیج کو چیک کیا ہے۔ مجھے جس مطلوبہ شخص کی تلاش تھی وہ اوگان کی فلائٹ میں سوار ہوا تھا۔ اس کا چہرہ تو دوسرا تھا لیکن اس کے قد کاٹھ اور اس کی چال ڈھال سے مجھے پورا یقین ہے کہ وہ کارگ فلے ہی تھا''...... دوسری طرف سے تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے اس کے کاغذات اور دوسری معلومات حاصل کی
ں"...... عمران نے پوچھا۔
"ہاں۔ وہ ایک مصری مسافر بن کر اوگان گیا تھا۔ کاغذات میں
ں کا نام مسلم اصفہانی ہے"...... تنویر نے جواب دیا۔
"اوکے۔ وہ جس فلائٹ میں گیا تھا مجھے اس کی تفصیل بتاؤ۔
ائٹ نمبر اس کی روانگی کا وقت اور یہ کہ وہ طیارے کی کس کلاس
یں گیا تھا اس کا سیٹ نمبر اور اس کی تصویر فوری طور پر مجھے ایم ایم
یس کر دو۔ وہ تصویر جس میں وہ مسلم اصفہانی بنا ہوا ہے"۔ عمران
نے کہا تو دوسری طرف سے تنویر نے اسے تفصیل بتا دی۔
"ٹھیک ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ کارگ فلے، مسلم
اصفہانی بن کر اوگان میں کہاں گیا ہے۔ تم فلیٹ میں جا کر تیاری
کرو۔ میں نے چیف کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے ہو سکتا
ہے کہ ہمیں اوگان یا پھر اسرائیل کا جلد سفر کرنا پڑے"...... عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔ کیا میں جولیا اور باقی ممبران کو آگاہ کر دوں"...... تنویر
نے پوچھا۔
"نہیں۔ یہ کام چیف کا ہے۔ وہ یہ سب اپنی صوابدید پر ہی
کرے گا۔ ہمیں اس کے کام اپنے ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں
ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
"اوکے۔ تب میں اپنی تیاری مکمل کر لیتا ہوں"...... تنویر نے کہا

اور عمران نے اوکے کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو فون
پر سر سلطان سے بات کر رہا تھا۔ عمران نے اسے مصروف دیکھ کر
سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"لیں۔ مسلم ہوٹل"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔
"میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ میری تھرڈ فلور پر روم نمبر ایٹ
ون کے مسٹر گراش سے بات کرائیں۔ ان کا پورا نام ڈیونڈر گراش
ہے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ آپ ایک منٹ ہولڈ کریں سر۔ میں ابھی بات کراتی
ہوں"...... دوسری طرف سے پاکیشیا کا سن کر آپریٹر نے جلدی سے
کہا اور سیل فون میں مترنم میوزک سنائی دینے لگا۔ دوسری طرف
سے آپریٹر نے فون ہولڈ آن کر دیا تھا۔
"لیں۔ گراش سپیکنگ"...... چند لمحوں کے بعد ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔
"پاکیشیا سے تمہارا پارٹنر ہاورڈ بول رہا ہوں"...... عمران نے
مخصوص لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ ہاورڈ صاحب آپ۔ سوری ہاورڈ صاحب میں ابھی بہت
زیادہ مصروف ہوں۔ میری ڈی سکس کے ساتھ میٹنگ چل رہی
ہے آپ مجھے تھوڑی دیر بعد کال کریں۔ پلیز"...... دوسری طرف
سے گراش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران

کچھ کہتا دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ عمران نے سیل فون آف کیا اور اس نے ایک بار پھر ایکس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔
عمران نے ٹرانسمیٹر کے پیچھے لگے ہوئے چند بٹن پریس کر کے اسے لانگ رینج میں تبدیل کیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا اور پھر اس نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر کا سبز بلب جلتے بجھتے دیکھا تو اس نے ایک بٹن پریس رکھتے ہوئے دوسری طرف کال دینی شروع کر دی۔ دوسری طرف سے گراش نے خاص طور پر ڈی سکس کا کہا تھا جس کا مطلب تھا کہ عمران اس سے ڈی سکس ٹرانسمیٹر پر بات کر سکتا ہے اور عمران کے پاس موجود ایکس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر لانگ رینج ڈی سکس ٹرانسمیٹر کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور“...... عمران نے ٹرانسمیٹر پر دوسری طرف مخصوص انداز میں کال دیتے ہوئے کہا اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے بیپ کی آواز سنائی دی اور سپارک کرتا بلب ایک جگہ رک گیا۔

”یس ڈبل زیرو اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... دوسری طرف سے اسی گراش کی آواز سنائی دی جس سے عمران نے ابھی چند لمحے پہلے فون پر بات کی تھی۔ ڈبل زیرو اسرائیل کے ہمسایہ ملک اوگان میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا جو ایک اسرائیلی یہودی بنا ہوا تھا اور اس نے روم میں اسرائیل کی ایک نجی کمپنی کے

امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس سنبھال رکھا تھا لیکن حقیقت میں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ڈبل زیرو کے طور پر کام کرتا تھا اور ایکس ٹو کے ساتھ ساتھ وہ عمران کو پرنس آف ڈھمپ کے طور پر جانتا تھا۔

”ڈبل زیرو۔ میں تمہیں سپیشل ایم ایم ایس پر ایک آدمی کی تصویر بھیج رہا ہوں جو ابھی تھوڑی دیر تک تمہیں مل جائے گی۔ یہ آدمی کل رات فلائٹ نمبر سیون او سیون سے اوگان پہنچا ہے۔ اس نے جنرل کلاس کی سیٹ نمبر تھری او تھری پر سفر کیا ہے اور اس کا نام مسلم اصفہانی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ اوگان میں کہاں ہے اور اگر وہ اوگان میں نہیں ہے تو کہاں گیا ہے۔ تم اپنے سورسز سے انٹرنیشنل ایئر پورٹ سے یہ تمام معلومات آسانی سے حاصل کر سکتے ہو اس لئے مجھے اس شخص کے بارے میں حتمی اور مفصل معلومات چاہئیں۔ اوور“...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں معلومات حاصل کر لوں گا۔ اوور“...... دوسری طرف سے ڈبل زیرو نے کہا۔

”جہاں تک میرا اندازہ ہے کہ مسلم اصفہانی نے صرف اوگان تک کا ہی سفر کیا ہے اور وہاں سے فوراً ہی اسرائیل روانہ ہو گیا ہے۔ تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ جب وہ اوگان آیا تھا اور اسرائیل روانہ ہوا تھا تو اس کے پاس کیا کچھ تھا۔ مطلب یہ کہ کیا اس کے پاس کوئی ہینڈ بیگ تھا، بریف کیس یا پھر سوٹ کیس تھا۔

اگر مجھے ان چیزوں کی تفصیلات بھی مل جائیں تو بہت اچھا ہو گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کے لئے تو مجھے ایئر پورٹ کے سپیشل سیکورٹی سرچنگ سیکشن تک جانا پڑے گا۔ سپیشل سیکورٹی سرچنگ سیکشن کی مدد کے بغیر میں یہ ساری معلومات حاصل نہیں کر سکوں گا کیونکہ یہاں ایسی تمام معلومات ایئر پورٹ کے سپیشل سیکورٹی سرچنگ سیکشن کے آفس سے ہی مل سکتی ہیں۔ وہ مجھے تمام مسافروں کے پاس موجود ایک ایک چیز کے بارے میں تفصیل بتا سکتے ہیں۔ ایئر پورٹ کی مین سیکورٹی بھی اسی سیکشن کے انڈر کام کرتی ہے اور تمام مسافروں کی جسمانی اور لگیج سکیننگ کی ذمہ داری بھی اسی سیکشن کی ہی ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈبل زیرو نے جواب دیا۔

''جو بھی ہو۔ مجھے رپورٹ چاہئے ہر صورت میں اور ہر حال میں۔ اوور''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈبل زیرو نے جواب دیا۔

''کوشش نہیں تمہیں یہ کام ہر حال میں کرنا ہے۔ میں تمہیں تین گھنٹوں تک کال کروں گا۔ ان تین گھنٹوں تک کام مکمل ہو جانا چاہئے۔ اوور''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس پرنس۔ ہو جائے گا۔ اوور''...... ڈبل زیرو نے اس انداز میں کہا جیسے یہ کام اس کے لئے مشکل ضرور ہو مگر ناممکن نہیں۔

عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ بلیک زیرو اس وقت تک سر سلطان سے بات کر چکا تھا اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا۔ کچھ بتایا ہے سر سلطان نے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے سر سلطان کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے۔ کارگ فلے کا سن کر وہ بھی متفکر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ پاکیشیا چونکہ ان دنوں اندرونی اور بیرونی طور پر برے حالات کا شکار ہے اس لئے فی الوقت کوئی نیا منصوبہ شروع نہیں کیا جا رہا ہے۔ عام طور پر بیرون ملک کے ڈیلی گیشن تو یہاں آتے ہی رہتے ہیں جو پاکیشیا کے سٹرکچرنگ پلان کی چیکنگ یا عام بزنس ٹور کرتے ہیں یا پھر ان دنوں فلڈ کا شکار بنے لوگوں کی مدد کے لئے آ رہے ہیں۔ لیکن سرکاری طور پر ان میں ایسا کوئی بڑا ڈیلی گیشن شامل نہیں ہے جنہیں اگر بلیک ہارٹ ایجنسی ٹارگٹ کرے تو اس سے پاکیشیا کی عزت مجروح ہونے کا احتمال ہوتا ہو اور نہ ہی ان کے آئندہ آنے کا کوئی پلان اور ڈیٹس فکس ہیں۔ اس کے علاوہ پاکیشیا کا کوئی ایسا فارمولہ بھی زیر تکمیل نہیں ہے جس میں اسرائیل یا دوسرے ممالک دلچسپی رکھتے ہوں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہے پیارے ورنہ کارگ فلے جیسا ڈیول مائینڈ

ایجنٹ پاکیشیا میں آئے اور کچھ نہ کرے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ ریڈلی نے مجھے کنفرم رپورٹ دی ہے کہ کارگ قلے اپنے مشن کی کامیابی کا جشن منا رہا ہے اور کارگ قلے کے بارے میں جہاں تک میں جانتا ہوں وہ چھوٹے موٹے مشن کی کامیابی پر اتنا خوش نہیں ہوتا کہ باقاعدہ اس پر جشن منائے''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''تو پھر آپ بتائیں آپ کے خیال میں وہ یہاں ایسا کیا کر سکتا تھا جس سے خوش ہو کر وہ اسرائیل میں جا کر جشن منا سکتا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میرے خیالات اگر اتنے ہی اچھے ہوتے تو پھر رونا کس بات کا تھا۔ میں تو خیالوں ہی خیالوں میں جولیا سے نہ جانے کتنی بار شادی کر چکا ہوں لیکن جیسے ہی میرے گھر لے جانے کے لئے کہار اس کی ڈولی اٹھاتے ہیں اسی وقت میرا رقیب رو سفید میرے سر پر پہنچ جاتا ہے۔ خیالات میرے ہوتے ہیں لیکن ہر بار اپنے خیالات سے وہ مجھ پر سبقت لے جاتا ہے اور گنے بغیر مجھ پر لگاتار فائرنگ کرنا شروع کر دیتا ہے اور میں بس اپنا سہرا ہی سنبھالتا رہ جاتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ واپس آتے دیکھ کر بلیک زیرو کے چہرے پر سکون سا آ گیا کیونکہ عمران جب بھی سنجیدہ ہوتا تھا تو وہ بھی اس سے خوفزدہ رہتا تھا کیونکہ عمران کی سنجیدگی کبھی بھی اس کے غصے کا سبب بن سکتی

تھی اور اس کا غصے کا شکار بلیک زیرو بھی بن سکتا تھا اور وہ عمران کے غصے سے بہت ڈرتا تھا اس لئے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو جاتا تھا اور سوچ سمجھ کر اور سنبھل کر اس سے بات کرتا تھا تاکہ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس پر عمران اس پر غصہ کر سکے۔

''شکر ہے آپ کے چہرے پر مسکراہٹ تو آئی ورنہ مجھے آج آپ کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے آپ زندگی میں کبھی مسکرائے ہی نہ ہوں''...... بلیک زیرو نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔ اسی طرح ان کی باتیں چلتی رہیں پھر دو گھنٹوں کے بعد عمران نے دوبارہ ٹائیگر سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنا شروع کر دیا۔

''یس ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا باس۔ وہ چاروں واقعی میک اپ میں تھے۔ ان پر ڈروم وائٹ پلاسٹک میک اپ کیا گیا تھا جو نہ تو کسی کیمرے کی آنکھ سے دیکھا جا سکتا تھا اور نہ بلیو کراس گلاسز سے بلکہ اس میک اپ کو کسی بھی ایکوپمنٹ سے واش بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن میں نے اس میک اپ کو بھی صاف کر لیا ہے۔ اس مخصوص میک اپ کو گرم پانی سے آسانی سے صاف کیا جا سکتا ہے

اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میں نے تم سے رپورٹ مانگی ہے۔ یہ نہیں پوچھا کہ وہ میک اپ کیسا تھا اور اسے چیک کیسے کیا جا سکتا ہے اور واش کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اوور''...... عمران نے منہ بنا کر سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ سوری باس۔ میں آپ کو بتا رہا تھا کہ میں نے ان چاروں کا میک اپ صاف کر لیا ہے۔ ان کے اصلی چہرے میرے سامنے ہیں اور میں انہیں پہچانتا ہوں۔ ان کا تعلق سارکا گروپ سے ہے اور سارکا گروپ، مارک کلب کا ایک مخصوص گروپ ہے جو مارک کلب کے مالک جیوسٹن کا ہے۔ اس گروپ کو وہ عام طور پر معلومات حاصل کرانے کے لئے استعمال کرتا ہے اور ضرورت پڑنے پر یہ گروپ اغوا، مار دھاڑ اور قتل و غارت بھی کرتا ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ جیوسٹن کہاں ملے گا۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ اپنے کلب میں ہی ہوتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے اٹھا کر آپ کے پاس لا سکتا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے اٹھا کر رانا ہاؤس پہنچا دو۔ یہ کام جلد سے جلد ہو جانا چاہئے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اگلے ایک گھنٹے میں جیوسٹن رانا ہاؤس پہنچ جائے گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم وہیں رک کر میرا انتظار کرنا، میں جوزف کو تمہارے بارے میں ہدایات دے دیتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہاں کارگ فلے کی معاونت جیوسٹن کر رہا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو سکتا ہے''...... عمران نے مبہم سے انداز میں کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ کیا مطلب۔ اگر ان چاروں افراد کا تعلق جیوسٹن سے ہے تو پھر ظاہر ہے انہیں اسی نے کارگ فلے کے پاس بھیجا ہو گا۔ ورنہ انہیں کارگ فلے کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی اور کارگ فلے کو انہیں ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کارگ فلے نے ان چاروں کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا ہو اور پھر کام ہو جانے کے بعد انہیں ہلاک کر کے وہیں پھینک دیا ہو تا کہ کوئی یہ نہ معلوم کر سکے کہ وہ پاکیشیا میں کیا کرتا رہا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ان چاروں کو ہلاک کرنے تک کا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن کارگ فلے نے ان چاروں پر اپنا میک اپ ہی کیوں کیا تھا وہ ان پر دوسرا کوئی میک اپ بھی تو کر سکتا تھا اور پھر تنویر کو اس نے اس طرح سے زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا حالانکہ اس کے دشمنوں کی فہرست میں تنویر کا نام سرفہرست ہے اسے تو اچھا خاصا تنویر سے انتقام لینے

کا موقع ملا تھا وہ ان چاروں کی طرح تنویر کا سر بھی تو وہیں کاٹ کر
پھینک سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں واقعی یہ سوچنے کی بات ہے''...... بلیک زیرو نے اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو سوچو۔ تم آخر کس مرض کا علاج ہو۔ یہاں بیٹھے مکھیاں اور
مچھر مارنے سے بہتر ہے کہ سوچ سوچ کر اپنا وقت پورا کیا کرو
اور کچھ نہیں تو سوچ سوچ کر بوڑھے ہی ہو جاؤ گے۔ بوڑھے ہو
گئے تو تمہاری سوچ اور زیادہ پائیدار اور مثبت ہو جائے گی اور تم مجھ
جیسے نوجوانوں کے بارے میں بھی اچھا اچھا سوچنا شروع کر دو
گے''...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا اور
بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں کہ سوچ سوچ کر صرف میں ہی
بوڑھا ہوں گا۔ آپ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے اور ایسے ہی جوان
رہیں گے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جب تک میری شادی نہیں ہو گی اور میں دو چار بچوں کا باپ
اور پھر ان بچوں کے بچوں کا دادا نہیں بن جاؤں گا میرے بوڑھے
ہونے کا سوچنا بھی مت ورنہ یہی سوچ تمہیں اس قدر بوڑھا کر
دے گی کہ تم اپنا بڑھاپا دیکھ کر اپنے ہی بال نوچنے پر مجبور ہو جاؤ
گے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو اس کی
باتوں پر ہنس رہا تھا اسے اٹھتا دیکھ کر اس نے اپنی ہنسی روک دی۔

''اب آپ کہاں جا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تنویر سے اس کی بہن کا رشتہ لینے۔ اس نے خود تو آنا نہیں
سوچ رہا ہوں کہ خود ہی جا کر اس کے گلے پڑ جاؤں''...... عمران
نے کہا اور بلیک زیرو کی ایک بار پھر ہنسی نکل گئی۔

''اور اگر تنویر نے آپ کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو پھر آپ
کیا کریں گے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں واپس آ کر تمہارا سر توڑ دوں گا''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا سر۔ کیا مطلب۔ انکار آپ کو تنویر کرے گا اور آپ تنویر
کی بجائے میرا سر توڑیں گے۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی''۔ بلیک
زیرو نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

''ایک تو تم زیرو ہو اور وہ بھی بلیک اگر تمہارے نام کی طرح
تمہاری زبان بھی کالی ہوئی تو میں غصے میں آ کر تمہارا ہی سر توڑ دوں
گا۔ اس میں بے چارے تنویر کا کیا قصور ہو گا''...... عمران نے کہا
اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''آپ نے ابھی ڈبل زیرو سے بات کرنی تھی اور سر سلطان
نے بھی کہا تھا کہ جب وہ کال کریں گے تو آپ ان سے ضرور
بات کریں''...... بلیک زیرو نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

''ڈبل زیرو کو میں خود کال کر لوں گا اور سر سلطان صاحب کا کیا
ہے وہ پتہ نہیں کب کال کریں گے۔ اگر میں ان کی کال کے انتظار

میں بیٹھا رہا تو میں واقعی یہیں بوڑھا ہو جاؤں گا اور شادی سے پہلے مجھے بوڑھا ہونے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ یہ شوق تمہیں ہی مبارک ہو۔ میں تو چلا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنسنے لگا اور پھر عمران، بلیک زیرو کو ٹاٹا کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جاتے جاتے وہ ایکس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لے گیا تھا تاکہ اوگان کے فارن ایجنٹ ڈبل زیرو سے بات کر سکے۔

کارگ فلے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کے فلیٹ میں کوئی موجود ہو۔ اس نے فوراً سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور نکالا اور دیوار سے لگ گیا۔ اس کے سامنے ایک راہداری تھی جس کی دوسری طرف سٹنگ روم بنا ہوا تھا۔

کارگ فلے چند لمحے دوسری طرف کی سن گن لیتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ دیوار کے ساتھ لگا کھسکتا ہوا سٹنگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس اسے فلیٹ میں کسی کی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔ وہ دیوار کے کنارے پر آ کر رک گیا۔ ایک لمحہ توقف کرنے کے بعد اس نے دائیں طرف دیکھا لیکن اسے وہاں کوئی دکھائی نہ دیا۔ سامنے سٹنگ روم بھی خالی تھا۔ سامنے دو کمروں کے دروازے تھے جو بند تھے۔ بائیں طرف

کچن اور واش روم کا دروازہ تھا۔ کارگ فلے بائیں دیوار سے ہی لگا کھڑا تھا۔ اچانک اسے کچن کی طرف سے ہلکی سی کھٹکے کی آواز سنائی دی تو اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس کھٹکے کی آواز کا مطلب صاف تھا کہ فلیٹ میں کوئی ہے اور وہ جو کوئی بھی ہے کچن میں موجود ہے۔ اس کی ریوالور پر گرفت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔

''میں جانتی ہوں کہ تم فلیٹ میں آ چکے ہو چھپ کیوں رہے ہو سامنے آ جاؤ میں تمہیں کھا نہیں جاؤں گی''...... اچانک کچن سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور کارگ فلے ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب یکلخت ڈھیلے پڑ گئے اور اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے ریوالور دوبارہ ہولسٹر میں ڈالا اور دیوار سے ہٹ کر آگے بڑھ آیا اسی لمحے کچن سے ایک نوجوان لڑکی نکل کر باہر آ گئی اس کے ہاتھ میں کافی کے دو مگ تھے۔

''تو تم یہ سمجھ رہے تھے کہ تم یہاں آؤ گے اور مجھے پتہ ہی نہیں چلے گا''...... لڑکی نے اس کی طرف دیکھ کر انداز دلربائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ میری عدم موجودگی میں میرے فلیٹ میں کون آ سکتا ہے کیونکہ اس فلیٹ کی چابی ہر وقت میرے پاس ہی رہتی ہے۔ میں واقعی یہ بھول گیا تھا کہ میرے فلیٹ کا دروازہ کھولنے کے لئے چوروں کی شہزادی کو بھلا

کسی چابی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے''...... کارگ فلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے کافی کے دونوں مگ میز پر رکھ دیئے۔ کارگ فلے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا اور لڑکی اس کے سامنے دوسرے صوفے پر۔ کارگ فلے نے ہاتھ بڑھا کر اپنا مگ اٹھا لیا۔

''تم نے لاک کیسے کھولا تھا''...... کارگ فلے نے اس سے پوچھا۔

''خود ہی مجھے چوروں کی شہزادی کہہ رہے ہو اور خود ہی پوچھ رہے ہو۔ میرے لئے کوئی لاک کھولنا مسئلہ ہو سکتا ہے کیا''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔ تم لاک کھولنے میں ماسٹر ہو۔ فلیٹ تو کیا تم مشکل سے مشکل تجوریاں اور بینکوں کے لاکر بھی آسانی سے کھول سکتی ہو۔ اسی لئے تو تمہیں لیڈی لاک کلر کہا جاتا ہے''...... کارگ فلے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پھر پوچھ کیوں رہے ہو''...... لڑکی نے مسکرا کر کہا۔

''ویسے ہی پوچھا تھا۔ چلو تم ناراض ہو رہی ہو تو نہ بتاؤ۔ لیکن یہ تو بتا دو کہ یہاں کب آئی تھی''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''آدھا گھنٹہ تو ہو گیا ہے۔ میں تم سے ہی ملنے کے لئے آئی تھی لیکن تمہارا فلیٹ لاک تھا تو میں نے سوچا کہ تم نے آخر پلٹ کر فلیٹ میں ہی آنا ہوتا ہے اس لئے اگر میں فلیٹ کے اندر چلی

جاؤں تو تم برا نہیں مانو گے اور میں کچھ دیر ریسٹ بھی کر لوں گی۔
میں بیرونی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی پھر میں نے تمہاری کار
بلڈنگ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھی تو میں تمہارے لئے کچن میں
کافی بنانے کے لئے چلی گئی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تم فلیٹ میں
آ کر سب سے پہلے اپنے لئے کافی ہی بناتے ہو''...... لڑکی نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اگر تم نے مجھے کھڑکی سے آتے ہوئے دیکھا تھا تو پھر تمہیں
یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میں فلیٹ میں بھی داخل ہو چکا ہوں''۔
کارگ فلے نے مگ سے کافی کا سپ لیتے ہوئے پوچھا۔

''جب تم فلیٹ میں داخل ہوئے تھے تو میں نے لاک کھلنے کی
آواز سن لی تھی اور تمہاری یوڈی کلون کی خوشبو پورے فلیٹ میں
پھیل گئی تھی۔ تم پرفیوم کی پوری شیشی ہی خود پر انڈیل لیتے ہو جس
کی وجہ سے تم کہیں بھی جاؤ تم سے پہلے تمہارے پرفیوم کی خوشبو
وہاں پہنچ جاتی ہے''...... لڑکی نے کہا۔

''بہرحال اچھا کیا ہے تم نے کرسٹائن جو تم یہاں آ گئی ہو، مجھے
تم سے کچھ ضروری باتیں بھی کرنی تھیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''کیسی باتیں''...... کرسٹائن نے پوچھا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ میں پچھلے دنوں پاکیشیا میں تھا''...... کارگ
فلے نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ تم پاکیشیا میں کوئی بہت بڑا

اور اہم مشن مکمل کر کے آئے ہو۔ اس لئے تم نے یہاں آ کر
باقاعدہ اپنی کامیابی کا جشن بھی منایا تھا''...... کرسٹائن نے کہا اور
کارگ فلے بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا''...... کارگ فلے نے اس
کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے بلیک ہیڈ کوارٹر میں جا کر اپنے چند دوستوں کو پارٹی
دی تھی جو جانتے تھے کہ تم کس مشن پر اور کہاں گئے ہوئے تھے۔
ان میں سے ایک لڑکی جو بلیک ہیڈ کوارٹر کی لیڈی ایجنٹ مارشا ہے
وہ میری دوست ہے۔ اسی نے مجھے تمہاری کامیابی کے بارے میں
بتایا تھا''...... کرسٹائن نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ مارشا کو واقعی میں نے ہی بتایا تھا۔ لیکن اب یہ
بات تم تک ہی رہنی چاہئے کہ میں کبھی پاکیشیا گیا تھا اور وہاں کوئی
مشن مکمل کر کے آیا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ مارشا کو مجھ پر اعتماد تھا اسی لئے اس نے مجھے
بتایا ہے وہ جانتی ہے کہ ایک بار جو راز میرے دل میں چلا جاتا ہے
اس کے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ اگر وہ مجھ پر اعتبار کر سکتی
ہے تو تم کیوں نہیں کر سکتے''...... کرسٹائن نے منہ بنا کر کہا۔

''ارے ارے ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے تم پر پورا اعتماد ہے۔ تم
نے مارشا کے بارے میں بعد میں بتایا ہے اس سے پہلے ہی میں
تمہیں بتا رہا تھا کہ میں پاکیشیا گیا ہوا تھا اور میں اسی سلسلے میں تم

سے کچھ ڈسکس کرنا چاہتا تھا''...... کارگ قلبے نے کہا۔
''بات بنانے میں تم ماہر ہو۔ بہرحال بولو۔ کیا ڈسکس کرنا چاہتے ہو''...... کرشائن نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔
''میں پاکیشیا میں ایک اہم مشن پر گیا تھا وہاں سے مجھے چند فائلیں حاصل کرنی تھیں۔ ایسی فائلیں جن سے پاکیشیا کی سلامتی اور ان کا مفاد وابستہ ہو۔ اس کے لئے میں نے وہاں بہت کام کیا تھا۔ مجھے وہاں بے پناہ دولت بھی خرچ کرنی پڑی تھی اور کچھ لوگوں سے اپنا کام نکلوانے کے لئے میں نے ان کے گھروں سے ان کے بیوی اور بچوں کو بھی اغوا کرایا تھا اور ان پر تشدد بھی کیا تھا جس سے میرا کام خاصا آسان ہو گیا تھا اور مجھے مطلوبہ فائلوں تک رسائی مل گئی تھی۔ چونکہ مجھے ان فائلوں کی صرف مائیکرو فلم ہی بنا کر لانی تھی اس لئے کسی کو اس بات کا علم نہیں ہو سکتا تھا کہ متعلقہ جگہوں سے فائلیں نکال کر ان کی کاپی کی گئی ہے۔ اس لئے وہ افراد بھی مطمئن تھے کہ میں نے ان سے اصلی فائلیں حاصل نہیں کی تھیں۔ اور میں جانتا تھا کہ اپنی عزت کے لئے وہ بھی اس بات پر خاموش رہیں گے اور کسی کو نہیں بتائیں گے کہ انہوں نے اہم فائلوں کو ایک نظر کسی کو دکھایا ہے ورنہ ان پر غداری کا مقدمہ بھی چلایا جا سکتا ہے۔ مجھے چار اہم فائلوں کی ضرورت تھی اور میں نے چاروں فائلوں کی مائیکرو فلم بنا لی تھی اس کے بعد میرا کام ختم ہو گیا تھا۔ میں جلد سے جلد فائلوں کی مائیکرو فلم لے کر وہاں سے نکلنا چاہتا تھا

لیکن پھر وہاں میری ایک کار خراب ہو گئی وہ کار میں نے رینٹ پر لی ہوئی تھی۔ کار کا انجن سیز ہو گیا تھا جسے میں نے ٹھیک کرانے کے لئے ایک ورکشاپ میں دے دی تھی۔ میں چاہتا تو اس کار کو وہیں چھوڑ کر واپس آ سکتا تھا لیکن تم جانتی ہو کہ میں اصول پسند انسان ہوں۔ کار رینٹ والوں کی میں نے اپنے کریڈٹ کارڈ سے پیمنٹ کی تھی۔ اگر میں کار انہیں واپس نہ کرتا تو وہ اس کے لئے وہاں یقینی طور پر مقدمہ درج کرا دیتے اور میرے کریڈٹ کارڈ کی وجہ سے انہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ میں وہاں ہوں اور میری موجودگی کا پتہ چلتے ہی پاکیشیا میں ہلچل سی مچ جاتی اس لئے میں جلد سے جلد کار ٹھیک کرا کے رینٹ والوں کو واپس کر دینا چاہتا تھا۔
دوسرے روز میں کار کی کنڈیشن کا پتہ کرنے کے لئے گیا تو وہاں مجھے ایک شخص دکھائی دیا۔ اس شخص کو دیکھ کر میں چونک پڑا تھا۔ اس شخص کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا جو اسرائیل میں آ چکا تھا اور میرا اس سے متعدد بار ٹکراؤ بھی ہوا تھا۔ میں نے اسے ہلاک کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ہر بار اس کی اچھی قسمت اسے مجھ سے بچا لیتی تھی اور وہ میرے ہاتھوں سے چکنی مچھلی کی طرح سے پھسل جاتا تھا۔ میرے راستے میں سب سے بڑی دیوار اسرائیلی سیکرٹ سروس جی پی فائیو تھی وہ بھی اس ایجنٹ کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ میں جب بھی اس ایجنٹ کو گھیرتا یا ہلاک کرنے کی کوشش کرتا تھا تو جی پی فائیو میرے آڑے آ جاتی تھی اور ہماری اس

چپقلش کا فائدہ اٹھا کر وہ ایجنٹ نکل جانے میں کامیاب ہو جاتا تھا
اور ہماری اس چپقلش کا فائدہ اٹھا کر وہ ایجنٹ یہاں اپنا مشن مکمل
کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا اور اسرائیل سے بھی فرار ہو گیا
تھا لیکن میں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ اس ایجنٹ کو میں کسی بھی صورت
میں نہیں چھوڑوں گا چاہے اس کے لئے مجھے اس ایجنٹ کے پیچھے
پاکیشیا ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ لیکن مصروفیات کے وجہ سے میں اس
کے پیچھے نہیں جا سکا تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ اس ایجنٹ کا
تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا ورنہ میں اسے ایک عام ایجنٹ
ہی سمجھتا رہ گیا تھا اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا کہ اس کا تعلق پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ہے تو میں اس کے لئے جی پی فائیو کا بھی لحاظ
نہ کرتا اور اس ایجنٹ کو ہلاک کر کے ہی دم لیتا۔

چیف نے پاکیشیا میں مجھے خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس
سے بچ کر رہنے کو کہا تھا حالانکہ میں سوچ رہا تھا کہ جب میں
پاکیشیا جا ہی رہا ہوں تو پھر میں اس پاکیشیائی ایجنٹ کا بھی کہیں
سے کھوج نکال لوں گا۔ اس کی کامیابی کی وجہ سے یہاں میرا کورٹ
مارشل کیا گیا تھا۔ جس کا مجھے بے حد دکھ تھا۔ کورٹ مارشل میں
میری سزا اس بات کی وجہ سے کم رکھی گئی تھی کہ میں چونکہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے واقف نہیں تھا اور ان کے بارے میں زیادہ نہیں
جانتا تھا اس لئے ان کے مقابلے میں مار کھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ
مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا اسے جان

کر میرا خون کھول اٹھا تھا مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خاص طور
پر ان کے ایک ساتھی علی عمران سے بے حد کمتر سمجھا جا رہا تھا۔ میرا
دل چاہ رہا تھا کہ میں ابھی جاؤں اور جا کر علی عمران سمیت اس کی
پوری سروس کا خاتمہ کر دوں لیکن چونکہ مجھے ایجنسی ڈسپلن کے تحت
چلنا پڑتا تھا اس لئے میں چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اب جب
میں پاکیشیا پہنچا اور مجھے وہ سیکرٹ ایجنٹ نظر آیا تو ایک بار میرا دل
چاہا کہ میں اسے وہیں ہلاک کر دوں لیکن میں نے ایسا نہیں کیا
تھا“...... کارگ فلے یہ سب کچھ بتا کر خاموش ہو گیا تھا۔

”کیوں۔ اگر وہ تمہارے سامنے آ ہی گیا تھا تو تم اس سے اپنا
بدلہ لے لیتے۔ کر دیتے اسے ہلاک“...... کرسٹائن نے کہا۔

”اس ایجنٹ سے زیادہ مجھے ان کے لیڈر عمران سے نفرت تھی
میں پہلے اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا بلکہ اس ایجنٹ کو دیکھ کر مجھے یہ
خیال آیا تھا کہ اگر یہ کسی طرح میرے پیچھے آ جائے تو میں اس
کے ساتھ ایک ایسا کھیل کھیل سکتا ہوں کہ نہ صرف وہ بلکہ اس کے
تمام ساتھی اور علی عمران بھی میرے پیچھے اسرائیل آنے پر مجبور ہو
جائے گا اور پھر وہ جیسے ہی اسرائیل آئیں گے میں ان سب پر
ایک ساتھ موت بن کر جھپٹ پڑوں گا“...... کارگ فلے نے کہا۔

”اچھا پھر تم نے کیا کیا تھا“...... کرسٹائن نے اس کی طرف
دیکھتے ہوئے ایسے لہجے میں پوچھا جیسے کارگ فلے اسے کوئی دلچسپ
کہانی سنا رہا ہو۔

”میں نے اس ایجنٹ کو چونکتے ہوئے دیکھا تھا جس سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔ پھر جب میں باہر گیا اور ایک ٹیکسی میں سوار ہوا تو اس ایجنٹ نے باقاعدہ میرا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اسے اپنے پیچھے آتے ہوئے دیکھ کر میں مطمئن ہو گیا تھا۔ میں نے سیل فون پر اپنے چند ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دیا اور انہیں دوسری کوٹھی میں چھپنے کو کہا۔ جب میں اپنی کوٹھی پر پہنچا تو میری توقع کے عین مطابق وہ ایجنٹ میرے پیچھے وہاں پہنچ گیا اس سے پہلے کہ وہ میرے پیچھے کوٹھی میں داخل ہوتا۔ سامنے والی کوٹھی سے میرے ساتھی نکلے اور انہوں نے اس ایجنٹ کو گھیر لیا اور میں فوراً کوٹھی سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی میں نے اس ایجنٹ سے دانستہ ہاتھ ملانے کے لئے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ میں نے الیکٹرک شاک لگانے والی چارجر واچ پہن رکھی تھی جسے باہر آتے ہوئے میں نے چارج کر لیا تھا۔ پاکیشیائی ایجنٹ میرے اس نفسیاتی داؤ میں آ گیا اور اس نے مجھ سے ہاتھ ملا لیا جس سے اسے ایک زبردست شاک لگا اور وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس چارجر واچ کی وجہ سے صرف اسے ہی زور دار جھٹکا لگتا ہے جس سے ہاتھ ملایا جائے جبکہ مجھ پر اس واچ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا“...... کارگ فلے نے کہا اور خاموش ہو گیا جیسے بولتے بولتے تھک گیا ہو۔

”پھر“...... کرسٹائن نے اسی انداز میں پوچھا۔

”پھر ہم اسے اندر لے گئے اور پھر میں نے اپنے چاروں ساتھیوں کو ہلاک کر دیا“...... کارگ فلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسٹائن چونک پڑی۔

”اپنے چاروں ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا“...... کرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی تو سسپنس ہے۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھانے کے لئے جو کھیل کھیلنا چاہتا تھا اس کے لئے مجھے ان چاروں کو ہلاک کرنا بے حد ضروری تھا“...... کارگ فلے نے جواب دیا۔

”تمہارا کھیل تھا کیا“...... کرسٹائن نے پوچھا اور کارگ فلے بے اختیار ہنس دیا۔

”میں نے ان چاروں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ پھر میں نے ان لاشوں کے چہروں پر اپنا میک اپ کر دیا تھا۔ اب وہاں پانچ کارگ فلے موجود تھے ایک میں اور چار میری لاشیں۔ پھر میں اس ایجنٹ کو چھیڑے بغیر وہاں سے نکل آیا۔ جب اس ایجنٹ کو ہوش آیا ہو گا تو وہ بہت سٹپٹایا ہو گا کہ ایک تو میں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا دوسرے وہاں ایک کارگ فلے کی جگہ چار کارگ فلے کی لاشیں موجود تھیں۔ وہ لاکھ کوشش کر لے لیکن وہ یہ نہیں جان سکے گا کہ ایک کارگ فلے کی جگہ چار کارگ فلے کہاں سے آ سکتے ہیں اور انہیں ہلاک کس نے کیا ہو گا“...... کارگ فلے نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد جب ان چہروں پر سے میک اپ اتارنے کی کوشش کریں گے تو کیا انہیں ان لاشوں کے اصلی چہرے دکھائی نہیں دیں گے"...... کرسٹائن نے حیران ہو کر کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ ان لاشوں کے میک اپ صاف کر لیں لیکن آسانی سے نہیں اس لئے میں نے ان لاشوں کا ایسا میک اپ کیا ہے جسے صاف کرنے میں انہیں خاصا وقت لگ سکتا ہے اس وقت کا فائدہ اٹھا کر میں وہاں سے نکل سکتا تھا اور ان کے لئے یہی کافی ہے کہ کارگ فلے پاکیشیا میں تھا۔ جب وہ ایجنٹ میرے بارے میں اپنے لیڈر کو بتائے گا تو ایک بار تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہل کر رہ جائے گی اور پھر جب ان کا پراسرار چیف ان لاشوں کے میک اپ صاف کرے گا تو اسے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ کون لوگ تھے۔ ان لاشوں کے اصلی چہرے دیکھ کر وہ اس خاص شخص تک پہنچ سکتا تھا جس کی مدد سے میں پاکیشیا میں اپنے مشن میں کامیاب ہوا تھا۔ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس خاص آدمی کا منہ کھلوائے گی تو انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے پاکیشیا میں اپنا کیا مشن مکمل کیا ہے اور کس طرح میں پاکیشیا سے پاکیشیا کا دل نکال کر لے آیا ہوں۔ اس خاص شخص سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو ان تمام افراد کا بھی پتہ چل جائے گا جن کے ذریعے میں نے پاکیشیا کی انتہائی اہم ترین فائلوں تک پہنچا تھا۔ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اس خاص شخص کی

زبان کھلوائیں گے تو انہیں ان تمام اہم فائلوں کا بھی علم ہو جائے گا جن کی میں نے مائیکروفلم بنائی تھی اور جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گا ان فائلوں کی مائیکروفلم اسرائیل پہنچ چکی ہے تو یہ جان کر ان سب کی حالت غیر ہو جائے گی اور اس مائیکروفلم کے حصول کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً اسرائیل میں آئے گی جن کے ساتھ میرا دشمن ایجنٹ اور عمران بھی ہو گا اور جب بھی وہ یہاں آئیں گے تو پھر میں اپنے مخصوص دشمن ایجنٹ کے ساتھ علی عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دوں گا"...... کارگ فلے کہتا چلا گیا۔

"اوہ۔ تو تم انہیں پیچھے لگانے کے لئے یہ سب کر کے آئے ہو"...... کرسٹائن نے اس کی پلاننگ سمجھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... کارگ فلے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کیا مارشل سٹیلے کو تمہارے اس کھیل کا علم ہے"...... کرسٹائن نے پوچھا۔

"نہیں اسی لئے تو میں تم سے مشورہ لینا چاہتا تھا۔ میں نے چیف کو کچھ نہیں بتایا۔ لیکن جلد یا بدیر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ جائے گی تب چیف کو اگر یہ معلوم ہو گیا کہ انہیں یہاں آنے کا میں نے موقع دیا ہے تو وہ بے حد غضبناک ہو گا اور میں چیف کو ناراض نہیں کرنا چاہتا"...... کارگ فلے نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک نہ ایک دن ان فائلوں کے چوری

ہونے کا علم ہونا ہی تھا۔ اس بات کا اندازہ تمہارے چیف کو بھی ہو گا۔ اسے بھی اس بات سے انکار نہیں ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مائیکرو فلم کے حصول کے لئے اسرائیل آ سکتی ہے۔ اس لئے اسے بھلا کیسے شک ہو سکتا ہے کہ تم نے انہیں اسرائیل آنے کا موقع دیا تھا اور تم ان کے لئے خاص طور پر وہاں کوئی کلیو چھوڑ آئے تھے''...... کرسٹائن نے کہا۔

''نہ پتہ چلے تو اچھا ہے۔ میں کسی اور سے نہیں ڈرتا لیکن چیف سے بات کرتے ہوئے یا اس کی دی ہوئی سزا سے میں بہت ڈرتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا اور کرسٹائن ہنس پڑی۔

''چلو اس دنیا میں کوئی تو ایسا ہے جس سے تم اس قدر ڈرتے ہو''...... کرسٹائن نے ہنستے ہوئے کہا اور کارگ فلے بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''چیف نے ہی مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے۔ وہ میری بے حد قدر کرتا ہے اس لئے میرے دل میں بھی اس کے لئے بے حد عزت ہے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے''...... کرسٹائن نے کہا۔

''میں تو اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا یہاں آنے کی اطلاع کا منتظر ہوں۔ مجھے ایک بار پتہ چل جائے کہ وہ اسرائیل آ رہے ہیں تو میں اسی وقت ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑوں گا۔ میں کوشش کروں گا کہ وہ کسی طرح اسرائیل میں داخل ہی نہ ہو

سکیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''لیکن تمہیں کیسے معلوم ہو گا کہ وہ اسرائیل پہنچ گئے ہیں یا پہنچنے والے ہیں''...... کرسٹائن نے پوچھا۔

''اس کا میں نے تمام انتظام کر لیا ہے۔ میں بلیک ہارٹ ایجنسی کا نمبر ٹو ہوں۔ میرے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں۔ اسرائیل میں داخل ہونے سے پہلے ہی مجھے ان کا پتہ چل جائے گا''...... کارگ فلے نے کہا تو کرسٹائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... کرسٹائن نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئی تو ان کی ہلاکت کا ٹاسک بھی میرے پاس ہی ہو گا اور میں چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کو روکنے اور انہیں ہلاک کرنے میں تم میرا ساتھ دو۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں ایک اور ایک دو ہوتے ہیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''ایک اور ایک گیارہ بھی تو ہوتے ہیں''...... کرسٹائن نے مسکراتے ہوئے کہا تو کارگ فلے ہنس دیا۔

''ہاں۔ بولو۔ ساتھ دو گی میرا''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''مجھے کیا ملے گا''...... کرسٹائن نے پوچھا۔

''جو تم چاہو''...... کارگ فلے نے کھلے دل سے کہا۔

''میں ایک تجوری صاف کروں تو ایک ہی رات میں لاکھوں ڈالر حاصل کر لیتی ہوں۔ تمہارے ساتھ رہوں گی تو مجھے اپنے کاموں کو تو پیچھے ہی چھوڑنا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ آج کل کس

قدر مہنگائی کا دور ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں خالی ہاتھ رہنے والوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے''...... کرسٹائن نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میرے سارے اکاؤنٹ تمہارے لئے ہیں۔ تم ایک بار میرا ان تمام لوگوں کو ہلاک کرنے میں ساتھ دو تو میں تمہیں لاکھوں ڈالرز دے سکتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''دس لاکھ ڈالرز دے سکتے ہو''...... کرسٹائن نے اس کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ ان کے لئے دس تو کیا میں پندرہ لاکھ ڈالرز تک خرچ کرسکتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوہ۔ تب ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک وہ لوگ یہاں آ نہیں جاتے اور ہلاک نہیں ہو جاتے میں یہاں اس فلیٹ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی''...... کرسٹائن نے کہا۔

''اوکے۔ یہ ٹھیک ہے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ میں تو صرف لیڈی لاک کلر ہوں۔ ہر قسم کے لاک کھولنا میرا پیشہ ہے۔ میں بھلا اس سلسلے میں تمہارے کس کام آؤں گی جو تم مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو''...... کرسٹائن نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ مجھے اسی کام کے لئے تمہاری ایک جگہ ضرورت پڑ جائے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''کہاں۔ میرا مطلب ہے کون سی جگہ''...... کرسٹائن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''وہ سب میں تمہیں وقت آنے پر بتاؤں گا''...... کارگ فلے نے کہا۔

''تو ابھی بتانے میں کیا ہرج ہے''...... کرسٹائن نے کہا۔

''نہیں۔ ہر کام اپنے وقت پر ہی اچھا لگتا ہے''...... کارگ فلے نے مسکرا کر کہا تو کرسٹائن نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلایا اور خاموش ہوگئی۔

اوگان کے سرحدی علاقے کی طرف جانے والی سڑک پر بیس آئل ٹینکر ایک قطار میں تیز رفتاری سے جا رہے تھے۔ ان آئل ٹینکروں میں خام تیل بھرا ہوا تھا جو اوگان کے تیل کے کنوؤں سے نکال کر آئل ریفائنری میں صاف کئے بغیر اسرائیل کی تیل صاف کرنے والی کمپنیوں کو سپلائی کیا جاتا تھا۔

اوگان سے تقریباً روز ہی خام آئل کے بھرے ہوئے سینکڑوں ٹینکر اسرائیل بھیجے جاتے تھے جن میں ہزاروں لیٹر سیاہ رنگ کا گاڑھا تیل ہوتا تھا۔ خام تیل چونکہ صاف نہیں ہوتا تھا اس لئے تیل میں تارکول سمیت تقریباً تمام کیمیکلز شامل ہوتے تھے جنہیں اسرائیل کی نجی کمپنیاں خود ہی صاف کرتی تھیں اور پھر صاف تیل پورے اسرائیل میں سپلائی کیا جاتا تھا۔

آئل مختلف اوقات میں دس دس، بیس بیس ٹینکروں میں بھر بھر

کر بھیجا جاتا تھا۔ ان آئل ٹینکروں کو اسرائیل کی سرحدی چیک پوسٹ پر لایا جاتا تھا۔ چیک پوسٹ پر ان آئل ٹینکروں کی باقاعدہ چیکنگ کی جاتی تھی۔ جو آئل ٹینکر اسرائیل میں تیل لے کر جاتے تھے انہیں خالی کرنے کے بعد واپس اوگان بھیج دیا جاتا تھا۔ اسرائیل سے واپس آنے والے خالی آئل ٹینکروں کو بھی چیک پوسٹ پر روک لیا جاتا تھا اور پھر اوگان سے جتنے لوڈڈ آئل ٹینکر آتے تھے اتنے ہی خالی ٹینکروں کو اوگان کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ اسرائیل سے خالی آئل ٹینکر لانے والے اسرائیلی ڈرائیور اوگانی ڈرائیوروں سے لوڈڈ آئل ٹینکر لے لیتے تھے اور اپنے خالی آئل ٹینکر اوگان سے آئل لانے والے ڈرائیوروں کے حوالے کر دیتے تھے جو انہیں واپس لے جاتے تھے۔ ان ڈرائیوروں کے ساتھ دو اسرائیلی اور دو اوگانی فوجی ہوتے تھے جو ان ٹینکروں کو بحفاظت اسرائیلی چیک پوسٹ تک لاتے تھے اور ان کی ڈیوٹیاں چیک پوسٹ پر ختم ہو جاتی تھی اور پھر ان کی جگہ دوسرے چار فوجی جن میں دو اسرائیلی اور دو اوگانی فوجی ہوتے تھے وہ اوگان سے ٹینکروں میں اپنی نگرانی میں آئل لوڈ کرانے کے لئے اوگان کے تیل کے کنوؤں تک ساتھ جاتے تھے۔

اوگان، اسرائیل کو خام تیل بیچ کر اچھا خاصا زرِ مبادلہ کما رہا تھا۔ اوگان ایک اسلامی ملک تھا۔ پاکیشیا کی طرح اوگان نے بھی اسرائیل کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود دونوں

ممالک میں معاہدے کے تحت بڑے پیمانے پر تجارت کی جا رہی تھی۔ خام تیل کے ساتھ اوگان ساختہ تجارتی سامان بھی اسرائیل بھیجتا تھا اسی طرح اسرائیل کا سامان بھی اوگان اور ہمسایہ ممالک میں بھیجا جاتا تھا جس سے اِرد گرد کے کئی ممالک کی سرحدیں اسرائیل کے لئے کھلی ہوئی تھیں۔

اوگان سے بھیجا جانے والا خام تیل نجی کمپنیوں کے تحت اسرائیل پہنچایا جاتا تھا جو کمیشن ایجنٹ کے طور پر کام کرتے تھے اور ان کمیشن ایجنٹوں کو کسی بھی صورت میں اسرائیل میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔ اسرائیل نے چونکہ اوگان سے تجارت کے لئے سرحد کھول رکھی تھی اس لئے اسرائیل نے وہاں خصوصی انتظام کر رکھے تھے۔

سرحدی چیک پوسٹ پر ہر وقت مسلح فوجیوں کی بڑی تعداد موجود رہتی تھی اور چیک پوسٹ سے تقریباً دو کلو میٹر کی دوری پر ایک بیس کیمپ بھی بنا دیا گیا تھا جہاں فوج کی ایک بڑی بٹالین ہر قسم کے اسلحے اور سائنسی آلات سے لیس موجود رہتی تھی۔ بیس کیمپ غیر ملکی ایجنٹوں کی یلغار سے محفوظ رہنے کے لئے خاص طور پر وہاں پر بنایا گیا تھا۔ امپورٹ اور ایکسپورٹ ہونے والے تمام سامان کی خصوصی طور پر مشینی اور سائنسی آلات سے اسی بیس کیمپ میں چیکنگ کی جاتی تھی اور پھر اسی بیس کیمپ سے نو اوبجیکشن سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا تھا جس کے بعد اسرائیلی سامان اوگان اور اوگان سے آنے والا سامان اسرائیل میں بھیج دیا جاتا تھا۔

بیس کیمپ کا انچارج میجر ٹام تھا۔ لیکن اس سے زیادہ وہاں کرنل ہیمر کا ہولڈ تھا جو اسرائیل کی تمام سرحدی علاقوں کو خصوصی طور پر چیک کرتا رہتا تھا وہ کب اور کس وقت کس چیک پوسٹ یا بیس کیمپ میں آ جائے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کرنل ہیمر بے حد سخت گیر، اکھڑ، بدمزاج اور انتہائی غصیلی طبیعت کا مالک تھا۔ میجر ٹام تو اس قدر سخت نہیں تھا وہ اصول پسندی سے چیکنگ کر کے این او سی جاری کر دیتا تھا لیکن جب اس بیس کیمپ میں کرنل ہیمر آتا تھا تو وہی این او سی پر دستخط کرتا تھا اور کرنل ہیمر سخت گیر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی شکی مزاج بھی تھا۔ شک کی ذرا سی بات سے وہ بھتے سے اکھڑ جاتا تھا اور پھر چاہے معاہدہ کی ہوئی کمپنیوں کے مالکان بھی وہاں کیوں نہ آ جاتے وہ انہیں بھی این او سی جاری نہیں کرتا تھا۔

اب جو بیس آئل ٹینکر اسرائیل کی طرف جا رہے تھے یہ اوگان کی ایک نجی ڈاٹ آئل کمپنی کی طرف سے لائے جا رہے تھے۔ اسرائیل کو یہی کمپنی سب سے زیادہ خام تیل فراہم کرتی تھی۔ آئل ٹینکر کمپنی کے مخصوص ڈرائیور ہی لاتے اور لے جاتے تھے جن کے چیک پوسٹ تک آنے کے خصوصی کارڈز بنے ہوئے ہوتے تھے۔ کارڈز ہونے کے باوجود ان ڈرائیور حضرات کو چیک پوسٹ سے دور ہی روک دیا جاتا تھا پھر چیک پوسٹ کے فوجی جوان جا کر ان کنٹینروں کو چند سائنسی آلات سے چیک کرتے تھے اور اسرائیلی

ڈرائیور ان ٹینکروں کو لے کر بیس کیمپ میں پہنچا دیتے تھے جہاں ان ٹینکروں کی خصوصی چیکنگ کی جاتی تھی۔

ڈاٹ آئل کمپنی سے روزانہ پچاس ٹینکر نکلتے تھے جو الگ الگ قافلے کی صورت میں اسرائیل بھیجے جاتے تھے۔ اس وقت ڈاٹ آئل کمپنی کی آج کی آخری بیس ٹینکروں کی کھیپ اسرائیل کی سرحد کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

ان ٹینکروں پر باقاعدہ نمبر درج تھے جن میں سے بیس نمبر کے ٹینکر کے اندر نو افراد چھپے ہوئے تھے۔ ان سب نے مخصوص قسم کے لباس پہن رکھے تھے تاکہ خام تیل میں گھنٹوں تک رہنے کے باوجود تیل ان کے جسموں کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ چونکہ تیل کے اندر چھپے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے سانس لینے کے لئے گیس ماسک لگا رکھے تھے جو لمبے لمبے پائپوں کے ساتھ منسلک تھے اور وہ پائپ ٹینکر کے نچلے حصے سے جڑے ہوئے تھے جہاں ایک چھوٹا مگر انتہائی طاقتور ائیر فلٹر لگا ہوا تھا تاکہ تمام افراد ان پائپوں کی مدد سے آسانی سے سانس لے سکیں۔ ان کا سفر چونکہ طویل تھا اس لئے انہوں نے آکسیجن سلنڈر نہیں لگائے تھے کیونکہ آکسیجن سلنڈر جلد یا بدیر ختم ہو جاتے تھے۔ اس سے یہی بہتر تھا کہ وہ ان پائپوں اور ائیر فلٹر کی مدد سے سانس لیتے رہتے جس سے ایک تو وہ دیر تک سانس لے سکتے تھے اور دوسرے انہیں تازہ ہوا بھی ملتی رہتی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے عام لباسوں کے

نیچے انسانی جھلی جیسے فائبر آپٹیکل گلاسز سے بنے ہوئے مخصوص لباس بھی پہن رکھے تھے جو نہ صرف بلٹ پروف تھے بلکہ ان پر بموں کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

یہ نو افراد عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ جن میں عمران سمیت جولیا، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، چوہان، خاور، نعمانی اور صدیقی شامل تھے۔ عمران نے انہیں خصوصی طور پر وہ لباس پہننے کے لئے دیئے تھے جنہیں وہ ہارڈ بلاک کہتا تھا۔

عمران اپنی ٹیم لے کر اسرائیل جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا تھا۔ اس نے رانا ہاؤس جا کر مارک کلب کے جیوسٹن پر تشدد کر کے اس کی زبان کھلوا لی تھی۔ جیوسٹن نے اسے جو کچھ بتایا تھا اسے سن کر عمران واقعی ہل کر رہ گیا تھا۔ جیوسٹن نے عمران کو بتایا تھا کہ اس نے اسرائیلی ایجنٹ کارگ فلے کے ساتھ کام کیا تھا اور اس کے کہنے پر اس نے وفاقی وزارت سائنس کے سیکرٹری سر جنید کے بیوی بچوں کو اغوا کیا تھا اور انہیں اپنی کسٹڈی میں رکھ کر اس نے سر جنید کو اس حد تک مجبور کر دیا تھا کہ سر جنید کارگ فلے کو اپنے ساتھ محکمے کے خصوصی سیکرٹ سٹرانگ روم تک لے جانے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ کارگ فلے نے سر جنید کے ساتھ سٹرانگ روم میں جا کر اور ان سے کہہ کر ریڈ لیبارٹری کی ایک ٹاپ سیکرٹ فائل سیکرٹ لاکر سے نکلوائی تھی جو کوڈ میں تھی کارگ فلے نے فائل کے ایک ایک صفحے کو صرف ایک نظر ہی دیکھا تھا اور پھر اس نے فائل

سر جنید کو واپس دے دی تھی جسے سر جنید نے واپس سیکرٹ لاکر میں رکھ دیا تھا۔ سر جنید پہلے یہ سمجھ رہے تھے کہ کارگ فلے ان سے وہ فائل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس بات سے وہ بے حد پریشان تھے لیکن چونکہ ان کے بیوی بچوں کی زندگیاں خطرے میں تھیں اس لئے وہ مجبور تھے اسی لئے انہوں نے ریڈ لیبارٹری کی فائل کارگ فلے کو دے دی تھی۔ لیکن جب کارگ فلے نے انہیں وہ فائل واپس دے دی تو وہ مطمئن ہو گئے تھے۔ انہیں اس بات کا اطمینان تھا کہ ایک تو فائل ان کے ہاتھوں سے نہیں گئی تھی دوسرے یہ کہ فائل کوڈ میں تھی جسے کارگ فلے ایک نظر تو کیا بار بار بھی دیکھ لیتا تو وہ کوڈ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتے تھے۔ کارگ فلے نے سر جنید سے کوئی بات نہیں کی تھی وہ فائل لئے بغیر سٹرانگ روم سے باہر آ گیا تھا جبکہ سر جنید یہ نہیں جانتے تھے کہ کارگ فلے کی ایک آنکھ میں ویڈیو کیمرہ لگا ہوا ہے جس سے اس نے ریڈ لیبارٹری کی ٹاپ سیکرٹ فائل کے ایک ایک صفحے کی مائیکرو فلم بنا لی تھی۔ اس کے بعد جیوسٹن نے کارگ فلے کے کہنے پر وزارت خارجہ کے سٹرانگ روم کے انچارج جو سر ناصر تھے ان کو اور ان کی فیملی کو یرغمال بنایا اور انہیں سٹرانگ روم میں جانے کے لئے مجبور کیا لیکن سر ناصر محب وطن تھے وہ آسانی سے تیار نہیں ہو رہے تھے جس پر جیوسٹن نے سر ناصر اور ان کی پوری فیملی کے سامنے ان کے ایک نوجوان بیٹے کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ پھر جب جیوسٹن نے سر ناصر کے

دوسرے بیٹے پر گولی چلا کر اسے زخمی کیا تو سر ناصر بھی حوصلہ ہار گئے اور انہیں جیوسٹن کی بات ماننی پڑی تھی اور وہ بھی کارگ فلے کو ٹاپ سیکرٹ سٹرانگ روم میں لے گئے تھے۔ کارگ فلے سر ناصر کے ساتھ چلا گیا تھا جبکہ جیوسٹن، سر ناصر کی فیملی کی نگرانی پر موجود تھا تاکہ سر ناصر اگر کوئی گڑبڑ کریں تو وہ ان کی پوری فیملی کو ہلاک کر دے۔ لیکن سر ناصر نے کوئی چالاکی نہیں دکھائی تھی وہ ایک سیدھے سادے انسان تھے۔ سٹرانگ روم میں کارگ فلے نے ان سے بھی ایک فائل نکلوائی تھی جس میں پاکیشیا کی اہم تنصیبات کا ریکارڈ تھا۔ کارگ فلے نے اس فائل کو بھی اپنی آنکھ میں چھپے ہوئے کیمرے میں محفوظ کیا تھا اور فائل سر ناصر کو واپس دے دی تھی جس سے سر ناصر کے دل سے بھی یہ خوف نکل گیا تھا کہ کارگ فلے اپنے ساتھ فائل نہیں لے جا رہا ہے۔ یہ فائل بھی کوڈ میں تھی جس کے بارے میں سر ناصر پُر امید تھے کہ ایک نظر فائل دیکھنے سے کارگ فلے اس فائل کے بارے میں کچھ نہیں سمجھ سکے گا۔

اس کے بعد جیوسٹن نے وزارت دفاع کے سیکرٹری تک رسائی حاصل کی تھی جس نے بھاری معاوضے کے عوض کارگ فلے کو کئی اہم سرکاری رازوں کی ایک فائل کی نقل فراہم کر دی تھی۔ اس فائل میں پاکیشیا کی اہم تنصیبات کی تفصیل تھی۔ سرکاری رازوں کی یہ فائل بھی کوڈ میں تھی جسے کارگ فلے نے اپنی آنکھ کے کیمرے میں محفوظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد جیوسٹن نے کارگ فلے کے لئے

وزارت داخلہ کے سیکرٹری سر سلطان پر ہاتھ ڈالنے کی بجائے وزارت داخلہ کے پرسنل سیکرٹری کو اپنے جال میں پھنسایا تھا۔ وہ بھی آسانی سے جیوسٹن کے قابو میں آ گیا تھا۔ جیوسٹن کے توسط سے کارگ فلے نے پرسنل سیکرٹری جس کا نام واجدی تھا، سے حال ہی میں پاکیشیا اور شوگران سے ہونے والے ان خفیہ معاہدوں کی دستاویزات کے بارے میں تفصیلات حاصل کی تھیں جس میں شوگران پاکیشیا کو ایٹمی ری ایکٹر اور بڑی مقدار میں اسلحہ اور جنگی سامان دینے والا تھا جن میں ایف ٹوئنٹی ٹو جنگی طیارے بھی شامل تھے۔ پاکیشیا اور شوگران کا یہ معاہدہ انتہائی سیکرٹ رکھا گیا تھا تاکہ کافرستان اسلحے کی دوڑ میں عدم توازن کی دہائی نہ دے سکے اور ایکریمیا سمیت کسی بھی ملک کو پاکیشیا میں ایٹمی ری ایکٹر اور اس قدر بڑی تعداد میں آنے والے اسلحے کا پتہ نہ چل سکے۔

چاروں فائلیں انتہائی اہم اور ٹاپ سیکرٹ تھیں جن سے واقعی پاکیشیا کا بے پناہ مفاد، عزت اور وقار کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کی سلامتی کا دارو مدار تھا اور اسرائیلی ایجنٹ کارگ فلے انہی چار اہم ترین فائلوں کی اپنی آنکھ میں چھپے ہوئے ایک کیمرے میں فلم بند کر لے گیا تھا۔ ان چاروں فائلوں کے راز لیک آؤٹ ہونے کا مطلب صریحاً پاکیشیا کی بدنامی، تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر اسرائیل ان فائلوں کو اپنے پاس رکھتا تب بھی پاکیشیا کی سلامتی کو خطرہ تھا اور اگر اسرائیل ان فائلوں کا راز کھول دیتا تو

پاکیشیا کی پوری دنیا میں بدنامی اور رسوائی ہو سکتی تھی جس سے واقعی پاکیشیا کی ساکھ اس قدر متاثر ہو جاتی کہ پاکیشیا کے حلیف ممالک ہمیشہ کے لئے اس کا ساتھ چھوڑ دیتے اور مسلم ممالک بھی اپنے حلیف ممالک کے دباؤ میں آ کر پاکیشیا کی حمایت سے پیچھے ہٹ جاتے اور پاکیشیا پوری دنیا میں یک وتنہا رہ جاتا۔

جیوسٹن جب یہ سب کچھ عمران کو بتا رہا تھا تو عمران کو واقعی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جیوسٹن اور کارگ فلے نے مل کر پاکیشیا کا دل اس کے سینے سے نکال لیا ہو اور پاکیشیا قطعی طور پر کھوکھلا ہو کر رہ گیا ہو۔ ظاہر ہے جب ریڈ لیبارٹری کی تمام تفصیلات اور پاکیشیا کی اہم ترین تنصیبات کا اسرائیل کو علم ہو گا تو وہ اسے کبھی بھی اپنے نشانے پر لے آ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اگر شوگران کو یہ پتہ چل جاتا کہ ان سے کئے ہوئے معاہدے کا اسرائیل کو علم ہو گیا ہے تو شوگران بھی وہ معاہدہ کینسل کر سکتا تھا جس سے پاکیشیا اور شوگران کی برسوں پرانی دوستی بھی متاثر ہو سکتی تھی اور پاکیشیا ایک پرانے اور ہمدرد دوست ملک کی دوستی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو سکتا تھا۔

عمران یہ سب جان کر حقیقت میں بری طرح سے لرز اٹھا تھا اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ پھر اسے اوگان سے ڈبل زیرو نے بھی رپورٹ دی تھی کہ اس نے ائیر پورٹ کی سپیشل سیکورٹی سے معلومات حاصل کی تھیں ان معلومات کے مطابق کارگ فلے اپنے ضروری سامان کے ساتھ ایک مائیکرو فلم بھی لایا تھا اور وہ

اوگان میں نہیں رکا تھا بلکہ اوگان سے ہی ڈائریکٹ اسرائیل چلا گیا تھا۔ اس کے پاس جو مائیکروفلم تھی ظاہر ہے یہ وہی فلم تھی جس میں کارگ فلے نے چار اہم ترین فائلوں کو ریکارڈ کیا تھا اور وہ فلم اسرائیل پہنچ چکی تھی جس سے عمران کا دماغ شائیں شائیں کرنا شروع ہو گیا تھا۔ اس نے جیوسٹن کو وہیں ہلاک کر دیا تھا اور ٹائیگر کو واپس بھیج دیا تھا حالانکہ اس کا پہلے یہ ارادہ تھا کہ وہ ٹائیگر کو ساتھ لے جائے گا لیکن پھر اس نے ٹائیگر کو وہیں ڈراپ کرنا مناسب سمجھا تھا۔ دانش منزل میں واپس آ کر اس نے بلیک زیرو کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو چار اہم ترین فائلوں کے اسرائیل جانے کی خبر بلیک زیرو کے لئے بھی کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ اس کا دل بھی دھک سے رہ گیا تھا۔ ان ٹاپ سیکرٹ فائلوں کا واقعی اسرائیل بھرپور اور بہت غلط فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ عمران کو بھی پریشانی تھی لیکن اسے ایک بات کا اطمینان تھا کہ تمام فائلیں کوڈز میں تھیں۔ چونکہ اصول کے مطابق تمام اہم اور ٹاپ سیکرٹ فائلیں ایکسٹو کی نظروں سے گزاری ہوئی ہوتی تھیں اس لئے عمران احتیاط کے طور پر ان فائلوں کے کچھ ضروری حصوں کو سپیشل کوڈ میں بدل دیتا تھا تا کہ ٹاپ سیکرٹ فائلیں غائب ہو بھی جائیں تو ان فائلوں کا مکمل راز لیک آؤٹ نہ ہو سکے۔ ان تمام فائلوں کی ڈی کوڈ کرنے والی کیز عمران سر سلطان کو دے دیتا تھا تا کہ ضرورت کے وقت متعلقہ ڈیپارٹمنٹس ان سے ڈی کوڈ کی کیز حاصل کر لیں۔ مگر عمران

یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے لگائے ہوئے کوڈز بھی دیر سے ہی سہی لیکن کوشش کر کے ڈی کوڈ کئے جا سکتے تھے اس لئے عمران کے لئے یہ انتہائی ضروری ہو گیا تھا کہ فائلیں ڈی کوڈ ہونے سے پہلے وہ اسرائیل جائے اور وہاں جا کر مائیکروفلم واپس لے آئے۔ سر سلطان سے کہہ کر عمران نے ان چاروں افسران بالا کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دے دیا تھا جنہوں نے کسی مجبوری کے تحت ہی سہی لیکن چار اہم فائلیں اسرائیلی ایجنٹ کو دکھا کر جو جرم کیا تھا وہ غداری کے زمرے میں آتا تھا اور یہ ایسا جرم تھا جسے عمران کسی بھی صورت میں معاف نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے ایکسٹو کی حیثیت سے سر سلطان کو حکم دیا تھا کہ ان چاروں افسران کو حراست میں لے کر ان کا کورٹ مارشل کیا جائے اور انہیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔ اس کے بعد عمران نے ایک دو روز تیاری کی اور پھر اس نے ممبران کو دانش منزل بلا کر انہیں مشن کے بارے میں بریفنگ دی اور انہیں لے کر روانہ ہو گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلد سے جلد اسرائیل پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس بار وہ کوئی شارٹ کٹ راستہ اپنانا چاہتا تھا تا کہ جلد سے جلد وہ بلیک ہارٹ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکے۔ اسے یقین تھا کہ کارگ فلے نے مائیکروفلم ہیڈ کوارٹر میں پہنچائی ہو گی اور اس فلم کو غیر ملکی ایجنٹوں سے بچانے کے لئے بلیک ہارٹ ہیڈ کوارٹر سے زیادہ محفوظ جگہ اور کون سی ہو سکتی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر چند مختلف ممالک سے ہوتا ہوا اوگان آ گیا تھا جہاں دست راست گراش نامی ڈبل زیرو ایجنٹ موجود تھا اور پھر عمران نے ڈبل زیرو سے مل کر ایسی پلاننگ کرنی شروع کر دی کہ وہ اوگان کے ہی راستے اسرائیل پہنچ جائے۔ ڈبل زیرو نے جب اسے اوگانی تجارتی راستے کے بارے میں بتایا تو عمران نے اس کے ساتھ مل کر اسرائیل جانے والے سامان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ عمران کا ارادہ تھا کہ وہ سامان سے بھرے ہوئے کسی ٹرک یا کنٹینر میں چھپ کر اسرائیل پہنچ جائے گا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ اوگان سے خام آئل سے بھرے ہوئے آئل ٹینکر بھیجے جاتے ہیں تو اسے سب سے زیادہ محفوظ طریقہ یہی سمجھ میں آیا تھا کہ اگر وہ تیل سے بھرے ہوئے کسی ٹینکر میں اپنے ساتھیوں سمیت چھپ جائے تو ٹرکوں اور کنٹینروں سے زیادہ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ عمران نے ڈاٹ آئل کمپنی کے ایک آئل ٹینکر میں چھپ کر اسرائیل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ڈبل زیرو کے ساتھ مل کر ڈاٹ آئل کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر تک رسائی حاصل کی اور ڈبل زیرو کے ذریعے اسے اغوا کرا لیا۔ عمران کے کہنے پر ڈبل زیرو نے مینجنگ ڈائریکٹر کو ہلاک کر کے اس کی جگہ لے لی تھی۔ جس سے عمران کا کام آسان ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی نگرانی میں ایک آئل ٹینکر تیار کرایا جس میں نو ایسے پائپ لگائے گئے تھے جن کے ساتھ گیس ماسک اور ٹینکر کے

باہر خفیہ جگہ پر ایک ائیر فلٹر لگا کر وہ سب آسانی سے اور دیر تک مسلسل سانس لے سکتے تھے اور انہیں چونکہ تیل کے اندر ہی رہنا تھا اس لئے عمران نے ڈبل زیرو کی مدد سے خصوصی طور پر ایسے لباس تیار کرا لئے تھے جن کی وجہ سے ان پر تیل میں موجود کسی بھی کیمیکل کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس ٹینکر میں اتر گیا۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا جسے عمران نے ایسے بیگز میں پیک کیا تھا جنہیں کسی ڈیٹکٹر یا چیکنگ ریز سے چیک نہ کیا جا سکتا ہو۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹینکر میں اترا اور پھر اس ٹینکر کو سیاہ رنگ کے خام تیل سے بھر دیا گیا۔ اب وہ سب سیاہ رنگ کے گاڑھے تیل میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر جو ماسک تھے ان میں باقاعدہ مائیک اور ہیڈ فونز لگے ہوئے تھے۔ جس سے وہ سب آسانی سے آپس میں بات چیت کر سکتے تھے۔

چونکہ وہ سب گہرے سیاہ رنگ اور گاڑھے تیل میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے انہیں آسانی سے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ انہیں صرف اسی صورت میں ہی چیک کیا جا سکتا تھا جب باہر سے کوئی ٹینکر کے اندر اتر آتا اور ایسا ہونا ناممکن تھا کہ کوئی تیل سے بھرے ہوئے ٹینکر کے اندر اتر کر چیکنگ کرتا اس لئے عمران اور اس کے ساتھی بے حد مطمئن تھے۔

"عمران صاحب۔ ڈبل زیرو نے بتایا تھا کہ سرحدی چیک پوسٹوں کی چیکنگ کے لئے خصوصی طور پر کرنل ہیمر آتا ہے جو انتہائی

بد مزاج، اکھڑ اور سخت گیر انسان ہے۔ وہ جب بھی چیک پوسٹ پر آتا ہے تو انتہائی باریک بینی سے نہ صرف ہر چیز کی چیکنگ کرتا ہے بلکہ اگر اسے شک ہو جائے تو وہ متعلقہ کمپنیوں کو ان کا سامان یا تو واپس بھیج دیتا ہے یا پھر وہ سامان اس وقت تک بیس کیمپ کے باہر کسی خاص جگہ رکا رہتا ہے جب تک کہ کرنل ہیمر اس کی کلیرنس نہ دے دے۔ ہم وہاں پہنچے اور اس دوران اگر وہاں کرنل ہیمر آ گیا اور اس نے ان ٹینکروں کو بیس کیمپ میں روک لیا ہم کیا کریں گے''...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان سب کے مائیک اور ہیڈ فون چونکہ لنکڈ تھے اس لئے وہ سب ایک دوسرے کی باتیں سن بھی سکتے تھے اور جواب بھی دے سکتے تھے۔

''ہمارے پاس اسلحہ ہے۔ اگر کرنل ہیمر نے ٹینکر روکنے کی کوشش کی تو ہم ٹینکر سے نکل کر اس کے بیس کیمپ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے''...... عمران کی بجائے تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر وہاں کوئی اینٹ نہ ہوئی تو کیا بجاؤ گے''...... عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہارا سر''...... تنویر نے چڑ کر جواب دیا۔

''ارے سر بھی کوئی بجانے کی چیز ہے۔ اگر تمہیں بجانے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنی بہن کی شادی کر دو پھر جی بھر کر ڈھول بجا لینا۔ اینٹ سے اینٹ بجانے اور سر بجانے سے زیادہ آواز ڈھول کی

ہوتی ہے اور ڈھول کی تال اچھی ہو تو لوگ اس پر بھنگڑے بھی ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیوں جولیا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... جولیا نے چڑ کر کہا۔

''اوہ ہاں۔ میری طرح تمہاری بھی ابھی شادی نہیں ہوئی ہے پھر بھلا تمہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ڈھول کیا ہوتا ہے اور بھنگڑا کیا ہوتا ہے۔ چلو ایک بار تمہاری شادی شروع ہو جائے پھر سب ممبران مل کر بھنگڑا ڈالیں گے۔ کیوں ساتھیو۔ ڈالو گے نا میری شادی پر بھنگڑا''...... عمران نے بڑی چالاکی سے جولیا اور اپنی شادی کی بات کرتے ہوئے کہا اور وہ سب ہنسنے لگے۔

''اور تم کس سے شادی کرو گے''...... جولیا کی کاٹ دار آواز سنائی دی جیسے وہ عمران کے الفاظوں کے ہیر پھیر کو نہ سمجھ سکی ہو۔

''لو یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں جسے پسند کرتا ہوں اس کے بارے میں کوئی جانے یا نہ جانے لیکن تنویر دی گریٹ ضرور جانتا ہے۔ کیوں تنویر۔ جانتے ہو نا''...... عمران نے کہا اور ہیڈ فون میں انہیں تنویر کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''اب اگر تم میرا نام اپنی زبان پر لائے تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''ارے ارے۔ یہ غضب نہ کرنا۔ ہم تیل سے بھرے ہوئے ٹینکر میں موجود ہیں اگر تم نے گولی چلائی تو اس کا نشانہ میں بنوں یا نہ بنوں اس تیل میں آگ ضرور لگ جائے گی اور تمہارے ساتھ

ساتھ سب اسی ٹینکر میں جل بھن کر رہ جائیں گے اور اس قدر جل بھن جائیں گے کہ کوئی ہمیں کباب سمجھ کر کھانا تو درکنار چکھنا بھی گوارا نہیں کرے گا''...... عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا''...... صفدر نے عمران اور تنویر کی گرما گرمی سن کر بات بدلتے ہوئے کہا۔

''کس بات کا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی کہ اگر کرنل ہیمر نے کسی بھی شک کی بنیاد پر ٹینکر اسرائیل نہ جانے دیا تو ہم کیا کریں گے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ٹینکر واپس اوگان بھیج دے''...... صفدر نے پوچھا۔

''کرنا کیا ہے۔ سب اسی طرح تیل میں بیٹھے سرد آہیں بھرتے رہیں گے اور کرنل ہیمر کو بددعائیں دیتے رہیں گے اس سے بھی کام نہ چلا اور اگر زیادہ غصہ آیا تو ہم سب تنویر کی بات پر عمل کر کے باہر نکلیں گے اور کرنل ہیمر کے سر پر ایسا ہتھوڑا ماریں گے کہ اس کی ساری بدمزاجی اور سارا اکھڑ پن اس کی ناک کے راستے باہر آ جائے تھا تو پھر اس کی کیا مجال ہو گی کہ وہ ہمیں اسرائیل نہ جانے دے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ یہ سب کرنے کے لئے ہمیں اس ٹینکر سے باہر نکلنا ہو گا۔ ہم جب ٹینکر میں آئے تھے تو ٹینکر خالی تھا ہمارے اندر آنے کے بعد ٹینکر میں تیل بھرا گیا تھا۔ اب بھی ہم ٹینکر سے تب ہی باہر

نکل سکتے ہیں جب اس ٹینکر کو تیل سے خالی کر لیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ کون سا مشکل ہے۔ تم کہو تو میں ابھی ٹینکر خالی کر دیتا ہوں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''وہ کیسے''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''میں ٹینکر کے آخری سرے پر ہوں۔ میرے قریب ہی فلو اوور موجود ہے۔ اس فلو اوور کو اندر اور باہر دونوں طرف سے کھولا جا سکتا ہے۔ اگر میں چاہوں تو اسے ابھی کھول سکتا ہوں۔ فلو اوور کے کھلتے ہی ٹینکر کا سارا تیل باہر نکل جائے گا۔ پھر نہ تیل رہے گا اور نہ تیل کی دھار''...... عمران نے کہا۔

''اس کے بعد کیا ہو گا۔ تیل باہر گرتے دیکھ کر وہ چونک نہیں پڑیں گے۔ فلو اوور اگر باہر سے نہ رکا تو وہ لوگ اندر آ جائیں گے اور پھر ہم لاکھ کوششیں کر لیں تب بھی ان کی نظروں سے چھپے نہیں رہ سکیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ کوئی آئل ٹینکر میں آسانی سے نہیں اتر سکتا۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے اور بھی اچھا ہو گا۔ ہم ٹینکر کے اندر ہی ان کو قابو کر لیں گے اور ان کے لباس پہن کر آسانی سے باہر نکل جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب اتنا آسان نہیں ہو گا''...... صدیقی نے کہا۔

''آسان نہیں تو مشکل تو ہو گا نا اور ہم پردیسیوں کو تو ویسے بھی

مشکلوں سے ہی نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا۔ مشکلوں سے گھبرا جائیں اے آئل ٹینکر ہم وہ نہیں“...... عمران نے کہا اور وہ سب ہنس دیئے۔

”مشکلوں سے گھبرا جائیں اے آسماں ہم وہ نہیں۔ یہ محاورہ ہوتا ہے۔ آئل ٹینکر نہیں“...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آسمان کہاں ہے ہمارے سروں پر، ہم تو تیل میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انسان مرنے کے بعد قبر کی تاریکی میں جاتا ہے اور ہم زندہ ہوتے ہوئے اور قبر میں نہ ہوتے ہوئے بھی آئل کی تاریکی میں بیٹھے ہوئے ہیں نہ ہمیں دن کا پتہ ہے نہ رات کا۔ اس ٹینکر کو جس قدر جھٹکے لگ رہے ہیں اس سے تو ہماری ہڈیوں کا بھی چورمر بنتا جا رہا ہے میں تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ ہم اسرائیل اپنی سلامت ہڈیاں لے کر پہنچ بھی سکیں گے یا نہیں“۔ عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

”ہاں واقعی ہمارا سفر بھی خاصا طویل ہوگیا ہے۔ ختم ہونے کا نام تو نہیں لے رہا ہے اور ہماری تھکاوٹ بھی بڑھتی جا رہی ہے“...... چوہان نے کہا۔

”مجھے تو یہی لگ رہا ہے کہ یہ ٹینکر اب سرحد کے قریب جا کر ہی رکے گا“...... نعمانی نے کہا۔

”چلو کہیں تو رکے گا۔ اگر یہ ساری عمر اسی طرح چلتا رہا تو ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”کن کا“...... کیپٹن شکیل نے بے اختیار پوچھا۔

”ٹینکروں کا اور کن کا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس دیئے۔ عمران نے ٹینکر کے باہر ایک مائیکرو مائیک لگایا ہوا تھا جو ان سب کے ہیڈ فونز سے لنکڈ تھا۔ جس طرح وہ سب ایک دوسرے کی باتیں سن سکتے تھے اسی طرح ٹینکر کے باہر لگے ہوئے مائیک سے آنے والی آوازیں بھی وہ بخوبی سن سکتے تھے۔ اور انہیں اس وقت ظاہر ہے ٹینکروں کے انجنوں کے شور کے سوا اور کیا سنائی دے سکتا تھا۔ ٹینکر اسی طرح مزید تقریباً دو گھنٹوں تک دوڑتے رہے پھر ان کی رفتار کم ہونا شروع ہوگئی۔

”لگتا ہے ہم چیک پوسٹ کے نزدیک پہنچ گئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ٹینکر کی رفتار کم ہونا شروع ہوگئی ہے اور ٹینکر کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے ہیں جس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس ٹینکر کو سڑک کی سائیڈ پر اتارا جا رہا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ چند ہی لمحوں کے بعد ٹینکر رک گیا اور پھر ٹینکر کا انجن بند ہوگیا۔ پھر کچھ دیر بعد انہیں باہر سے بھاری بوٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جس کا مطلب واضح تھا کہ اسرائیلی چیک پوسٹ کے فوجی ان ٹینکروں کی چیکنگ کے لئے آ رہے تھے۔

”ان کے پاس جو آلات ہیں۔ کیا ان آلات سے وہ تیل کے اندر بھی جھانک سکتے ہیں“...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر

پوچھا۔

”ہاں“...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو کیا انہیں اس ٹینکر میں ہماری موجودگی کا علم نہیں ہو گا“...... جولیا نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ ہم نے جو لباس پہن رکھے ہیں ان سے ہم تیل کے اثرات سے محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی ریز ز سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آئل کو اندر سے چیک کرنے کے لئے الٹرا ساؤنڈ اور تھرمولیٹ ریز ز کا استعمال کیا جاتا ہے جس سے تیل میں چھپے ہوئے ایک کنکر کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی پتہ لگایا جاتا ہے کہ تیل میں کیا کیا ملایا گیا ہے۔ ہم نے جو لباس پہن رکھے ہیں یہ لباس ان ریز ز کو بھی ڈاج دے سکتی ہیں اور چونکہ ہمارے لباس تیل میں بھیگے ہوئے ہیں اس لئے ان ریز ز سے ہماری موجودگی کا کسی کو کچھ علم نہیں ہو گا اگر ہم ان مخصوص لباسوں میں نہ ہوتے تو الٹرا ساؤنڈ اور دوسری ریز ز سے ہماری رگوں میں چلتے ہوئے خون اور دلوں کی دھڑکنوں کی آوازیں بھی ان تک پہنچ سکتی تھیں اور اگر ہم اسی طرح سے بولتے رہے تو ہماری آوازیں الٹرا ساؤنڈ سسٹم سے چیک ہو جائیں گی یا پھر ہمارے ہلنے جلنے کی آوازیں ان تک پہنچ جائیں گی اس لئے اب ہم سب نہ صرف خاموش رہیں گے بلکہ کوشش کریں گے کہ اپنی جگہوں سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہلیں۔ بلکہ کوشش کرنا کہ زیادہ سے زیادہ اپنے

سانس روک کے رکھنا تاکہ انہیں کسی بھی طرح ہماری یہاں موجودگی کا پتہ نہ چل سکے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... ان سب نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے باہر کی آوازوں پر دھیان دینا شروع کر دیا۔

باہر بے شمار بھاری بوٹوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور اسرائیلی فوجی آئل ٹینکر لانے والے افراد سے بڑے سخت انداز میں پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ اس کے بعد کچھ فوجیوں نے جیسے ٹینکروں کو ٹھونک بجا کر چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر انہوں نے ایک آواز سنی جو فوجیوں کو تمام ٹینکروں کو الٹرا ساؤنڈ اور تھرمولیٹ ریز ز سے چیک کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ پھر انہیں ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے ٹینکر پر مختلف قسم کے آلات لگائے جا رہے ہوں۔ عمران کے کہنے پر انہوں نے پہلے ہی بات چیت ترک کر رکھی تھی باہر کی آوازیں سن کر انہوں نے اپنی سانسیں بھی روک لیں تھیں اور یوں ساکت ہو کر بیٹھ گئے تھے جیسے بے جان بت ہوں۔

ٹینکروں کو کافی دیر تک اسی طرح سے چیک کیا جاتا رہا پھر دو گھنٹوں کے بعد انہیں کلیئر قرار دے کر چیک پوسٹ سے گزرنے کے احکامات دیئے گئے تو ان کے رکے ہوئے سانس جیسے بحال ہو گئے۔ جدید سائنسی آلات سے چیکنگ کے باوجود ان فوجیوں کو آئل ٹینکر میں نہ ان کی موجودگی کا پتہ چلا تھا اور نہ ہی وہ لوگ اسلحے سے بھرے ہوئے تھیلوں کے بارے میں کچھ جان سکے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹینکر ایک بار پھر حرکت میں آ گیا۔

''اصل مرحلہ اب شروع ہو گا جب اس آئل ٹینکر کو بیس کیمپ میں لے جایا جائے گا۔ اگر کرنل ہیمر نہ ہوا تو یہ آئل ٹینکر اسرائیل بھیج دیا جائے گا ورنہ ہمیں کرنل ہیمر کے حکم تک بیس کیمپ میں اسی طرح اس آئل ٹینکر میں ہی رہنا ہو گا''...... عمران نے کہا اور وہ سب طویل سانسیں لے کر رہ گئے۔ ان سب کے دلوں سے یہی دعائیں نکل رہی تھیں کہ کرنل ہیمر وہاں نہ ہو، ورنہ نجانے کب تک انہیں اسی طرح تیل میں ہی رہنا پڑے۔ کرنل ہیمر کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ ٹینکر بیس کیمپ میں ہی روکے رکھتا۔ اس کا دماغ اگر کسی بات پر اڑ جاتا تو وہ ٹینکر واپس اوگان بھی بھیج سکتا تھا اور اگر ایسا ہو جاتا تو ان کا یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر محض سفر بن کر ہی رہ جاتا اور پھر انہیں نئے سرے سے اسرائیل میں داخل ہونے کی کوششیں کرنی پڑتیں جس کے لئے نجانے انہیں کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔ اس لئے وہ مسلسل دعائیں مانگ رہے تھے کہ ان کا یہ سفر بخیر و عافیت ختم ہو جائے۔ ایک بار وہ اسرائیل میں داخل ہو جاتے پھر انہیں صرف اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کے لئے ہی تگ و دو کرنی تھی ورنہ اسرائیل میں داخل ہونے میں ہی انہیں نہ جانے کتنا وقت لگ جاتا اور تب تک بلیک ہارٹ ایجنسی ان تمام فائلوں کو ڈی کوڈ کر لیتی جس سے پاکیشیا کی تباہی اور بربادی یقینی تھی اور وہ سب ہر صورت میں پاکیشیا کو تباہی اور بدنامی سے بچانا

چاہتے تھے۔ ان کا عزم ٹھوس چٹانوں جیسا تھا جسے توڑنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ قطعی ناممکن۔

ٹینکر نہایت آہستہ روی سے چل رہے تھے۔ ہر طرف سے مسلسل دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور ٹینکر جن راستوں پر جا رہا تھا انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے اسے کسی نشیبی علاقے کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔ جوں جوں ٹینکر آگے بڑھتا جا رہا تھا ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

کرنل ہیمر ایک بڑے سے خیمے میں میز کے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے چند فائلیں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے وہ ایک ایک فائل اٹھا کر انہیں نہایت باریک بینی سے چیک کر رہا تھا اور پھر مکمل فائل پڑھنے کے بعد فائل کے آخر میں لگے ہوئے ایک الگ پیپر پر وہ دستخط کر رہا تھا۔ دستخط شدہ فائل کو وہ بڑی ناقدری سے میز کے دائیں طرف نیچے پڑی ہوئی ایک باسکٹ میں اچھال دیتا تھا۔

اس کے سامنے پڑی ہوئی تمام فائلیں مختلف نوعیت کے سامان کی تھیں جو سرحدی علاقے سے اسرائیل میں لایا جاتا تھا۔ ان فائلوں میں بیرون ملک سے آنے والی ایک ایک چیز کی تفصیل درج ہوتی تھی جس میں تمام سامان کا معیار، کوانٹٹی اور ویلیو کو اس کی مخصوص ٹیم نے جانچا ہوتا تھا اور چیکنگ کی رپورٹ بنا کر فائل

کرنل ہیمر کو این او سی کے لئے بھیج دی جاتی تھی۔

کرنل ہیمر جہاں سخت گیر، اکھڑ اور بدمزاج تھا وہاں وہ اصولوں کا بھی پکا انسان تھا اور اپنے کام کو وہ پوری تندہی اور جانفشانی سے سرانجام دیتا تھا۔ وہ جس بیس کیمپ یا سرحدی چیک پوسٹ پر جاتا تھا وہاں سے ملنے والی رپورٹ کے ایک ایک حصے کو بغور دیکھتا تھا اور جہاں اسے ضرورت پڑتی تھی وہ باہر جا کر دوسرے ممالک سے آنے والے تمام سامان کی خود بھی چیکنگ کرتا تھا اور جب اسے تسلی ہو جاتی تھی تو وہ متعلقہ سامان کو اسرائیل لے جانے کے لئے این او سی جاری کر دیتا تھا ورنہ سامان واقعی کئی کئی روز وہیں پڑا سڑتا رہتا تھا یا پھر سامان سے بھرے ہوئے ٹرک اور کنٹینرز کو اسی طرح سے واپس بھیج دیا جاتا تھا چاہے ان کا تعلق کسی بھی ملک سے کیوں نہ ہو۔ کرنل ہیمر اپنے اصولوں اور اپنے فیصلوں پر سختی سے کاربند تھا اور وہاں اس کے فیصلوں کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا تھا۔

کرنل ہیمر اس وقت اوگانی چیک پوسٹ پر ہی موجود تھا جہاں وہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں ابھی تھوڑی دیر پہلے پہنچا تھا۔ بیس کیمپ کے انچارج میجر ٹام نے اوگان سے آنے والے آئل ٹینکروں، کنٹینرز اور ٹرکوں میں آنے والے تمام سامان کی فائلیں لا کر اسے دے دی تھیں جسے کرنل ہیمر ایک مخصوص خیمے میں بیٹھا چیک کر رہا تھا۔ ابھی کرنل ہیمر ایک فائل کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے ایک پختہ عمر کا فوجی اندر داخل ہوا اور اس نے زمین پر زور

سے ایڑی مار کر نہایت مؤدبانہ انداز میں کرنل ہیمر کو سیلوٹ کیا۔
اس کے ایڑی مارنے کی آواز سن کر کرنل ہیمر نے سر اٹھا کر اس کی
طرف دیکھا۔ آنے والا بیس کیمپ کا انچارج میجر ٹام تھا۔ اس کے
ہاتھ میں مزید فائلیں تھیں۔

''یس میجر ٹام۔ کس لئے آئے ہو''...... کرنل ہیمر نے اسے
ایک نظر دیکھ کر دوبارہ فائل پر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے
میں بے پناہ سختی کا عنصر تھا۔

''سر۔ ڈی آئی سی کے مزید بیس آئل ٹینکر آئے ہیں''...... میجر
ٹام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے
ہاتھوں میں موجود فائلیں نہایت مؤدبانہ انداز میں کرنل ہیمر کے
سامنے رکھ دیں۔

''پہلے کتنے ٹینکر آئے تھے''...... کرنل ہیمر نے اس کی طرف
دیکھے بغیر پوچھا۔

''یہ ان کی آخری کھیپ کے بیس آئل ٹینکر ہیں جناب۔ پہلے
تیس آئل ٹینکر آ چکے ہیں جو آپ کے آنے سے پہلے ہی آگے بھیج
دیئے گئے تھے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ آج آنے والے ہیں تو
میں''...... میجر ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے ان تمام آئل ٹینکروں کی چیکنگ کر لی ہے''۔ کرنل
ہیمر نے اس کی بات کاٹ کر پوچھا۔

''یس سر۔ تمام ٹینکروں کی میں نے خود چیکنگ کی ہے۔ خام

تیل ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہے اور اس کی کوانٹٹی بھی پوری
ہے۔ لیکن''...... میجر ٹام کہتے کہتے رک گیا اور اس کے منہ سے
لیکن کا سن کر کرنل ہیمر بے اختیار چونک کر اور سر اٹھا کر اس کی
طرف دیکھنے لگا۔

''لیکن۔ لیکن کیا''...... کرنل ہیمر نے درشت لہجے میں پوچھا۔

''سر ان میں سے ایک ٹینکر نے مجھے الجھن میں ڈال رکھا ہے۔
سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس ٹینکر کے بارے میں آپ کو میں کیا
بتاؤں''...... میجر ٹام نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا الجھن ہے اور تمہیں کیا سمجھ میں نہیں آ رہا
ہے''...... کرنل ہیمر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ان بیس آئل ٹینکروں میں ایک آئل ٹینکر ایسا ہے جناب جس
کی چیکنگ میں مجھے کچھ گڑ بڑ سی محسوس ہو رہی ہے حالانکہ اس آئل
ٹینکر میں موجود خام تیل کی پوری کوانٹٹی ہے اور تیل بھی اعلیٰ معیار
اور بغیر کسی ملاوٹ کا ہے۔ بظاہر اس میں کوئی گڑ بڑ نظر نہیں آ رہی
ہے۔ لیکن''...... میجر ٹام پھر کہتے کہتے لیکن پر اٹک گیا جیسے اس کی
سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کرنل ہیمر کو کیا بتائے۔

''پھر وہی بات۔ یہ تم بار بار بولتے بولتے لیکن پر کیوں اٹک
رہے ہو نانسنس۔ تم جانتے ہو مجھے ادھوری اور کچی پکی باتوں سے
سخت نفرت ہے۔ اس کے باوجود تم مجھے الجھانے کی کوشش کر رہے
ہو''...... کرنل ہیمر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری سر۔ وہ بات اصل میں یہ ہے کہ میں جب آئل ٹینکر میں موجود تیل کو ماپتا ہوں تو اس کی پیائش میں کوئی کمی نظر نہیں آتی۔ تیل کے معیار کو آئل ٹینکر سے باہر نکال کر چیک کرتا ہوں تو مجھے اس میں بھی کوئی کمی نظر نہیں آتی لیکن جب اسی تیل کا معیار میں آئل ٹینکر کے اندر سے جانچنے کی کوشش کرتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے تیل میں کچھ ملا ہوا ہو۔ میں نے بار بار اس تیل کو چیک کیا ہے۔ باہر نکال کر الگ سے چیک کئے جانے والے تیل کا معیار اور ہوتا ہے اور آئل ٹینکر کے اندر تھرومولیٹ ریزز سے چیک کرتا ہوں تو آئل ٹینکر کے اندر موجود تیل کا معیار کچھ اور ہی نظر آتا ہے جیسے تیل میں کچھ ملا ہوا ہو''...... میجر ٹام نے پریشانی کے عالم میں کہا اور کرنل ہیمر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات لہرانے لگے۔

''ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ تیل کا معیار باہر سے کچھ اور ہو اور اندر سے کچھ اور''...... کرنل ہیمر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے سر''...... میجر ٹام نے کہا۔

''تھرومولیٹ سسٹم اس آئل ٹینکر کے اندر موجود تیل کے بارے میں کیا کاشن دے رہا ہے''...... کرنل ہیمر نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

''تھرومولیٹ ریزز سے آئل ٹینکر میں ٹھوس چیزوں کی موجودگی کا پتہ چل رہا ہے۔ میں نے ان چیزوں کو دیکھنے کے لئے الٹرا

ساؤنڈ سمیت چار مختلف ریزز کا استعمال بھی کیا ہے جناب۔ لیکن تیل میں بظاہر کوئی ملاوٹ نظر نہیں آ رہی اور آئل ٹینکر میں تیل کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ الٹرا ساؤنڈ اور تھرومولیٹ ریزز کی چیکنگ سے ٹینکر میں موجود ایک معمولی سی کنکری کا بھی آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے''...... میجر نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر تھرومولیٹ اس آئل ٹینکر میں کسی ٹھوس چیز کی موجودگی کا کاشن کیوں دے رہا ہے''...... کرنل ہیمر نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''پتہ نہیں جناب۔ میں خود بھی پریشان ہوں۔ میں نے آئل ٹینکر کی چیکنگ کے لئے ایک آدمی کو بھی مخصوص لباس پہنا کر آئل ٹینکر کے اندر اتار دیا تھا۔ اس نے گہرائی تک جا کر تیل چیک کیا تھا اس کے پاس سٹار راڈ بھی تھا جس سے وہ تیل میں چھپے ہوئے چھوٹے سے چھوٹے پتھر کو بھی ڈھونڈ کر لا سکتا تھا لیکن اسے بھی اندر کچھ نہیں ملا تھا''...... میجر ٹام نے اسی طرح سے پریشان لہجے میں جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اب وہ ٹینکر کہاں ہے''...... کرنل ہیمر نے پوچھا۔

''میں نے اسے دوسرے ٹینکروں سے الگ کر دیا ہے''...... میجر ٹام نے کہا۔

''ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ میں خود اس ٹینکر کو چیک کرتا ہوں''...... کرنل ہیمر نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کرتے ہوئے

کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ میز کے پیچھے سے نکلا اور پھر وہ میجر
ٹام کے ساتھ خیمے سے نکل آیا۔ وسیع و عریض علاقے تک پھیلے
ہوئے ہیں کیمپ کے چاروں اطراف باڑ لگی ہوئی تھی اور وہاں جگہ
جگہ لکڑیوں کے کیبن دکھائی دے رہے تھے۔ کیمپ میں چاروں
اطراف اونچے اونچے سرچ ٹاور بنے ہوئے تھے جن میں سے چار
کیمپ کے چاروں کونوں پر تھے ایک ایک کیمپ کے کناروں کے
درمیانی حصوں میں اور ایک سرچ ٹاور کیمپ کے عین وسط میں بنایا
گیا تھا۔ وہاں ٹوٹل نو سرچ ٹاور تھے جن سے کیمپ کے چاروں
اطراف آسانی سے نظر رکھی جا سکتی تھی۔

کیمپ میں فوجی وردیوں میں ملبوس اسرائیلی موجود تھے وہاں فوجی
گاڑیوں اور فوجی ٹرکوں کے ساتھ بکتر بند گاڑیاں اور ٹینک بھی
دکھائی دے رہے تھے۔ دائیں طرف ایک ایئر بیس بنا ہوا تھا جہاں
چار جنگی طیارے اور آٹھ گن شپ ہیلی کاپٹر کھڑے تھے جن میں
سے دو ہیلی کاپٹر کوبرا ہیلی کاپٹر تھے چار اپاچے اور دو ہیلی کاپٹر شنوئی
تھے جن کے ڈبل ہوٹر ہوتے ہیں۔

خیمے کے باہر ایک جیپ کھڑی تھی جس میں ڈرائیونگ سیٹ پر
ایک نوجوان ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل ہیمر کو خیمے سے باہر نکلتے
دیکھ کر اس نے فوراً جیپ کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ کرنل ہیمر اس کے
ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ میجر ٹام جیپ کے عقب میں آ گیا۔
”شاک ایریے کی طرف چلو“...... میجر ٹام نے ڈرائیور سے کہا

تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ آگے بڑھا دی۔

جیپ تیزی سے کیمپ میں بنے مختلف راستوں سے دوڑتی ہوئی
کیمپ سے باہر آ گئی۔ دائیں طرف ایک چھوٹا سا ٹیلا تھا جس کے
دائیں طرف ہی ایک بڑی مگر کچی سڑک نشیب کی طرف جاتی ہوئی
دکھائی دے رہی تھی۔ ڈرائیور جیپ نشیبی علاقے کی طرف لے گیا۔
دوسرے طرف ایک کھلا میدان تھا جہاں ہر طرف بڑے بڑے
ٹرک، کنٹینرز اور آئل ٹینکروں کے ساتھ چھوٹی بڑی مال بردار گاڑیوں
کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں بھی ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے
تھے۔ یہ وہ گاڑیاں تھیں جو مختلف ممالک سے بذریعہ سڑک سامان
لے کر اسرائیل جانے کے لئے آئی تھیں اور کئی روز سے کرنل ہیمر
کی شک کی وجہ سے وہیں رکی ہوئی تھیں۔ جب تک ان گاڑیوں کو
کرنل ہیمر کی طرف سے این او سی نہیں مل جاتا تھا ان میں سے کسی
گاڑی کو اسرائیل جانے نہیں دیا جاتا تھا۔ تمام گاڑیوں کو ان کے
تناسب کے لحاظ سے الگ الگ رکھا گیا تھا۔ ایک طرف اگر کنٹینرز
تھے تو دوسری طرف ٹرک۔ اسی طرح دوسری مال بردار گاڑیاں بھی
اپنے تناسب کے لحاظ سے الگ الگ کھڑی کی گئی تھیں۔

میجر ٹام کے کہنے پر ڈرائیور جیپ کو دائیں طرف جانے والی
ایک دوسری سڑک پر لے آیا وہاں ایک اور پہاڑی تھی جس کے
پیچھے ایک اور میدان تھا۔ وہ میدان زیادہ بڑا تو نہیں تھا لیکن
بہرحال وہاں بیس سے زائد آئل ٹینکروں اور دس سے زائد کنٹینرزوں

کو ایک ساتھ کھڑا کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت اس میدان میں صرف ایک بڑا آئل ٹینکر موجود تھا۔ ٹینکر کے پاس چار مسلح فوجی کھڑے تھے جو اس ٹینکر کی نگرانی پر مامور تھے۔

جیپ اس ٹینکر کے پاس جا کر رکی تو وہاں موجود چاروں فوجیوں نے کرنل ہیمر کو دیکھ کر فوراً ایڑیاں بجا دیں۔ جیپ رکتے ہی کرنل ہیمر اچھل کر جیپ سے نیچے آ گیا اور غور سے ٹینکر کی طرف دیکھنے لگا۔ میجر ٹام بھی تیزی سے جیپ سے کود کر اس کے نزدیک آ گیا اور کرنل ہیمر سے قدرے پیچھے رہ کر چلنے لگا۔ کرنل ہیمر نے ٹینکر کو چاروں طرف سے گھوم پھر کر اور اسے جگہ جگہ سے ہاتھ لگا کر دیکھا اور پھر وہ آئل ٹینکر کے نیچے جھک گیا اور نیچے غور سے ٹینکر کے کل پرزوں کو دیکھنے لگا۔

''اس میں کتنا تیل موجود ہے''...... کرنل ہیمر نے اٹھ کر میجر ٹام سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یہ ہیوی لوڈڈ ٹینکر ہے جناب۔ اس میں ایک لاکھ گیلن تیل ہوتا ہے''...... میجر ٹام نے جواب دیا۔

''اس ٹینکر کے تیل کی سیمپل رپورٹ کہاں ہے''...... کرنل ہیمر نے پوچھا۔

''میں ابھی دیتا ہوں جناب''...... میجر ٹام نے کہا اور تیزی سے جیپ کی طرف بڑھا۔ جیپ کا ڈیش بورڈ کھول کر اس نے ایک فائل نکالی اور اسے لے کر کرنل ہیمر کے پاس آ گیا جو بدستور ٹینکر

کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہ ڈپلیکیٹ فائل تھی۔ اصلی فائلیں وہ کرنل ہیمر کے خیمے میں اس کی میز پر رکھ آیا تھا۔

''سر''...... میجر ٹام نے کہا اور کرنل ہیمر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ میجر ٹام نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل بڑے احترام سے اس کی طرف بڑھا دی۔ کرنل ہیمر نے فائل لی اور اسے کھول کر اس میں لگا ہوا پرنٹڈ پیپر دیکھنے لگا جس میں تیل کا معیار اس کی کوانٹٹی اور تیل کے بارے میں دوسری تمام رپورٹس درج تھیں۔ کرنل ہیمر غور سے رپورٹ دیکھ رہا تھا۔

''بظاہر تو سب کچھ ٹھیک لگ رہا ہے لیکن اس کے باوجود مجھے اس ٹینکر پر تمہاری طرح سے شک ہو رہا ہے جیسے اس ٹینکر میں تیل کے علاوہ کچھ اور بھی ہو میں جوں جوں اس ٹینکر پر توجہ دے رہا ہوں میرا شک یقین میں بدلتا جا رہا ہے''...... کرنل ہیمر نے فائل میجر ٹام کو واپس دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میری چھٹی حس بھی اس ٹینکر کی طرف سے ایک انجانے سے خطرے کا کاشن دے رہی ہے''...... میجر ٹام نے کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے''...... کرنل ہیمر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جیسا آپ کا حکم ہو جناب''...... میجر ٹام نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''تم جانتے ہو کہ جب مجھے کچھ شک ہو تو وہ بلا وجہ نہیں ہوتا

اور شک کا کانٹا ہمیشہ میرے حلق میں اٹکا رہتا ہے۔ جب تک وہ کانٹا میرے حلق سے نکل نہ جائے مجھے چین نہیں آتا۔ تم نے اس آئل ٹینکر کی مکمل چیکنگ بھی کی ہے اور اس کی رپورٹ بھی بنا لی ہے لیکن اس کے باوجود مجھے اس ٹینکر سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے اور اب جب تک میں اس خطرے کے احساس کو ختم نہیں کر لیتا مجھے سکون نہیں ملے گا۔ اس لئے تم اس ٹینکر کو آگ لگا دو۔ اسے جلا کر خاکستر کر دو۔ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری''...... کرنل ہیمر نے کہا۔

''آگ۔ اوہ لیکن سر۔ اگر ہم نے ٹینکر کو آگ لگائی تو ڈاٹ آئل کمپنی کو ہم کیا جواب دیں گے کہ ہم نے اس ٹینکر کو کیوں آگ لگائی گئی ہے۔ ہمیں کوئی نہ کوئی کاز تو دینا ہو گا ورنہ ڈاٹ آئل کمپنی ہمارے خلاف ہمیشہ کی طرح پھر شور مچانا شروع کر دے گی۔ ڈاٹ آئل کمپنی کا تیل یہاں حکومتی معاہدے کے تحت آتا ہے۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا ایک ٹینکر جل گیا ہے تو وہ اس پر سخت ردعمل ظاہر کر سکتے ہیں''...... میجر ٹام نے جلدی جلدی سے کہا۔

''اس بات کی تم فکر نہ کرو۔ کاز میں خود بنا لوں گا۔ اس طرف دشوار گزار راستے ہیں اور یہاں کھائیوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ تم ٹینکر کو یہاں سے دور لے جا کر آگ لگا دو اور کسی گہری کھائی میں پھینک دو۔ ہم اسے ایک اتفاقیہ حادثہ شو کر دیں گے اور میری بنائی

ہوئی رپورٹ کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا اگر ڈاٹ آئل کمپنی والوں نے شور مچایا تو میں انہیں خود ہی سنبھال لوں گا۔ ان کے روزانہ یہاں پچاس آئل ٹینکر آتے ہیں ایک آدھ آئل ٹینکر ضائع ہو جانے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ویسے بھی یہ انشورڈ ہوتے ہیں''...... کرنل ہیمر نے کہا تو میجر ٹام نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

''آگ لگائے بغیر اسے کھائی میں مت پھینکنا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارا شک اس آگ میں ہی جل کر راکھ ہو جائے۔ اس ٹینکر میں جو بھی فالٹ ہے اس سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ ورنہ خواہ مخواہ میں ہیڈک کا شکار بنا رہوں گا''...... کرنل ہیمر نے کہا اور میجر ٹام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل ہیمر نے ایک بار پھر چاروں طرف گھوم کر ٹینکر کو دیکھا اور پھر وہ جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ جیپ کی اگلی سیٹ پر بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو واپس چلنے کے لئے کہا تو ڈرائیور نے جیپ موڑی اور تیزی سے اسی طرف لیتا چلا گیا جس طرف سے وہ آیا تھا۔

کرنل ہیمر کے جانے کے بعد میجر ٹام نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے وہاں موجود چاروں فوجیوں کو واپس کیمپ کی طرف جانے کا کہا تو وہ اسے سیلوٹ کر کے ٹیلے کی طرف بھاگتے چلے گئے جس کی دوسری طرف سٹاک ایریا اور پھر بیس کیمپ تھا۔ ان کے جانے کے بعد میجر ٹام ٹینکر کی طرف بڑھا اور ٹینکر کے اگلے حصے کا

دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ اس نے جیب سے اس آئل ٹینکر کی چابی نکالی اور چابی اگنیشن میں لگا کر گھما دی۔ دوسرے لمحے انجن سٹارٹ ہوا تو میجر ٹام نے گیئر لگایا اور اس نے ٹینکر آگے بڑھا دیا۔ کچی پکی سڑک پر ٹینکر اچھلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ میجر ٹام نہایت ماہرانہ انداز میں آئل ٹینکر چلا رہا تھا۔ دو تین پہاڑی موڑ مڑنے کے بعد وہ آئل ٹینکر لے کر ایک بڑی پہاڑی کی دوسری طرف آ گیا جہاں ایک بڑی اور انتہائی گہری کھائی موجود تھی۔

کھائی دو سو فٹ سے زیادہ گہری تھی اور نیچے ہر طرف ٹھوس چٹانیں دکھائی دے رہی تھی۔ میجر ٹام نے کھائی سے تقریباً سو فٹ کے فاصلے پر آئل ٹینکر روک لیا اور دروازہ کھول کر اچھل کر باہر آ گیا۔ اس نے آئل ٹینکر کو نیوٹرل کر کے بریک ہک کھینچ لی تھی جس سے آئل ٹینکر وہیں رک گیا تھا ورنہ راستہ جس طرح نشیب میں کھائی کی طرف جا رہا تھا آئل ٹینکر کا رکنا مشکل ہی تھا۔ میجر ٹام نے آئل ٹینکر سے نکل کر جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آئل ٹینکر کے پچھلے حصے میں لگا دیا۔ بم ٹینکر سے کسی مقناطیس کی طرح سے چپک گیا تھا۔ بم لگا کر میجر ٹام واپس پلٹا اور اس نے فرنٹ کی طرف آ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف والا دروازہ کھولا اور پائیدان کے اوپر آ گیا اس نے پائیدان پر کھڑے کھڑے اندر کی طرف جھک کر ایمر جنسی بریک آف کی تو اچانک آئل ٹینکر تیزی سے حرکت میں آ گیا۔ جیسے ہی آئل ٹینکر

حرکت میں آیا میجر ٹام فوراً اچھل کر پائیدان سے نیچے آ گیا۔ آئل ٹینکر چونکہ نیوٹرل تھا اس لئے وہ تیزی سے آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سو فٹ کی نشیب کی طرف جاتے ہوئے آئل ٹینکر کی رفتار بے حد بڑھ گئی تھی اور پھر کھائی کے کنارے پر پہنچتے ہی آئل ٹینکر ایک لمحے کے لئے جیسے کسی جمبو جیٹ کی طرح ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے آئل ٹینکر کا فرنٹ جھکا اور وہ نہایت تیزی سے کھائی میں گرتا نظر آیا۔

میجر ٹام نے آئل ٹینکر کھائی کی طرف جاتے دیکھ کر جیب سے فوراً ایک ریموٹ کنٹرول نکال لیا تھا اور اس ریموٹ کنٹرول کے ایک بٹن پر اس نے انگوٹھا رکھ دیا تھا اور پھر جیسے ہی آئل ٹینکر کھائی میں گرا اس نے انگوٹھے سے بٹن دبا دیا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کھائی سے آگ کا طوفان سا بلند ہوتا ہوا دکھائی دیا۔ آگ کے شعلوں میں آئل ٹینکر کے ٹکڑے بھی شامل تھے جو تیزی سے ہوا میں اچھل کر اوپر جا کر دوبارہ کھائی میں گرتے دکھائی دے رہے تھے۔ آئل ٹینکر کو میجر ٹام نے ریموٹ کنٹرول بم سے کھائی کی گہرائی میں جانے سے پہلے ہی بلاسٹ کر دیا تھا۔

میجر ٹام، کرنل ہیمر کو بخوبی جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب وہ کرنل ہیمر کو اس آئل ٹینکر کے بارے میں بتائے گا تو کرنل ہیمر سے ایسا ہی کچھ کرنے کا حکم دے گا اس لئے وہ ایک ریموٹ کنٹرول بم اور ریموٹ کنٹرول پہلے ہی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

آئل ٹینکر کو دھماکے سے اڑا کر اس نے گہری کھائی میں پھینک دیا تھا اب اس ٹینکر میں جو بھی شک والی بات تھی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی تھی۔ میجر ٹام نے مسکراتے ہوئے ریموٹ کنٹرول جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز چلتا ہوا واپس بیس کیمپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"بڑی سخت چیکنگ ہے ان کی۔ ایک ایک ٹینکر کو یہ لوگ بیس بیس بار چیک کر رہے ہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان کا آئل ٹینکر چیک پوسٹ سے گزر کر دو میل دور آ کر ایک بار پھر رک گیا تھا اور پھر انہیں ہر طرف سے بھاری بوٹوں اور فوجیوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

باہر سے آنے والی آوازوں سے انہیں صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ان آئل ٹینکروں کے ایک ایک پرزے کو بار بار چیک کیا جا رہا تھا اور بار بار ٹینکروں میں موجود تیل کو بھی چیک کیا جا رہا تھا۔ انہیں وہاں رکے ہوئے دو گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو گیا تھا لیکن باہر موجود فوجیوں کی چیکنگ تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ٹینکروں کی چونکہ ریزز سے چیکنگ مکمل کر لی گئی تھی اس لئے عمران نے انہیں بولنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس لئے وہ باہر

کی آوازیں سننے کے ساتھ ساتھ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔

''ہاں۔ اسرائیل میں شکی مزاج انسانوں کی کوئی کمی نہیں ہے بلکہ شک مزاجی میں اسرائیل پوری دنیا میں اول نمبر پر ہے۔ اس ملک کے لوگ جوتے بھی پہننے سے پہلے اسے سو سو بار جھاڑ کر دیکھتے ہیں کہ ان میں کوئی سانپ یا بچھو چھپا ہوا نہ ہو۔ اسی طرح اسرائیلیوں کو مسلم ممالک سے آنے والے ہر شخص اور ان کے ہر سامان پر بھی شک رہتا ہے اس لئے وہ اس وقت تک جانچ پڑتال کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں جب تک ان کا یقینی طور پر شک ختم نہ ہو جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسلم ممالک سے تو ان یہودیوں کو ویسے ہی خدا واسطے کا بیر رہتا ہے''...... تنویر نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

''اب یہ لوگ کر کیا رہے ہیں۔ میرے خیال میں تو اب تک ان کی تمام چیکنگ پوری ہو چکی ہے کیا یہ اب تک مطمئن نہیں ہوئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ان کا اطمینان تب ہو گا جب یہ تمام ٹینکروں میں سے تیل کا ایک ایک قطرہ نکال کر چیک نہیں کر لیتے''...... عمران نے بے زاری سے کہا۔

''اب تو حد ہو گئی ہے۔ تھکاوٹ سے میرا برا حال ہو رہا ہے۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں ابھی باہر نکلوں اور کرنل ہیمر سمیت ان تمام شکی مزاج یہودی فوجیوں کو بھون کر رکھ دوں''...... تنویر نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ''...... اچانک عمران نے کہا جیسے وہ کچھ اور سن رہا ہو۔ تنویر خاموش ہو گیا اسی لمحے انہیں باہر سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

''کیا یہی وہ آئل ٹینکر ہے جس پر میجر ٹام کو شک ہو رہا ہے کہ اس ٹینکر میں تیل کے ساتھ کچھ اور بھی موجود ہے''...... ایک آواز نے ان سب کو بری طرح سے چونکنے پر مجبور کر دیا۔

''ہاں۔ یہی ہے وہ ٹینکر''...... دوسری آواز سنائی دی۔

''لیکن میجر ٹام کو شک کیا ہے۔ اس نے جو رپورٹ بنائی ہے اس کے مطابق تو اس ٹینکر میں صرف تیل ہی موجود ہے۔ تیل کا معیار اور اس کی مقدار بھی پوری ہے۔ رپورٹ میں میجر ٹام نے یہ بھی لکھا ہے کہ تیل میں کوئی خامی بھی نہیں ہے اور اس نے تھرمولیٹ اور الٹرا ساؤنڈ سسٹم سمیت چار مختلف ریز سے بھی اندر سے ٹینکر چیک کیا ہے۔ ٹینکر میں ایک چھوٹی سی کنکری بھی موجود نہیں ہے۔ پھر اس کے شک کی کیا وجہ ہو سکتی ہے''...... پہلی آواز نے کہا۔

''پتہ نہیں انہیں کس بات کا شک ہے۔ میں نے ان کے منہ سے صرف اتنا سنا تھا کہ وہ تیل باہر نکال کر چیک کرتے ہیں تو تیل انہیں معیاری دکھائی دیتا ہے لیکن تھرمولیٹ سے جب ٹینکر کی چیکنگ کی جاتی ہے تو سسٹم پر ایک ایسا کاشن بھی ملتا ہے جیسے اس

ٹینکر میں کوئی ٹھوس چیز بھی موجود ہو"...... دوسری آواز نے کہا اور
ان کی باتیں سن کر وہ سب پریشان ہو گئے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ کیا میجر ٹام کو ہمارے ٹینکر
پر شک ہوا ہے"...... صدیقی نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

"رکو۔ مجھے ان کی باتیں سننے دو"...... عمران نے تیز لہجے میں
کہا تو صدیقی بھی خاموش ہو گیا۔

"اب میجر ٹام کا کیا ارادہ ہے وہ اس ٹینکر کو کیسے چیک کرے گا
اس نے ہمارے سامنے تمام سائنسی اور مشینی آلات سے تو اس ٹینکر
کو چیک کر لیا ہے"...... پہلے بولنے والے کی آواز سنائی دی۔

"میجر ٹام اب اس ٹینکر کو سٹار راڈ سے چیک کرے گا جس کی
مدد سے وہ تیل کے اندر موجود چھوٹے سے چھوٹے کنکر کو بھی چیک
کر کے باہر نکال لائے گا"...... دوسری آواز نے کہا اور ان سب
کے دل بے اختیار دھڑکنا شروع ہو گئے۔

"ہاں اگر کمپنی نے تیل کی مقدار بڑھانے کے لئے ٹینکر میں
کچھ رکھا ہوا ہو گا تو اس کے بارے میں سٹار راڈ سے واقعی پتہ چل
جائے گا"...... پہلی آواز آئی۔

"میجر ٹام تو شکی مزاج ہے ہی۔ اس سے زیادہ شکی مزاج
کرنل ہیمر ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں آئے ہیں۔ میجر ٹام
نے کرنل ہیمر کو اگر اس ٹینکر کے بارے میں بتایا تو کرنل ہیمر اپنا
شک ختم کرنے کے لئے اس ٹینکر کو ہی اڑا دے گا وہ اس بات کا

قطعی خیال نہیں کرے گا کہ اس ٹینکر میں کیا ہے اور یہ کس کمپنی کا
ہے۔ وہ شک کو جڑ سے ہی مٹا دینے کا قائل ہے"...... دوسری آواز
نے کہا اور کرنل ہیمر کے وہاں آنے کا سن کر نہ صرف عمران بلکہ اس
کے تمام ساتھیوں کے چہروں پر پریشانی آ گئی۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔ کرنل ہیمر کسی جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے
کام تمام کر دینے کے عادی ہیں۔ ٹینکر کی پازیٹیو رپورٹس ہونے کے
باوجود اگر انہیں اس ٹینکر پر شک ہوا تو وہ یا تو اس ٹینکر کو کسی کھائی
میں گرانے کا حکم دے دیں گے یا اس ٹینکر کو کسی ویران جگہ لے جا
کر آگ لگا دی جائے گی تا کہ نہ شک رہے اور نہ شک کی کوئی
گنجائش رہے"...... پہلی آواز نے ہنس کر جواب دیا۔

"اب چلو۔ میجر ٹام نے اگر ہمیں اس ٹینکر کے پاس دیکھ لیا تو
خواہ مخواہ ہماری شامت آ جائے گی"...... دوسری آواز نے کہا اور
پھر انہیں قدموں کی آوازیں سنائی دیں جو ٹینکر سے دور ہٹ رہی
تھیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے عمران۔ تم نے سنا وہ کیا کہہ رہے تھے۔ جس
کا خطرہ تھا وہ ہمارے سر پر آ گیا ہے۔ کرنل ہیمر یہیں ہے اور میجر
ٹام کو شاید اسی ٹینکر پر شک ہوا ہے جس میں ہم موجود ہیں"۔ جولیا
نے عمران سے مخاطب ہو کر پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"نہیں میں نے تو کچھ نہیں سنا۔ میں نے اپنے کان بند کر
رکھے تھے"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"عمران صاحب ہم خطرے میں ہیں"...... صفدر نے عمران کا مزاحیہ موڈ دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

"تم بھول رہے ہو پیارے۔ ہم خطرے میں نہیں ایک ٹینکر میں ہیں اور وہ بھی تیل سے بھرے ہوئے ٹینکر میں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"مذاق مت کرو۔ انہیں شک ہو گیا ہے کہ اس ٹینکر میں تیل کے ساتھ ٹھوس شکل میں کچھ اور بھی موجود ہے اور وہ اس ٹینکر کو کسی سٹار راڈ سے چیک کرنا چاہتے ہیں جس سے انہیں ہماری موجودگی کا فوراً علم ہو جائے گا"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"فوراً تو نہیں اسے ہمارا پتہ لگنے میں تھوڑی دیر تو لگے گی۔ ہاں اگر اس کے پاس چراغ کا جن ہوا تو وہ ضرور اسے ہمارے بارے میں فوراً بتا دے گا"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"ضروری تو نہیں ہے کہ ہم نے جو آوازیں سنی ہیں وہ اسی ٹینکر کے بارے میں ہوں جن میں ہم موجود ہیں"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا مطلب"...... ان سب نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ ہم جس آئل ٹینکر میں موجود ہیں وہ بیس کیمپ سے الگ کسی سٹاک ایریا میں موجود ہے اور باقی ٹینکر بھی ہمارے ارد گرد ہی کھڑے کئے گئے ہیں۔ جو ہمارے دائیں بائیں دونوں

طرف موجود ہیں"...... کیپٹن شکیل نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ دونوں جو باتیں کر رہے تھے وہ ہمارے دائیں یا بائیں موجود کسی دوسرے ٹینکر کے بارے میں تھیں"...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کیوں عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ محض تمہارا خیال ہے۔ تم نے ان کی بات چیت دھیان سے نہیں سنی ان میں سے ایک صاف صاف بتا رہا تھا کہ اس آئل ٹینکر میں تھرمولیٹ ریز سسٹم سے انہیں کسی ٹھوس چیز کی موجودگی کا پتہ چل رہا ہے۔ ٹھوس حالت میں یہاں ہم ہی ہو سکتے ہیں دوسرے ٹینکروں میں کسی ٹھوس چیز کا کیا کام"...... جولیا نے کہا۔

"تم ٹھوس حالت میں ہو۔ حیرت ہے میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ تم سافٹ ہو۔ بے حد سافٹ"...... عمران نے کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔

"عمران صاحب کے انداز میں کوئی فکر والی بات نظر نہیں آ رہی ہے اگر کوئی خطرہ ہوتا تو اس کا احساس سب سے پہلے انہیں ہی ہوتا اور یہ اب تک کچھ نہ کچھ ضرور کر چکے ہوتے"...... کیپٹن شکیل کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار طویل سانسیں لے کر رہ گئے۔ کیپٹن شکیل کی یہ بات واقعی ان کے دلوں کو لگی تھی کہ عمران کا اطمینان بلاوجہ نہیں ہو سکتا تھا ورنہ واقعی عمران اب تک

کچھ نہ کچھ کر چکا ہوتا۔

"مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ لوگ جس ٹینکر کے بارے میں باتیں کر رہے تھے اس ٹینکر میں بھی عمران صاحب نے کچھ کر رکھا ہے تاکہ ان کا دھیان اس ٹینکر کی طرف رہے اور وہ اس ٹینکر پر توجہ نہ دے سکیں جس میں ہم سب موجود ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیوں عمران صاحب۔ کیا کیپٹن شکیل ٹھیک کہہ رہا ہے"۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ٹھیک ہی کہہ رہا ہو گا۔ اس سے بھلا کوئی بات چھپی رہ سکتی ہے۔ میں کچھ بھی کر لوں کسی اور کو پتہ چلے یا نہ چلے لیکن اسے ضرور پتہ چل جاتا ہے۔ میں تو سلیمان سے کہتا ہوں کہ اس کی نظریں بلی کی نظریں ہیں۔ اس سے کہیں بھی رقم چھپا کر رکھ لو کم بخت بند آنکھوں سے بھی وہ جگہ ڈھونڈ نکالتا ہے اور کیپٹن شکیل اب میں اس کی نظروں کو کیا کہوں جو سیدھی میرے دماغ میں چھپی ہوئی باتوں کے بارے میں بھی جان لیتی ہیں۔ مجھے تو ڈر ہے کسی دن یہ میرے دماغ میں تنویر اور جولیا کی باتوں کے بارے میں بھی نہ جان لے۔ جس دن ایسا ہوا اس دن تنویر اپنے ریوالور کی ساری گولیاں میرے سر میں ہی اتار دے گا"...... عمران نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ سب ہنسنے لگے۔

"کیپٹن شکیل آپ کا دماغ نہیں پڑھتا یہ بھی ذہانت میں کسی

طرح آپ سے کم نہیں ہے"...... اس سے پہلے کہ تنویر یا جولیا کچھ کہتے صفدر نے فوراً بات بدلتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ اتنا ہی ذہین ہے تو اس سے کہو کہ تین سیکنڈ میں تین سو تیس کا پورا پہاڑا سنائے"...... عمران نے کہا اور وہ ایک مرتبہ پھر ہنس دیئے اسی لمحے انہیں باہر سے بھاری جوتوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ خاموش ہو گئے۔

"اس ٹینکر کو فری وے کی طرف لے جاؤ۔ میں جا کر کرنل ہیمر کو بتاتا ہوں۔ وہ شاید اس ٹینکر کو خود چیک کریں گے"...... انہیں ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس میجر ٹام"...... ایک اور آواز سنائی دی۔

"اپنے ساتھ دو تین مسلح ساتھیوں کو بھی لے جانا۔ جب تک میں یا کرنل صاحب نہ آئیں کسی کو اس ٹینکر کے قریب پھٹکنے بھی مت دینا"...... پہلی آواز والے میجر ٹام نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری آواز نے کہا۔

"کرنل ہیمر اس ٹینکر کو ایک نظر ضرور دیکھیں گے اور اگر ان کا میری طرح سے اس ٹینکر پر شک ختم نہ ہوا تو وہ اس ٹینکر کو کہیں نہیں جانے دیں گے بلکہ اسے وہیں تباہ کر دیں گے"...... میجر ٹام کی انہیں بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ سب سن کر ان کے چہروں پر ایک بار پھر سنجیدگی ابھر آئی تھی کیونکہ یہ ضروری نہیں تھا کہ کیپٹن شکیل کی کہی ہوئی بات سچ ثابت ہو جائے۔ انہیں اس ٹینکر پر بھی تو

شک ہو سکتا تھا جس میں وہ سب چھپے ہوئے تھے۔ پھر جب انہیں باہر کسی دوسرے ٹینکر کے انجن کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی تو ان کے چہروں پر اطمینان آ گیا گویا کیپٹن شکیل کی بات درست ثابت ہو گئی تھی میجر ٹام کا شک کسی دوسرے ٹینکر پر ہی تھا جسے وہ وہاں سے نکال کر کسی الگ مقام کی طرف لے جا رہے تھے۔

''حیرت ہے۔ آخر انہیں دوسرے ٹینکر پر شک کیوں ہوا ہے کہ اس میں کوئی ٹھوس چیز موجود ہے''...... صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تو اب عمران صاحب ہی بتائیں گے کہ انہوں نے اس ٹینکر کے ساتھ ایسا کیا کیا تھا کہ وہ اس ٹینکر پر اس قدر شک کر رہے ہیں اور اسے یہاں سے نکال کر لے گئے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''واقعی عمران صاحب۔ بتائیں تو سہی کہ وہ لوگ کسی دوسرے ٹینکر پر اس قدر شک کیوں کر رہے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''کچھ نہیں بھائی۔ میں نے ایک ٹینکر میں سٹائیم گیس بنانے والا ایک ستون ڈال دیا تھا۔ سٹائیم ستون چونے کے پتھر جیسا ایک پتھر ہی ہوتا ہے جو تیل یا پانی میں گل کر سٹائیم گیس بنانا شروع کر دیتا ہے۔ جب تک سٹائیم گیس ٹینکر یا کسی ٹیوب کے اندر رہتی ہے اس کی موجودگی کا پتہ چلتا رہتا ہے اور اگر سٹائیم گیس ملے تیل یا پانی کو باہر نکال لیا جائے تو اس میں سے سٹائیم گیس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ جب میں نے سٹائیم ستون ٹینکر میں ڈالا تھا تو وہ فوراً ہی

تیل میں گھل گیا تھا اور ستون سے بننے والی گیس تیل میں گھل گئی تھی۔ اب جب میجر ٹام یا کرنل ہیمر اس تیل کو ٹینکر سے باہر نکال کر چیک کرتے ہیں تو انہیں تیل خالص اور ہر ملاوٹ سے پاک نظر آتا ہے جبکہ ٹینکر میں اگر وہ کوئی آلہ ڈال کر چیک کریں تو انہیں یہی نظر آئے گا کہ تیل ملاوٹ شدہ ہے اور اس میں ٹھوس پن موجود ہے یا پھر ٹینکر میں تیل کے ساتھ کوئی ٹھوس چیز موجود ہے''...... عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اور آپ نے یہ سب اسی لئے کیا تھا تا کہ ان کی توجہ اس ٹینکر کی طرف مبذول رہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ ایک ایک کر کے ان ٹینکروں کو اندر آ کر بھی چیک کر سکتے تھے۔ جب انہیں دوسرے ٹینکروں کی بجائے کسی ایک ٹینکر پر شک ہو تو ان کی توجہ اسی طرف رہ سکتی تھی اور یہی ہوا ہے''...... عمران نے جواب دیا اور وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ عمران واقعی ان کی توقع سے کہیں بڑھ کر ذہین تھا۔ جو آنے والے خطرات کی بو پہلے سے ہی سونگھ کر ان سے بچنے کا کوئی نہ کوئی سدِ باب کر رکھتا تھا۔

''کیا اب واقعی کرنل ہیمر اس ٹینکر کو محض شک کی بنیاد پر ہی تباہ کر دے گا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ شک اور وہم کا علاج تو بے چارے حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ کرنل ہیمر کے بارے میں جہاں تک میں جانتا

ہوں وہ واقعی شکی مزاج آدمی ہے اور اس کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ شک کی وجہ کو اس کی جڑ سمیت ہی ختم کر دیا جائے‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’خیر جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا ہے۔ اب ہمیں اس تیل میں اور کب تک رہنا پڑے گا‘‘...... تنویر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

’’کیوں۔ تمہیں بھوک لگ رہی ہے کیا۔ اگر بھوک لگی ہے تو تیل میں آگ لگاؤ۔ تمہیں کھانے کے لئے ہمارا بھنا ہوا گوشت مل جائے گا البتہ پینے کے لئے پانی تمہیں باہر سے ہی لانا پڑے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میں تم سے بات نہیں کر رہا ہوں‘‘...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’تو کیا تم اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہو۔ ارے باپ رے، میں نے تو سنا ہے جو اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے وہ نیم پاگل ہوتا ہے اور جو نیم پاگل ہوتا ہے اس سے دور دور ہی رہنا چاہئے ورنہ وہ خواہ مخواہ کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے‘‘...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا اور تنویر غرا کر رہ گیا۔ اسی لمحے انہیں ایک جیپ کے رکنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر انہوں نے بے شمار ایڑیاں بجنے کی آوازیں سنیں۔ ایڑیاں بجنے کا مطلب تھا کہ وہاں کوئی بڑا آفیسر ہی آیا تھا۔

’’سر یہ ہیں ڈاٹ آئل کمپنی کے باقی انیس ٹینکر‘‘...... ایک فوجی

کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’کیا میجر ٹام نے اپنی نگرانی میں ان تمام ٹینکروں کی چیکنگ کرائی ہے‘‘...... ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

’’یس سر۔ انہوں نے خود بھی چیکنگ کی تھی اور پھر انہوں نے ان تمام ٹینکروں کو اوکے قرار دے دیا تھا ان میں سے کسی ٹینکر میں سوائے تیل کے اور کچھ نہیں ہے‘‘...... پہلی آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’پھر بھی جب تک میری تسلی نہیں ہو گی میں ان میں سے کسی ایک ٹینکر کو بھی اسرائیل نہیں جانے دوں گا‘‘...... آفیسر کے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ جیسے آپ کا حکم سر‘‘...... پہلی آواز نے کہا۔ پھر باہر سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے ایک بار پھر وہاں موجود ٹینکروں کو ٹھونک بجا کر چیک کیا جا رہا ہو۔

’’جاسٹن تم ایک کام کرو‘‘...... کچھ دیر بعد انہیں آفیسر کی آواز سنائی دی جو شاید گھوم پھر کر پھر اسی طرف واپس آ گیا تھا۔

’’یس سر۔ حکم سر‘‘...... پہلی آواز نے کہا جس کا نام جاسٹن تھا۔

’’میری چھٹی حس بیس نمبر کے اس ٹینکر کے بارے میں بھی شک کا اظہار کر رہی ہے کہ اس ٹینکر میں تیل کے ساتھ کچھ اور بھی موجود ہے‘‘...... آفیسر نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں آ گئیں کیونکہ آفیسر نے جس بیس نمبر کے

ٹینکر کی بات کی تھی یہ وہی ٹینکر تھا جس میں وہ اپنے ساتھیوں کے
ساتھ موجود تھا۔

"میں سمجھا نہیں سر"...... جاسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں سمجھے تو میں کیا کروں نانسنس۔ مجھے اس ٹینکر میں کچھ
گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے۔ میں نے تمام ٹینکروں کو چیک کیا ہے۔
دوسرے ٹینکروں کی بہ نسبت مجھے بیس نمبر کے اس ٹینکر پر شک ہو رہا
ہے۔ میں نے اس ٹینکر کو دوسرے ٹینکروں کے ساتھ ٹھونک بجا کر
دیکھا ہے۔ باقی ٹینکروں کی آوازیں کچھ اور قسم کی ہیں جبکہ اس ٹینکر
کو جب میں ٹھونک بجا کر چیک کرتا ہوں تو اس کی آواز بدلی ہوئی
سی معلوم ہو رہی ہے۔ ایسا تب ہی ممکن ہوتا ہے جب ٹینکر میں تیل
کے ساتھ کچھ اور بھی موجود ہو"...... آفیسر نے کہا۔

"اوہ۔ اور کیا ہو سکتا ہے جناب اس ٹینکر میں"...... جاسٹن کی
حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں نہیں جانتا۔ بہرحال اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ
میجر ٹام کو میں نے جس ٹینکر کو تباہ کرنے کا حکم دیا تھا اس میں واقعی
کچھ نہیں تھا لیکن اس ٹینکر کی آواز۔ جو کچھ بھی ہے اسی ٹینکر میں ہی
ہے۔ تم اس ٹینکر کو یہاں سے فوراً نکلواؤ اور اسے فری وے کی
طرف لے جاؤ۔ میجر ٹام ابھی وہیں ہو گا اس سے کہنا کہ وہ اس
ٹینکر کو بھی سٹار راڈ سے چیک کرے۔ اگر اندر کچھ نہ ملے تو وہ ٹینکر
یہاں واپس لے آئے ورنہ اس ٹینکر کو بھی آگ لگا کر کسی گہری

کھائی میں دھکیل دے"...... آفیسر کہتا چلا گیا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ جیسا آپ کا حکم سر"...... جاسٹن نے
کہا اور پھر انہیں تیز تیز چلتے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
شاید آفیسر اور جاسٹن واپس جا رہے تھے۔

"لو اب آفیسر جو یقیناً کرنل ہیمر ہے، کو بھی کسی ٹینکر پر شک ہو
گیا ہے"...... جولیا نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس بار اسے کسی دوسرے ٹینکر پر نہیں بلکہ اسی ٹینکر پر شک ہوا
ہے جس میں ہم موجود ہیں"...... عمران نے کہا اور وہ سب چونک
پڑے۔

"اس ٹینکر پر۔ اوہ۔ کیا اس ٹینکر کا نمبر بیس ہے"...... صفدر نے
بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم بیس نمبر والے ٹینکر میں ہی موجود ہیں"...... عمران
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کا جواب سن کر ان سب کے
چہروں پر تشویش کے سائے ابھر آئے۔

"اوہ۔ اگر میجر ٹام نے ٹینکر کو سٹار راڈ سے چیک کیا تو اس سے
کیا ہو گا"...... خاور نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہم پکڑے جائیں گے اور کیا ہو گا۔ سٹار راڈ سے انہیں آسانی
سے ہمارے یہاں موجود ہونے کا علم ہو جائے گا اور پھر یہ لوگ
اس ٹینکر کو بھی یہاں سے لے جائیں گے اور کرنل ہیمر کے حکم کے
مطابق اس ٹینکر کو آگ لگا کر اسے کسی گہری کھائی میں پھینک دیا

جائے گا۔ پھر کھیل ختم“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر ہمیں جلد سے جلد اس ٹینکر سے نکل جانا چاہئے۔ ورنہ سب بے موت مارے جائیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ہم یہاں نہیں۔ فری وے پر جا کر ٹینکر سے باہر نکلیں گے۔ یہاں بے شمار مسلح افراد موجود ہیں جبکہ میجر ٹام نے اپنے کسی ساتھی سے کہا تھا کہ وہ جس ٹینکر کو لے جا رہے ہیں اس کے ساتھ دو چار مسلح افراد لے جائے تا کہ کوئی اس ٹینکر کے قریب پھٹک بھی نہ سکے۔ اس کی بات کا مطلب صاف ہے کہ فری وے پر کوئی خاص سکیورٹی نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ دو چار افراد کو تو ہم آسانی سے قابو کر لیں گے“...... نعمانی نے کہا جو اتنی دیر سے خاموش تھا۔

”دو چار افراد نہیں ہمیں آگے جانے کے لئے اس بیس کیمپ سے ہو کر ہی گزرنا ہو گا اور یہ بیس کیمپ بھی کوئی چھوٹا بیس کیمپ معلوم نہیں ہوتا۔ یہاں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں مسلح افراد ضرور موجود ہیں۔ ہمیں ان سب کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”تو کیا ہوا ہم یہاں ان کی لاشوں کے پشتے لگا دیں گے“۔ تنویر نے کہا۔

”میرا تو ارادہ تھا کہ ہم رات کے وقت یہاں سے نکلیں گے۔ ابھی ہمارا بہت سفر باقی ہے لیکن اب لگ رہا ہے کہ واقعی ہمیں کرنل

ہیمر اور اس کی فوج سے نبرد آزما ہونا ہی پڑے گا“...... عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں پھر قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر انہیں میجر ٹام کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ اگر کرنل ہیمر کا حکم ہے تو اس ٹینکر کو بھی یہاں سے لے جاؤ اور سٹار راڈ سے اس ٹینکر کی اندر سے چیکنگ کراؤ۔ کرنل ہیمر کا حکم ہم ٹال نہیں سکتے“...... میجر ٹام نے کہا۔

”یس سر“...... دوسری آواز سنائی دی جو جاسٹن کی تھی۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس ٹینکر کا انجن سٹارٹ ہوا جس میں وہ چھپے ہوئے تھے اور پھر انہیں ٹینکر بیک ہو کر ایک طرف بڑھتا ہوا معلوم ہوا۔ ٹینکر جس طرح سے ہچکولے کھا رہا تھا اس سے انہیں صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کچی پکی سڑک پر جا رہے ہیں۔ عمران نے انہیں تیار رہنے کا حکم دے دیا کیونکہ اب شاید ان کے ایکشن میں آنے کا وقت آ گیا تھا۔

سیل فون کی گھنٹی سن کر کارگ فلے نے جیب سے سیل فون نکالا۔ اس نے ڈسپلے پر دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... اسے چونکتے ہوئے دیکھ کر کرسٹائن نے پوچھا۔

وہ دونوں فلیٹ میں ہی موجود تھے اور ابھی شام کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے تھے اور ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ کر ایک ایکشن مووی دیکھ رہے تھے کہ اس دوران کال آ گئی تھی۔

''اوگان سے ڈیمرے کی کال ہے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''ڈیمرے۔ یہ ڈیمرے وہی ہے نا جس کا تعلق بلیک ہارٹ کے ایس گروپ سے ہے''...... کرسٹائن نے کہا۔

''ہاں''...... کارگ فلے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور اس نے سیل فون کی کال رسیونگ کی آن کی اور سیل فون کان سے لگا کر اٹھ کر کھڑا ہوا اور فلیٹ کی بالکنی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یس کارگ فلے ہیئر''...... کارگ فلے نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ڈیمرے بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جانتا ہوں۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... کارگ فلے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''آپ کو پی ایس ایس کے بارے میں اطلاع دینی ہے جناب''...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا اور پی ایس ایس کا سن کر کارگ فلے بے اختیار چونک پڑا کیونکہ پی ایس ایس کا مطلب پاکیشیا سیکرٹ سروس تھا۔

''اوہ۔ کیا اطلاع ہے''...... کارگ فلے نے تیزی سے پوچھا۔

''ان کے بارے میں جاننے کے لئے آپ چینل فائیو آن کریں جناب''...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں چینل فائیو آن کرتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔ اس نے سیل فون کان سے ہٹایا اور پھر اس نے کال ڈراپ کر کے سیل فون کے مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جیسے ہی اس نے نمبر پریس کئے ڈسپلے سکرین کا رنگ یکلخت بدل گیا اور سکرین ہلکے نیلے رنگ کی ہو گئی۔ کارگ فلے نے ایک اور بٹن پریس کیا تو سکرین پر ایک ہندسے نے سپارک کرنا شروع کر

دیا۔ یہ نمبر پانچ کا ہندسہ تھا۔

کارگ فلے نے مزید دو بٹن دبائے تو سیل فون کا سپیکر آن ہوا اور اس سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی۔ کارگ فلے نے سیل فون کے کوڈ پریس کر کے اسے جدید ٹرانسمیٹر میں تبدیل کر دیا تھا۔ ڈیمرے نے اسے چینل فائیو پر بات کرنے کو کہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ اس نئے سی فائیو ٹرانسمیٹر پر بات کرے۔

ٹرانسمیٹر پر جیسے ہی ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی۔ کارگ فلے نے اس پر ڈیمرے کے ٹرانسمیٹر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو ڈسپلے سکرین پر فلیشنگ شروع ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کارگ فلے کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... اس نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر ایک بیپ کی آواز سنائی دی اور سکرین کا رنگ ایک بار پھر بدل گیا اب سکرین نیلے رنگ سے لائٹ گرین ہو گئی تھی۔

"یس۔ ڈیمرے اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے کی آواز سنائی دی۔

"کارگ فلے سپیکنگ۔ اوور"...... کارگ فلے نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس میں آپ کی ہی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نو افراد اوگان پہنچ چکے ہیں باس۔ جن میں علی عمران بھی موجود ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کارگ فلے بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا ہے کہ وہ لوگ اوگان پہنچ چکے ہیں اور ان کی تعداد نو ہے۔ اوور"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"میں اور میرا گروپ اوگان کے تمام سرحدی علاقوں کے ساتھ ساتھ اوگان میں ہونے والے ذرائع آمد و رفت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اوگانی انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر تھا اور اوگان آنے والی ہر فلائٹ کو خصوصی طور پر چیک کرتا تھا۔ میرے پاس ہائٹ ڈیٹکٹر آلہ ہے جس سے میں آنے والوں کی تصویریں بنا کر ان کے میک اپ اور ان کے قد کاٹھ کی چیکنگ کر سکتا ہوں۔ میں نے عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کی اصلی تصویروں کے ساتھ ان کی جسمانی ساخت اور ان کے جسمانی اعضاؤں کے سائز بھی آلے میں فیڈ کر رکھے ہیں تاکہ وہ لوگ اگر میک اپ میں بھی ہوں تو ہائٹ ڈیٹکٹر آلے سے ان کی جسمانی ساخت اور ان کے اعضاؤں سے ان کی حقیقت کا پتہ لگایا جا سکے۔ مجھے اس آلے میں بس ان کی ایک تصویر ہی لینی ہوتی ہے پھر آلہ

کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت خود ہی ان کے اصلی چہرے سکرین پر شو کر دیتا ہے۔ میں آنے والی انٹرنیشنل اور ڈومیسٹک فلائٹس کے مسافروں کی بھی باقاعدگی سے چیکنگ کر رہا تھا اور ہر ایک کی تصویریں بنا رہا تھا۔ پھر تاران سے آنے والی ایک فلائٹ کے مسافروں کی جب میں نے تصویریں بنانی شروع کیں تو ہائٹ ڈیٹکٹر نے اچانک میرے سامنے عمران اور اس کے اصلی ساتھیوں کی تصویریں شو کرنی شروع کر دیں جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ تاران کے راستے اوگان میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد نو تھی جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے۔ وہ سب میک اپ میں تھے۔ آلے نے ان کے قد کاٹھ اور ان کے اعضاؤں کو چیک کر کے انہیں مارک کر لیا تھا۔ مجھے میرے مطلوبہ افراد مل گئے تھے اس لئے میں نے ان پر خصوصی توجہ دینی شروع کر دی اور پھر جب وہ سب امیگریشن کلیئر کرا کر لاؤنج سے باہر نکلے تو میں نے ان پر نظر رکھنی شروع کر دی۔ لاؤنج سے نکلتے ہوئے میں نے ہائٹ ڈیٹکٹر سے ان سب کی ایک بار پھر تصویریں بناتے ہوئے ان پر ہائٹ لائٹ فلیش کر دی تھی۔ اس لائٹ فلیش کی مدد سے اب میں انہیں ہر اس جگہ سے ٹریس کر سکتا تھا جہاں وہ جا سکتے تھے۔ لیکن اس کے لئے مجھے سپیشل سیٹلائٹ سسٹم درکار تھا جو میرے اوگانی ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا۔ میں چونکہ ان پر لائٹ فلیش کر چکا تھا اس لئے اب وہ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے تھے۔ لائٹ فلیش کا اثر آٹھ

سے دس دنوں تک رہتا ہے۔ چنانچہ میں وہاں سے نکل گیا اور پھر میں نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جا کر کمپیوٹرائزڈ مشین پر جو ایک سیٹلائٹ سے منسلک تھی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ وہ جہاں بھی جاتے میں سیٹلائٹ مشین سے منسلک سکرین پر ان کی ہر ایکٹیوٹیز چیک کر سکتا تھا لیکن باس میرے سسٹم میں اچانک ایک فالٹ آ گیا تھا جس کی وجہ سے میرا لائٹ فلیش سسٹم سے لنک ہی نہیں ہو رہا تھا اور جب تک میرا لنک نہیں ہو جاتا میں انہیں چیک نہیں کر سکتا تھا۔

میں بے حد پریشان تھا۔ میں مشین کے فالٹ کو ٹھیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جسے ٹھیک کرنے میں مجھے کئی روز لگ گئے۔ اس دوران وہ لوگ کہاں تھے اور کیا کر رہے تھے اس کے بارے میں، میں کچھ بھی نہیں جان سکا تھا۔ اسی لئے میں آپ کو ان کی رپورٹ دینے سے گھبرا رہا تھا۔ آج جب میں نے مشین ٹھیک کر کے لنک کیا تو میرا لائٹ فلیش سے لنک ہو گیا اور میں نے ان کی لائیو چیکنگ کرنی شروع کر دی۔ اور باس آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ وہ سب آئل سے بھرے ہوئے ایک ٹینکر میں چھپے ہوئے ہیں اور وہ آئل ٹینکر اسرائیل کے ایک سرحدی بیس کیمپ میں موجود ہے۔ انہوں نے مخصوص قسم کے لباس پہن رکھے ہیں جس کی وجہ سے ان پر خام تیل کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے اور انہوں نے ٹینکر میں فلٹر اور پائپوں کے ساتھ لگے ہوئے ماسک لگا رکھے ہیں جس

سے وہ تیل کے اندر رہ کر بھی آسانی سے سانس لے سکتے ہیں۔
اس ٹینکر میں ان کے پاس خطرناک اسلحہ بھی ہے۔ اوور''...... دوسری
طرف سے ڈیمرے نے کارگ فلے کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے
کہا جسے سن کر کارگ فلے کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے
تھے۔

''بیڈ نیوز۔ رئیلی ویری بیڈ نیوز۔ پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل میں
داخل ہو چکے ہیں اور اس کے بارے میں تم مجھے اب رپورٹ دے
رہے ہو۔ نانسنس۔ اوور''...... کارگ فلے نے غراتے ہوئے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری باس۔ میرا سسٹم خراب ہو گیا تھا ورنہ
میں آپ کو ان کے بارے میں بہت پہلے ہی بتا چکا ہوتا۔
اوور''...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے کارگ فلے کی غراہٹ سن
کر بری طرح سے سہم کر کہا۔

''نانسنس۔ تمہارا سسٹم خراب ہوا تھا۔ فون اور ٹرانسمیٹر تو کام کر
رہے تھے۔ وہ جیسے ہی اوگان آئے تھے تم مجھے ان کی خبر نہیں دے
سکتے تھے اگر تم مجھے ان کے بارے میں پہلے بتا دیتے تو میں ان پر
نظر رکھنے کا کوئی اور انتظام کر دیتا۔ نانسنس۔ نہ جانے وہ اب تک
اوگان میں کیا کیا کرتے رہے ہیں اور اب جب وہ اسرائیل میں
پہنچ گئے ہیں تب تم مجھے ان کے بارے میں بتا رہے ہو۔ نانسنس۔
اوور''...... کارگ فلے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیس باس۔ وہ میں۔ وہ وہ۔ وہ باس میں چاہتا تھا کہ میں

آپ کو ان کے بارے میں مکمل رپورٹ دوں کہ وہ اوگان میں
کہاں رکے ہیں اور ان کے پاس اسرائیل میں داخل ہونے کے کیا
ذرائع ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے اسی طرح
سے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اس حماقت کی وجہ سے وہ سب اسرائیل میں داخل ہو
گئے ہیں نانسنس۔ اس کے لئے میں تمہارا کورٹ مارشل کروں گا اور
تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔ اوور''...... کارگ فلے نے
غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''سس سس۔ سوری۔ بب بب۔ باس۔ رئیلی ویری سوری۔
مم مم۔ میں میں''...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے خوف سے
بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ اگر انہوں نے اسرائیل میں آ کر کسی
ایک شخص کو بھی نقصان پہنچایا یا اسرائیل کا کچھ نقصان ہوا تو اس کی
ذمہ داری تم پر ہو گی صرف تم پر۔ سمجھے تم۔ نانسنس۔ اوور''۔ کارگ
فلے نے دہاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیس۔ لیس باس۔ اوور''...... ڈیمرے نے اسی انداز میں کہا۔

''اب کہاں ہیں وہ سب اور کیا کر رہے ہیں۔ اوور''...... کارگ
فلے نے غراتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ابھی ٹینکر میں ہی موجود ہیں باس اور ٹینکر بیس کیمپ کے
زیرو وے میں موجود ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈیمرے

نے کہا اور کارگ فلے ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کس بیس کیمپ کی بات کر رہے ہو اور وہ کس کمپنی کے آئل ٹینکر میں چھپے ہوئے ہیں۔ اوور"...... کارگ فلے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں بیس کیمپ تھری ناٹ ون کی بات کر رہا ہوں باس جس کا انچارج میجر ٹام ہے۔ وہاں کرنل ہیمر بھی موجود ہے اور یہ بیس کیمپ اوگان کے سرحدی علاقے کی طرف ہے۔ ٹینکر اوگان کی ایک نجی کمپنی ڈاٹ آئل کمپنی کے ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹ جس ٹینکر میں چھپے ہوئے ہیں اس ٹینکر کا نمبر بیس ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل ہیمر۔ اوہ ٹھیک ہے۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"۔ کارگ فلے نے کہا۔

"میں اوگان کے دارالحکومت میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہوں باس۔ اوور"...... ڈیمرے نے کہا۔

"کیا تمہارے پاس کرنل ہیمر کا کوئی رابطہ نمبر موجود ہے۔ اوور"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"نو باس۔ میرا اس سے کوئی لنک نہیں ہے۔ لیکن آپ کہتے ہیں تو میں آپ کو کرنل ہیمر کا ذاتی نمبر ٹریس کر کے دے سکتا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا۔

"کتنی دیر لگے گی۔ اوور"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ۔ اوور"...... ڈیمرے نے کہا۔

"او کے۔ نمبر میرے سیل فون میں میسج کے ذریعے ٹرانسفر کر دینا۔ اوور"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا تو کارگ فلے نے اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ تھی اور وہ بے حد غصے میں نظر آ رہا تھا۔ اسے واقعی ڈیمرے پر انتہائی غصہ آ رہا تھا کہ اس نے اسے بروقت عمران اور اس کے ساتھیوں کی اوگان میں آنے کی اطلاع نہیں دی تھی ورنہ وہ انہیں کسی بھی صورت میں اوگان سے اسرائیل کی طرف آنے ہی نہ دیتا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے اور انہیں ہلاک کرنے کا ایک الگ سیٹ اپ بنا لیا تھا جسے وہ حرکت میں لا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اوگان میں ہی ختم کرا سکتا تھا لیکن اب یہ موقع اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا عمران اور اس کے ساتھی بیس کیمپ میں تیل سے بھرے ایک ٹینکر میں چھپے ہوئے تھے لیکن بہرحال وہ اسرائیل میں پہنچ چکے تھے اور اب کارگ فلے کے پاس بہت کم وقت تھا اگر عمران اور اس کے ساتھی ٹینکر سے نکل جاتے تو وہ اسرائیل میں کہیں بھی پہنچ سکتے تھے اس لئے اب اسے جو کرنا تھا وہ جلد کرنا تھا تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بیس کیمپ سے نکلنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔

"کیا ہوا بڑے غصے میں نظر آ رہے ہو"...... کرسٹائن نے اسے

واپس آتے دیکھ کر کہا جو بدستور سٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کارگ فلے نے اسے ڈیمرے کی نااہلی کے بارے میں بتایا تو کرسٹائن بھی پریشان ہوگئی۔

''حیرت ہے ڈیمرے اتنا غیر ذمہ دار کیسے ہو سکتا ہے۔ اسے تو کال کر کے فوراً تمہیں بتا دینا چاہئے تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اوگان پہنچ گئے ہیں''...... کرسٹائن نے کہا۔

''یہ اس کی غیر ذمہ داری نہیں بہت بڑی حماقت ہے۔ میں اسے اس حماقت کی سزا ضرور دوں گا لیکن اس وقت اسے سزا دینے سے اہم میرے لئے پاکیشیائی ایجنٹ ہیں جنہیں ہلاک کرنا بہت ضروری ہے اور میں یہ ٹاسک چیف کے علم میں لائے بغیر جلد سے جلد پورا کر دینا چاہتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو حد سے زیادہ چالاک معلوم ہوتے ہیں۔ آئل ٹینکر میں چھپ کر آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اور وہ بھی اسلحے سمیت۔ حالانکہ میں نے سنا تھا کہ میجر ٹام کے بیس کیمپ میں فول پروف سیکورٹی انتظام ہے اور وہاں کرنل ہیمر بھی موجود ہے جس کی نگاہ میں آئے بغیر ایک مکھی بھی اس بیس کیمپ میں نہیں گھس سکتی۔ اس کے باوجود پاکیشیائی ایجنٹ اس کی نظروں میں نہیں آ سکے یہ واقعی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی فول پروف پلاننگ ہے''...... کرسٹائن نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں ان کی پلاننگ کو ان پر ہی پلٹ دوں گا۔ چاہے

اس کے لئے مجھے خود جا کر کرنل ہیمر اور بیس کیمپ کو ہی کیوں نہ اڑانا پڑے''...... کارگ فلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوگانی سرحد تو بہت دور ہے۔ تم وہاں کیسے جاؤ گے۔ تمہارے پہنچے تک وہ لوگ ٹینکر سے نکل گئے تو''...... کرسٹائن نے کہا۔

''میں انہیں وہاں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔ میں ابھی اپنی ایس فورس۔ میرا مطلب ہے سپیشل فورس کو حرکت میں لاتا ہوں وہ بیس کیمپ میں جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا ایسا بھیانک حشر کرے گی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان سے بچ نکلنے کے لئے کہیں پناہ تک نہیں مل سکے گی''...... کارگ فلے نے کہا اور اس نے سیل فون کو سپیشل ٹرانسمیٹر سے دوبارہ فون سسٹم پر سیٹ کیا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے کالنگ بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''یس۔ ہارگن سپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''کارگ فلے سپیکنگ''...... کارگ فلے نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ باس آپ۔ حکم''...... دوسری طرف سے ہارگن نے کارگ فلے کی آواز سن کر مؤدبانہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہارگن۔ پرندے آ گئے ہیں۔ کیا تم ان کے شکار کے لئے تیار ہو''...... کارگ فلے نے سیل فون پر مخصوص کوڈ میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ میں تیار ہوں۔ کہاں ہیں پرندے اور ان کی تعداد کتنی ہے"...... دوسری طرف سے ہارگن نے کارگ فلے کی بات سن کر بڑے جوش بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ بہت بڑا شکاری ہو اور اسے پرندوں کا شکار کرنے کا بے حد شوق ہو۔

"پہلے تم اپنی تیاری کے بارے میں بتاؤ۔ پھر میں تمہیں ان کی تفصیل بتاؤں گا"...... کارگ فلے نے کہا۔

"میری تیاری مکمل ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے پاس ہر قسم کے جال اور اسلحہ ہے میں اس وقت بڑے سے بڑے پرندے کا بھی آسانی سے شکار کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے ہارگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں دور کا سفر کرنا پڑے گا۔ دور تک سفر کرنے کا انتظام ہے تمہارے پاس"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس باس۔ دور جانے کا بھی میرے پاس انتظام موجود ہے"...... ہارگن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تم چینل فائیو آن کرو۔ جلدی"...... کارگ فلے نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... ہارگن نے کہا اور کارگ فلے نے اس سے رابطہ ختم کر دیا اور پھر وہ دوبارہ سیل فون کو ٹرانسمیٹر میں بدلنے میں مصروف ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس کا دوبارہ ہارگن سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"اب میری بات غور سے سنو۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی کل تعداد نو ہے جن میں عمران بھی شامل ہے۔ تم فوراً اپنی فورس لے کر اوگانی سرحد کی طرف چلے جاؤ۔ وہاں ایک تھری ناٹ ون بیس کیمپ ہے جس کا انچارج میجر ٹام ہے۔ وہاں کرنل ہیمر بھی موجود ہے جو تمام سرحدی علاقوں کی خصوصی چیکنگ کرتا ہے۔ میں میجر ٹام یا کرنل ہیمر سے ابھی کچھ دیر تک کال کر کے تمہارے بارے میں اطلاع دے دیتا ہوں۔ تم وہاں پہنچ کر مجھ سے رابطہ کرنا پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایجنٹ کہاں ہیں اور تمہیں کیا کرنا ہے۔ اوور"...... کارگ فلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میرے پاس اپاچے ہیلی کاپٹر موجود ہیں میں تھری ناٹ ون بیس کیمپ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہارگن نے کہا۔

"او کے۔ یاد رکھنا ایک گھنٹے کا مطلب ایک گھنٹہ ہی ہونا چاہئے۔ اوور"...... کارگ فلے نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ایک گھنٹے سے پہلے ہی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... ہارگن نے جواب دیا اور کارگ فلے نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے ہارگن سے رابطہ منقطع کر دیا۔ اس کے بعد کارگ فلے نے سیل فون کا سپیشل ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے پھر نارمل سیل فون میں تبدیل کر دیا۔ جیسے ہی ٹرانسمیٹر سیل فون میں تبدیل ہوا اسی لمحے اسے ایک ٹیکسٹ میسج

موصول ہوا۔ کارگ فلے نے میسج آن کیا تو اس میں کرنل ہیمر کا نام اور اس کا ایک رابطہ نمبر تھا جو اس کے سیل فون کا تھا۔

کارگ فلے نے اس نمبر کو ذہن نشین کیا اور پھر اس نے تیزی سے وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر پریس کر کے اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

کرسٹائن خاموشی سے بیٹھی اس کی طرف دیکھ بھی رہی تھی اور اس کی باتیں بھی سن رہی تھی۔

''یس۔ کرنل ہیمر فرام تھری ناٹ ون بی سی''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کرنل ہیمر کی کرخت آواز سنائی دی۔ اس کی بی سی سے مراد بیس کیمپ تھا۔

''کارگ فلے سپیکنگ فرام بلیک ہارٹ ایجنسی''...... کارگ فلے نے بھی اپنے لہجے میں کرختگی لاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ بلیک ہارٹ۔ آ آ۔ آپ بلیک ہارٹ ایجنسی سے بول رہے ہیں''...... دوسری طرف سے بلیک ہارٹ ایجنسی کا سن کر کرنل ہیمر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کا نام سنتے ہی بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔

''ہاں اور میں تمہیں اپنا نام بھی بتا چکا ہوں۔ میں کارگ فلے بول رہا ہوں''...... کارگ فلے نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ یس۔ یس سر میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں۔ آپ حکم کریں آپ نے مجھ ناچیز کو کیسے یاد کیا ہے''...... دوسری طرف

سے کرنل ہیمر کی بڑے خوشامدانہ آواز سنائی دی۔ کارگ فلے کا سن کر اس کی آواز میں بے پناہ لرزش سی آ گئی تھی۔

''میرے علم میں آیا ہے کہ بیس کیمپ میں اوگان کی نجی ڈاٹ آئل کمپنی سے چند آئل ٹینکر آئے ہیں''...... کارگ فلے نے اسی طرح بے حد سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ وہ تو روز آتے ہیں سر۔ ہمارا ڈاٹ آئل کمپنی سے معاہدہ ہے اور معاہدے کے تحت اوگان سے روزانہ پچاس ٹینکر آتے ہیں جن میں خام تیل ہوتا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل ہیمر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پچاس ٹینکر۔ اوہ۔ کیا وہ سب ایک وقت میں۔ میرا مطلب ہے ایک ساتھ اسرائیل آتے ہیں''...... کارگ فلے نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ ٹینکروں کا دس دس اور بیس بیس کا قافلہ ہوتا ہے۔ کبھی ایک ساتھ بیس ٹینکر آ جاتے ہیں اور کبھی بیس، کبھی دس دس کے گروپ میں بھی ٹینکر آتے ہیں''...... کرنل ہیمر نے کہا۔

''آج اب تک کتنے ٹینکر آئے ہیں''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''آج کا کوٹہ پورا ہو چکا ہے جناب۔ صبح دس ٹینکر آئے تھے اس کے بعد بیس ٹینکروں کا ایک قافلہ لایا گیا تھا۔ ان کی ضروری چیکنگ کے بعد میجر ٹام نے انہیں اسرائیل روانہ کر دیا تھا۔ اب

میں یہاں آیا تو تھوڑی دیر پہلے مزید بیس ٹینکر اور آئے تھے۔ میں نے ان ٹینکروں کی بھی چیکنگ کر لی ہے۔ ان میں سے دو ٹینکر حادثے کا شکار ہو کر ایک کھائی میں گر گئے ہیں جس سے انہیں آگ لگ گئی تھی اور وہ وہیں جل کر خاکستر ہو گئے تھے۔ میں نے ان دونوں ٹینکروں کی رپورٹس تیار کر لی ہیں اگر آپ کہیں تو میں وہ رپورٹس آپ کو بھجوا سکتا ہوں''...... کرنل ہیمر نے کہا وہ شاید یہی سمجھ رہا تھا کہ کسی طرح بلیک ہارٹ ایجنسی کو دو تباہ ہونے والے آئل ٹینکروں کی اطلاع مل گئی ہے اور وہ اس سے ان ٹینکروں کی تباہی کی رپورٹ مانگنا چاہتے ہیں۔

''اوہ۔ باقی ٹینکر کہاں ہے۔ کیا وہ اسرائیل روانہ کر دیئے گئے ہیں''...... کارگ فلپے نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''نو سر۔ میں چیکنگ کے بعد ایک یا دو دو کر کے ان ٹینکروں کو کلیئر کرتا ہوں ابھی ہم نے دو ٹینکر کلیئر کئے تھے جو حادثے کا شکار ہو گئے تھے۔ باقی اٹھارہ ٹینکر ابھی یہیں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے کرنل ہیمر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ان ٹینکروں کو تم اس وقت تک کلیئر نہیں کرو گے جب تک میری ایک ٹیم وہاں پہنچ کر ان ٹینکروں کی خود چیکنگ نہیں کر لیتی''...... کارگ فلپے نے کہا۔

''آپ کی ٹیم۔ میں سمجھا نہیں جناب''...... دوسری طرف سے کرنل ہیمر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں سب سمجھا دیا جائے گا۔ تم اطمینان رکھو۔ ایک گھنٹے تک میری خصوصی ٹیم اپاچے ہیلی کاپٹروں میں وہاں آ رہی ہے جس کا کمانڈنگ انچارج ہارگن ہے تمہیں ہارگن کے ساتھ مکمل تعاون کرنا ہے۔ اگر مجھے اطلاع ملی کہ تم نے ہارگن کے ساتھ تعاون نہیں کیا اور اس کے کام میں کسی قسم کی مداخلت کرنے کی کوشش کی ہے تو یاد رکھنا میرے پاس تمہارا کورٹ مارشل کرنے کا بھی اختیار ہے اور میں جب کسی کا کورٹ مارشل کرتا ہوں تو اسے دوسرا سانس لینے کا کوئی موقع نہیں دیتا''...... کارگ فلپے نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں سر۔ اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ میں ہارگن سے مکمل تعاون کروں گا وہ جو کہے گا میں اس پر پوری طرح سے عمل کروں گا سر۔ آپ بے فکر رہیں''...... دوسری طرف سے کرنل ہیمر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے۔ اور سنو۔ جب تک ہارگن اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں نہیں پہنچ جاتا تم ان تمام ٹینکروں پر اپنے آدمیوں کو خصوصی نگرانی پر لگا دو۔ ان ٹینکروں کے پاس کسی کو نہیں پھٹکنا چاہئے''...... کارگ فلپے نے کہا۔

''وہاں سیکورٹی پہلے سے ہی موجود ہے جناب۔ لیکن میں آپ کے حکم سے سیکورٹی اور زیادہ بڑھا دیتا ہوں''...... کرنل ہیمر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ہارگن آکر جب مجھ سے بات کرے گا تب میں

تمہیں بھی بتا دوں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے''...... کارگ فلے نے
مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم سر''...... کرنل ہیمر نے
اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کارگ فلے نے اس سے
رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر قدرے اطمینان تھا کہ ابھی
اٹھارہ ٹینکر بیس کیمپ میں ہی موجود تھے جن میں سے کسی ایک ٹینکر
میں پاکیشیائی ایجنٹ چھپے ہوئے تھے۔ کرنل ہیمر اب اس وقت تک
ان ٹینکروں کی نگرانی کرتا رہے گا جب تک کہ ہارگن اور اس کا
گروپ بیس کیمپ میں نہ پہنچ جاتا اور ایک بار ہارگن اور اس کے
ساتھی وہاں پہنچ گئے تو پھر عمران اور اس کے ساتھی اس کے ہاتھوں
سے کسی بھی صورت میں بچ نہیں سکیں گے۔

تھوڑی دیر بعد جب ٹینکر رکا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو فوراً
گیس ماسک اتار کر ٹینکر سے باہر نکلنے کا کہہ دیا اور اس نے خود بھی
چہرے پر سے گیس ماسک اتار دیا۔ گیس ماسک چونکہ ٹینکر کے
پیندے کے قریب ایئر فلٹر سے منسلک تھے اور ان کے پائپ زیادہ
لمبے نہیں تھے ورنہ عمران اور اس کے ساتھی تیل کی سطح پر آ کر گیس
ماسک اتارتے۔ جیسے ہی عمران نے ماسک اتارا اس نے فوراً سانس
روکا اور پھر وہ اٹھا اور ہاتھ پاؤں مار کر تیرتا ہوا تیل کی سطح پر
آ گیا۔ سطح پر آتے ہی اس نے تیل سے سر نکالنے کے باوجود
سانس لینا شروع نہیں کیا تھا۔ تیل انتہائی بدبودار تھا اور اس میں
زہریلی گیس کے اثرات تھے اگر وہ سانس لیتا تو زہریلی گیس اس
کے پھیپھڑوں میں چلی جاتی جو اس کے لئے نقصان کا باعث بن
سکتی تھی۔ عمران نے اوپر آنے سے پہلے اپنے ساتھیوں کو بھی

ہدایات دے دی تھیں کہ وہ اس وقت تک سانس روکے رکھیں گے جب تک کہ وہ ٹینکر کا اوپر والا ڈھکن نہیں کھول لیتا۔ اس کی آنکھوں پر گاگل لگی ہوئی تھی جس کے شیشے اس نے ہاتھوں سے صاف کر لئے تھے تاکہ اسے باہر دیکھنے میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ تیل سے سر نکالتے ہی اس نے گاگل کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک شیشوں میں چمک سی پیدا ہوئی اور شیشوں سے نیلے رنگ کی روشنی ابھرنے لگی۔ عمران نے دوسری طرف کا ایک اور بٹن پریس کیا تو اسے ٹینکر کے باہر کا منظر واضح طور پر دکھائی دینے لگا۔ اس نے سر موڑ موڑ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ ٹینکر ایک ویران پہاڑی علاقے میں کھڑا تھا اور وہاں چار خاکی لباس والے مسلح افراد کھڑے تھے جو پہاڑی کی ایک چٹان کے پاس بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عمران نے گاگل کے کراس ویژن گلاسز سے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ ان چار مسلح افراد کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا اور وہ چاروں ٹینکر سے خاصے فاصلے پر تھے۔

کراس ویژن گلاسز اس نے شروع سے ہی لگا رکھا تھا لیکن چونکہ وہ پہلے تیل کے اندر تھا اس لئے وہ اس کا ویژن سسٹم آن کرنے کے باوجود باہر نہیں دیکھ سکتا تھا اب چونکہ وہ تیل سے باہر آ گیا تھا اس لئے وہ اس خصوصی گلاسز والی گاگل سے آسانی سے ٹینکر کے باہر بھی دیکھ سکتا تھا۔

ٹینکر کے اوپر درمیانی حصے میں ایک ایئر ٹائٹ ڈھکن لگا ہوا تھا

جسے صرف اوپر سے ہی کھولا جا سکتا تھا لیکن چونکہ عمران کو ٹینکر کے اندر سے کسی بھی وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلنا پڑ سکتا تھا اس لئے۔ اس ڈھکن کو اندر سے بھی کھولنے کی سیٹنگ موجود تھی۔ وہ تیرتا ہوا ڈھکن کے عین نیچے آ گیا۔ ڈھکن کے دائیں طرف ایک مڑا ہوا تار اندر آ رہا تھا جس کے کھینچنے سے باہر سے لاک کھل جاتا تھا اور ڈھکن خود ہی اوپر اٹھ جاتا تھا۔ عمران نے تار کو موڑ کر اوپر کی طرف اٹھا رکھا تھا تاکہ اگر کوئی ٹینکر کو اندر سے چیک کرنا چاہے تو اسے وہ تار دکھائی نہ دے۔

عمران نے تار پکڑا اور پھر اس سے پہلے کہ تار کو جھٹکا دے کر باہر کا لاک کھول کر ڈھکن اوپر اٹھاتا اس نے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک تکونا سا گیس بم نکال لیا۔ اس نے بم پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو بم پر ایک بلب سا فلیش ہونا شروع ہو گیا۔ عمران نے زور دار جھٹکا دے کر ڈھکن کے ساتھ لگا ہوا تار کھینچا تو اچانک تیز گیس نکلنے کی آواز سنائی دی اور ڈھکن اچھل کر اڑتا ہوا ٹینکر کی چھت سے ٹکرایا۔ گیس پریشر اور ڈھکن کے چھت سے ٹکرانے کی آوازیں سن کر چاروں فوجی بری طرح سے چونک پڑے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے بم نکل کر ٹھیک ان کے قریب جا گرا۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور وہ چاروں چکراتے ہوئے وہیں گرتے چلے گئے۔ اس بم سے بے رنگ گیس نکلی تھی جس کی تیز کڑوی بو

نے انہیں ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تھا۔

عمران نے سر گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھی بھی تیل سے سر نکال چکے تھے۔ عمران نے انہیں اشارہ کی اور پھر وہ کھلی ہوئی چھت کے کنارے پکڑ کر بازوؤں کی مدد سے اچکا اور چھت سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چھت پر آتے ہی اس نے سانس بحال کیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا لیکن وہاں ان چار بے ہوش فوجیوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اسی لمحے تنویر اور صفدر تیرتے ہوئے ہول کے نیچے آ گئے وہ اوپر آتے ہوئے نیچے سے اسلحے کا تھیلا بھی لے آئے تھے عمران جھکا اور اس نے ان سے تھیلا لے کر اوپر کھینچ لیا اور پھر اس نے تھیلے سمیت ٹینکر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ نیچے آتے ہی اس نے تھیلا سنبھالا اور اسے لے کر اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں فوجی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

عمران کے جسم پر پلاسٹک سے بنا ہوا لباس تھا اس نے زپ کھول کر سب سے پہلے پلاسٹک والا لباس اتارا اور اسے الٹا کر کے لپیٹ کر پہاڑی کی ایک کھوہ میں ڈال دیا۔ اوپر سے پلاسٹک کا لباس ہونے کی وجہ سے اس کا نیچے والا لباس تیل لگنے سے محفوظ تھا صرف اس کے چہرے پر تیل کی سیاہی دکھائی دے رہی تھی جسے عمران نے جیب سے رومال نکال کر صاف کرنا شروع کر دیا تھا۔ اچھی طرح سے صاف کرنے کے باوجود اس کے چہرے پر تیل کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔ اس دوران اس کے باقی ساتھی بھی

ٹینکر سے نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے جسموں پر بھی پلاسٹک کے بنے ہوئے لباس تھے جو انہوں نے اتار کر اس کھوہ میں ڈال دیئے جس کھوہ میں عمران نے اپنا لباس چھپایا تھا۔ ان سب کی آنکھوں پر بھی گاگلز لگے ہوئے تھے انہوں نے رومال سے اپنے چہرے صاف کر لئے تھے لیکن سب کے چہروں پر تیل کے دھبے واضح دیکھے جا سکتے تھے۔

"ہمیں سب سے پہلے ٹینکر کی چھت پر سے تیل صاف کرنا ہے جو ہمارے باہر نکلنے سے چھت پر جگہ جگہ لگ گیا ہے اور زمین پر بھی تیل موجود ہے۔ اسے بھی صاف کر دو۔ یہاں ایسی صفائی کرو کہ کسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ ٹینکر کا ایئر ٹائٹ ڈھکن کھولا گیا ہے اور ہم اس سے نکل کر باہر آ گئے ہیں"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اور وہ دوبارہ ٹینکر کی طرف بڑھ گئے۔ خاور اور نعمانی ٹینکر پر چڑھ گئے اور رومالوں سے ٹینکر پر لگا تیل صاف کرنے لگے اور انہوں نے ٹینکر کا ڈھکن دوبارہ بند کر کے ایئر ٹائٹ کر دیا جبکہ باقی سب اپنے قدموں کے نشانوں اور لباسوں سے زمین پر ٹپکنے والے تیل پر مٹی ڈال کر نشان مٹانا شروع ہو گئے۔ عمران نے اسلحے والا تھیلا کھولا اور اس میں سے اسلحہ نکال نکال کر الگ الگ کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اپنے حصے کا اسلحہ اٹھایا اور اس پہاڑی کا بغور جائزہ لینے لگا جس کے قریب وہ کھڑا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی سارا کام کر کے واپس آ گئے انہوں نے وہاں ایسی صفائی کر دی تھی کہ واقعی اب وہاں ایسا کوئی نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ کوئی ٹینکر کھول کر باہر آیا ہے اور وہاں تیل بکھرا ہوا ہے۔

''اس سے پہلے کہ کوئی یہاں آئے۔ ہمیں چھپنے کے لئے کوئی جگہ ڈھونڈنی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ ہمیں چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ ہے ہم بیس کیمپ میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان پر دھاوا بول دیتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہر کام کا ایک مخصوص وقت ہوتا ہے تنویر۔ جلد بازی کام بگاڑ دیتی ہے''...... جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے اسے جولیا کی بات سمجھ میں آ گئی ہو۔

''اس طرف ایک غار ہے۔ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں۔ اگر غار اندر سے کشادہ ہوا تو ہم اس میں چھپ بھی سکتے ہیں اور اس طرف آنے والے افراد کو چیک بھی کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے دائیں طرف ایک غار کا دہانہ دیکھتے ہوئے کہا۔ دہانہ زیادہ چوڑا تو نہیں تھا لیکن وہ سمٹ سمٹا کر ایک ایک کر کے اندر جا سکتے تھے۔ عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر کیپٹن شکیل اس دہانے کے قریب گیا اور اندر جھانکنے لگا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک ٹارچ نکالی اور اسے روشن کر کے روشنی اندر ڈالنے لگا اور پھر وہ جھکا اور

غار میں داخل ہو گیا۔

عمران کے کہنے پر ان سب نے اپنے اپنے حصے کا اسلحہ اٹھا لیا تھا۔ وہ سب چوکنے تھے کیونکہ پہاڑی کے بائیں طرف ایک نشیبی سڑک تھی جو مخالف سمت سے آ رہی تھی وہاں سے کسی وقت کوئی آ سکتا تھا اور وہ جہاں کھڑے تھے انہیں سڑک سے آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔

''کیپٹن شکیل اگر گرین سگنل دے تو تم سب غار میں چلے جانا۔ ہمیں کم از کم رات ہونے تک یہیں رکنا ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اندھیرے میں ہم بیس کیمپ کے ارد گرد کوئی ایسا راستہ تلاش کر سکیں کہ کسی طرح ہمارا کرنل ہیمر سے ٹکراؤ نہ ہو۔ اس سے ٹکراؤ کی صورت میں ہم ان کی نظروں میں آ جائیں گے پھر ہمیں جگہ جگہ رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلیک ہارٹ کو بھی ہماری آمد کا علم ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کی فورس فوراً حرکت میں آ جائے گی اور ہمارے لئے آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا کیونکہ بلیک ہارٹ کی فورس ہمیں ہر صورت میں روکنے اور ہلاک کرنے کی کوشش کرے گی جبکہ ہمیں جلد سے جلد ان کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچنا ہے''...... عمران نے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''کیا تم ہمارے ساتھ غار میں نہیں جاؤ گے''...... جولیا نے پوچھا۔

"میں پہاڑی پر جا کر اوپر سے دیکھتا ہوں کہ دوسری طرف کیا ہے ہو سکتا ہے کہ اوپر سے دوسری طرف مجھے کوئی ایسا راستہ دکھائی دے جائے جہاں سے ہم اس بیس کیمپ سے بچ کر نکل سکتے ہوں"...... عمران نے کہا اسی لمحے کیپٹن شکیل دہانے سے نکلتا نظر آیا اور وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"باہر سے غار اتنا چوڑا نہیں ہے لیکن اندر اس میں بہت جگہ ہے اور غار دور تک چلا گیا ہے۔ غار صاف ستھرا ہے۔ میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ مکڑیوں اور ان کے جالوں کے سوا اندر کوئی خطرناک چیز موجود نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"غار کہاں تک جاتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کافی دور تک جا رہا ہے۔ میں آگے نہیں گیا لیکن غار کی طوالت سے میں اندازاً کہہ سکتا ہوں کہ اس کا دوسرا دہانہ یقیناً پہاڑی کی دوسری طرف ہی نکلتا ہو گا کیونکہ اندر خاصی ہوا بھی موجود ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم سب اندر چلو میں ابھی آتا ہوں۔ اور ہاں ان چاروں کو بھی اندر لے جاؤ۔ ان کے لباس ہمارے کام آ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلائے اور دہانے کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر، تنویر، چوہان اور خاور نے ایک ایک بے ہوش فوجی کو اٹھا لیا تھا اور پھر وہ انہیں لے کر غار میں چلے گئے اور عمران ادھر ادھر دیکھتا ہوا پہاڑی پر چڑھنا شروع ہو گیا۔ پہاڑی زیادہ اونچی نہیں تھی۔ ابھی عمران پہاڑی پر چڑھنا شروع ہوا ہی تھا کہ اسے بائیں طرف سے ایک جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی۔ عمران تیزی سے پلٹا تو اسے اس طرف سے ایک جیپ آتی دکھائی دی۔ جیپ دیکھ کر عمران بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف موجود ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ چٹان خاصی چوڑی تھی وہ اس کے پیچھے دبک گیا اب جب تک کوئی اوپر نہ آ جاتا اسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔

جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی اس طرف آ رہی تھی اور پھر جیپ ٹینکر کے قریب آ کر رک گئی اس میں ایک ادھیڑ عمر فوجی کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان فوجی بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ رکتے ہی ادھیڑ عمر فوراً اچھل کر نیچے آ گیا۔

"یہ کیا۔ جانسن اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اس ٹینکر کے پاس رہیں گے پھر وہ ٹینکر یہاں اس طرح اکیلا چھوڑ کر کہاں چلے گئے ہیں"...... ادھیڑ عمر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے اور انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں سر۔ میں نے تو جانسن کو تین افراد کے ساتھ یہاں آتے دیکھا تھا"...... دوسرے شخص نے کہا۔

"تو پھر کہاں گئے وہ۔ ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے۔ میں ان سے کیمپ میں جا کر پوچھوں گا۔ تم اس ٹینکر کو یہاں سے لے جاؤ اور اسے آگ لگا کر کسی کھائی میں پھینک دو"...... ادھیڑ عمر نے کہا

جس کی آواز سے عمران نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ میجر ٹام تھا۔

"لیکن سر۔ کرنل صاحب نے تو کہا تھا کہ پہلے اس ٹینکر کی چیکنگ کرنی ہے۔ اگر اس میں کچھ ہوا تو اسے تباہ کرنا ہے ورنہ نہیں"...... اس شخص نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے کرنل صاحب نے ہی اس ٹینکر کو تباہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہیں بلیک ہارٹ ایجنسی سے فون آیا تھا۔ کرنل صاحب کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ڈاٹ آئل کمپنی کے کسی ٹینکر کو اسرائیل میں داخل نہ ہونے دیں۔ بلیک ہارٹ کی یہاں کوئی ٹیم آ رہی ہے جو خود ان ٹینکروں کی چیکنگ کرنا چاہتی ہے اور کرنل صاحب نے انہیں بتایا تھا کہ ڈاٹ آئل کمپنی کے دو آئل ٹینکر حادثے کا شکار ہو کر تباہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس سے پہلے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کی چیکنگ ٹیم یہاں آئے اس ٹینکر کو تباہ کر دیا جائے"...... میجر ٹام نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کی ٹیم کا یہاں آنے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ انہیں کسی طرح سے اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ٹینکر میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ٹینکر رکوانے کا حکم دیا تھا کہ جب تک وہ خود آ کر ٹینکر چیک نہیں کر لیتے۔ ان ٹینکروں کو وہاں سے نہ جانے دیا جائے۔

"بلیک ہارٹ ایجنسی۔ اوہ۔ لیکن سر بلیک ہارٹ ایجنسی ان ٹینکروں کو کیوں چیک کرنا چاہتی ہے۔ ہم نے ان ٹینکروں کی ہر

طرح کی جانچ پڑتال کر لی ہے۔ پھر انہیں ٹینکر چیک کرنے کی کیا ضرورت ہے"...... دوسرے شخص نے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ اس بات سے خود کرنل ہیمر بھی حیران ہے۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کے نمبر ٹو کارگ فلے نے انہیں کال کی تھی اور اس کا حکم ماننا کرنل صاحب کی مجبوری ہے کیونکہ بلیک ہارٹ ایجنسی کا اسرائیل پر مکمل ہولڈ ہے اور اسرائیل کی تمام ایجنسیاں اور فورسز ان کے احکامات ماننے کی پابند ہیں"...... میجر ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یہ تو ہے۔ بلیک ہارٹ ایجنسی واقعی یہاں کسی پر بھی اپنا حکم تھوپ سکتی ہے۔ ان سے پوچھنے والا یہاں کوئی نہیں ہے وہ یہاں ہر قسم کی من مانیاں کر سکتی ہے"...... دوسرے شخص نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہر حال۔ کرنل صاحب نے ان کو اٹھارہ ٹینکروں کا بتایا ہے جو سٹاک وے میں موجود ہیں اس لئے تم جا کر فوراً اس ٹینکر کو آگ لگا کر کسی گہری کھائی میں پھینک دو تا کہ ان کے آنے سے پہلے یہ مسئلہ ختم ہو جائے"...... میجر ٹام نے کہا اور دوسرا شخص اثبات میں سر ہلا کر ٹینکر کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ ٹینکر میں سوار ہوا اور ٹینکر سٹارٹ کر کے وہاں سے لیتا چلا گیا۔

میجر ٹام ہونٹ بھینچے چاروں طرف دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے بھی تاثرات صاف دکھائی دے

رہے تھے۔ اس کا غصہ شاید ان فوجیوں کے لئے تھا جنہیں اس نے ٹینکر کی حفاظت کے لئے یہاں بھیج رکھا تھا اور اب وہ سب وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

''کہاں جا سکتے ہیں وہ چاروں''...... میجر ٹام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اچانک اسے بری طرح سے چونکتے ہوئے دیکھا۔ میجر ٹام کی نظریں غار کے اس دہانے پر جم گئی تھیں جس میں عمران کے ساتھی داخل ہوئے تھے۔

میجر ٹام چند لمحے دہانے کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چونکنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے شک ہو گیا ہو کہ غار میں کوئی موجود ہے۔ اس کی چھٹی حس واقعی بے حد تیز تھی۔ جس نے اسے غار کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا حالانکہ غاو کی طرف سے ایسی کوئی آواز سنائی نہیں دی تھی جو اس کے چونکنے کا باعث بنتی۔ اگر غار میں سے کوئی آواز آتی تو آواز عمران بھی سن لیتا۔ اس لئے میجر ٹام کا چونکنا اس کی چھٹی حس کی ہی وجہ ہو سکتی تھی۔

میجر ٹام آگے بڑھا اور پھر وہ غار کے دہانے کے نزدیک آ گیا۔ اس نے دائیں طرف ہولسٹر سے اپنا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا اور دہانے کے ساتھ ایک چٹان کے ساتھ لگ گیا تھا۔ اس کے کان دہانے کی طرف ہی تھے جیسے وہ اندر سے کوئی آواز سننے کی کوشش کر رہا ہو۔

چند لمحے وہ اندر سے آواز سننے کی کوشش کرتا رہا پھر وہ سیدھا ہوا اور دہانے سے اندر جھانکنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اندر شاید اندھیرا تھا کیونکہ اسے وہاں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اسے اچانک ایک خیال آیا۔ وہ تیزی سے چٹان کی آڑ سے نکلا اور نہایت احتیاط سے چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے جانے لگا۔ وہ اس انداز میں چٹانیں پھلانگ رہا تھا کہ کسی طرح اس کے قدموں کی آواز میجر ٹام کے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن میجر ٹام اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار تھا اس نے اچانک سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر پہاڑی سے نیچے آتے ہوئے عمران پر پڑی وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں سیدھا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتا عمران نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی اور اڑتا ہوا پوری قوت سے میجر ٹام سے آ ٹکرایا۔ میجر ٹام کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ پشت کے بل گر گیا اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا تھا۔ عمران اس کے اوپر تھا۔ میجر ٹام نے اسے خود پر سے دھکیلنا چاہا لیکن اسی وقت عمران کا ایک زور دار پنچ اس کے منہ پر پڑا اور میجر ٹام ایک بار پھر چیخ اٹھا۔ عمران کا دوسرا پنچ ٹھیک اس کی کنپٹی پر پڑا اور میجر ٹام کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا۔ میجر ٹام کا ساتھی ٹینکر لے کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔ عمران اٹھا اور اس نے میجر ٹام کا ریوالور اٹھا کر

جیب میں ڈالا اور پھر واپس میجر ٹام کی طرف آ گیا۔ اس نے میجر ٹام کے دونوں پہلوؤں میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھایا اور پھر اسے لے کر غار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دہانے کے قریب آ کر اس نے مخصوص انداز میں سیٹی بجائی تو چند ہی لمحوں میں صفدر دہانے کی طرف آ گیا۔

"یہ کون ہے"...... صفدر نے عمران کے ہاتھوں میں میجر ٹام کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اسے اندر لے جاؤ۔ میں اوپر سے اپنا اسلحہ لے کر آتا ہوں۔ واپس آ کر بتاؤں گا کہ یہ موصوف کون ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ہاتھوں سے میجر ٹام کو لے لیا اور اسے غار کے اندر لے گیا۔ عمران دوبارہ پہاڑی پر چڑھا اور چٹان کے پیچھے رکھا ہوا اپنا اسلحہ لے کر واپس آ گیا۔ غار میں داخل ہو کر وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ شروع میں غار واقعی تنگ تھا لیکن آگے جا کر غار خاصا چوڑا ہو گیا تھا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر صفدر نے ٹارچ روشن کر دی تھی۔ وہ سب غار کے ایک کھلے حصے میں موجود تھے جہاں چار فوجیوں کے ساتھ میجر ٹام بھی ایک طرف زمین پر پڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"میجر ٹام کو تم کہاں سے لائے ہو"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باہر ایک جیپ موجود ہے اور ٹینکر کو یہاں سے ہٹا دیا گیا

ہے۔ شاید میجر ٹام اس طرف کسی ساتھی کے ساتھ آیا ہو گا اور میجر ٹام نے اسے ٹینکر ٹھکانے لگانے کے لئے بھیج دیا ہو گا اور عمران صاحب نے موقع دیکھ کر اسے چھاپ لیا ہو گا"...... صفدر نے کہا جس نے باہر موجود جیپ دیکھ لی تھی۔

"صفدر کا تجزیہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ یہ میجر ٹام ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کے سینے پر اس کے رینک کے ساتھ اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے"...... جولیا نے جواب دیا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"کیا انہوں نے ٹینکر کی چیکنگ کی تھی"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"نہیں۔ میجر ٹام نے آتے ہی اپنے ساتھی کو حکم دیا تھا کہ وہ جا کر ٹینکر کو فوراً ٹھکانے لگا دے۔ اس کا ساتھی ٹینکر کو آگ لگا کر کسی کھائی میں پھینکنے کے لئے گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"اوہ۔ پھر تو اچھا ہوا ہے کہ ہم ٹینکر سے باہر آ گئے تھے ورنہ شاید ہمیں ٹینکر سے نکلنے کا موقع ہی نہ ملتا اور ہم ٹینکر کے ساتھ جلتے ہوئے کھائی میں جا گرتے"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن انہوں نے اتنی جلدی اور چیکنگ کئے بغیر ٹینکر جلا کر

کھائی میں پھینکنے کا حکم کیوں دیا ہے حالانکہ کرنل ہیمر نے کہا تھا کہ ٹینکر کی اندر سے چیکنگ کی جائے اور اگر اس میں کوئی مشکوک چیز ہو تب اس ٹینکر کو تباہ کیا جائے۔ اب جبکہ ہم ٹینکر سے نکل آئے تھے تو ٹینکر میں کیا مشکوک چیز باقی رہ جاتی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ٹینکر کو تباہ کرنے کے لئے بھیج دیا ہے“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل ہیمر بلیک ہارٹ ایجنسی سے اپنا جھوٹ چھپانا چاہتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”بلیک ہارٹ ایجنسی۔ جھوٹ۔ کیا مطلب“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے انہیں وہ ساری باتیں بتا دیں جو میجر ٹام نے اپنے ساتھی کو بتائی تھیں۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کو ہمارے یہاں آنے کی رپورٹ مل چکی ہے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہاتھ بہت لمبے ہیں اور ان کی آنکھیں اور کان ہر وقت کھلے رہتے ہیں وہ بھی ہماری طرح اپنی طرف بڑھنے والے خطرے کی بو بہت پہلے سے سونگھ لیتے ہیں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”کیا انہیں یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم ایک آئل ٹینکر میں چھپ کر یہاں آئے ہیں“...... تنویر نے پوچھا۔

”یقینی بات ہے اسی لئے تو کارگ فلے نے کرنل ہیمر کو حکم دیا ہے کہ وہ ٹینکر اسرائیل نہ جانے دے جب تک کہ اس کی چیکنگ کرنے والی ٹیم وہاں پہنچ کر ان ٹینکروں کی خود چیکنگ نہ کر لے“...... عمران نے کہا۔

”ان کا مقصد اگر ہماری ہلاکت ہے تو وہ یہاں پوری تیاری سے آئیں گے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ظاہر سی بات ہے۔ بلیک ہارٹ کے پاس اس حد تک اختیارات ہیں کہ وہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اس پورے کیمپ کو بھی تباہ کر سکتے ہیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو ہمیں یہاں چھپے نہیں رہنا چاہئے۔ ان کے پاس ایسے سائنسی آلات بھی تو ہو سکتے ہیں جن کی مدد سے وہ ہماری یہاں موجودگی چیک کر سکیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ اس پوری پہاڑی کو ہی اڑا دیں گے“...... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ اسی لئے میں میجر ٹام کو یہاں اٹھا لایا ہوں۔ اس کا قد کاٹھ میرے جیسا ہی ہے۔ میں اس کا میک اپ کر کے بیس کیمپ میں جاتا ہوں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ بلیک ہارٹ ایجنسی یہاں ہمیں تلاش کرنے کے لئے کیا اقدام کرنے والی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ بیس کیمپ سے کوئی ہیلی کاپٹر اڑا لوں تاکہ ہم سب اس میں سوار ہو کر یہاں سے نکل جائیں۔ اس کے لئے میں بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہی کسی ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کی کوشش کروں گا“...... عمران

نے سوچتے ہوئے کہا۔

''یہاں چار افراد اور بھی ہیں۔ اگر آپ کہیں تو ہم میں سے چار افراد آپ کے ساتھ جا سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ دیکھ لو ان میں سے کس کس کا قد کاٹھ تم میں سے ملتا ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا پھر اچانک اس کی نظریں جولیا کے چہرے پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا ہوا''...... اسے اچھلتے دیکھ کر جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا باقی سب بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے انہیں عمران کے اس طرح اچھلنے کی وجہ سمجھ میں نہ آئی ہو۔ وہ تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔ اس نے جولیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور اس کی آنکھیں غور سے دیکھنے لگا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

''ایک منٹ۔ پلکیں مت جھپکانا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے غور سے جولیا کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''بات کیا ہے تم اس قدر پریشان کیوں ہو گئے ہو''...... جولیا نے اسے پریشان ہوتے دیکھ کر کہا۔

''ابھی بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں غور سے دیکھنے لگا۔ صفدر کے بعد اس نے کیپٹن شکیل اور پھر تنویر کی آنکھیں چیک کیں تو اس کی

تشویش اور زیادہ بڑھ گئی۔

''صفدر تم ایک کام کرو۔ میری آنکھوں کو غور سے دیکھو۔ جلدی''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

''کیا تمہیں میری آنکھوں کے کناروں پر ہلکے ہلکے بلیو سپاٹس دکھائی دے رہی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''بلیو سپاٹس''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور غور سے اس کی آنکھوں کے کناروں کی طرف دیکھنے لگا۔

''اوہ ہاں۔ بلیو سپاٹس تو ہیں لیکن یہ بہت ہلکے ہیں بہت غور سے دیکھنے پر ان کا پتہ چلتا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تم سب کی آنکھوں کے کنارے بھی اسی طرح نیلے نیلے ہیں اور واقعی یہ اس قدر ہلکے ہیں کہ میں بھی انہیں اب تک چیک نہیں کر سکا تھا اب اچانک صفدر نے ٹارچ اوپر کی تو اس کی روشنی جولیا کی آنکھوں میں پڑی تھی جس سے مجھے اس کی آنکھوں میں ہلکے ہلکے چند بلیو سپاٹس نظر آ گئے تھے۔ اسی لئے میں چونکا تھا اور میں نے تم سب کی آنکھیں چیک کی تھیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ بلیو سپاٹس ہیں کیا اور ان سے پریشانی کی کیا بات ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہ پوچھو۔ کون سی پریشانی والی بات نہیں ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''چلو یہی بتا دو''...... جولیا نے جواباً مسکرا کر کہا۔

''آنکھوں کے حلقوں کے کناروں پر موجود بلیو سپاٹس اس بات کا اشارہ کرتے ہیں کہ ہم بلیک ہارٹ ایجنسی کی نظروں میں ہیں وہ ہمیں اس طرح سے دیکھ رہے ہیں جیسے کسی کو کیمرے سے لائیو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے ہم پر باقاعدہ لائٹ فلیش کیا گیا ہے اور ہماری آنکھوں میں اس کا اثر جذب ہو گیا ہے۔ لائٹ فلیش کا لنک ایک سیٹلائٹ سے ہوتا ہے جس سے ہمیں آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے''...... عمران نے انہیں تفصیل بتائی تو ان کے چہروں پر بھی تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

''لیکن یہ لائٹ فلیش ہماری آنکھوں میں آیا کیسے۔ اب تک ہمارا کسی سے سامنا بھی نہیں ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس کے لئے ایک مخصوص کیمرے سے ہماری تصویریں کھینچی گئی ہوں گی جس کا ہمیں پتہ نہیں چلا تھا۔ اس لائٹ فلیش کا اثر کئی روز تک رہتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ یہ اثر ختم ہو جاتا ہے لیکن جب تک لائٹ فلیش کا اثر رہتا ہے ہماری ایک ایک حرکت پر آسانی سے نظر رکھی جا سکتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا یہ ضروری ہے کہ ہمیں بلیک ہارٹ ایجنسی ہی چیک کر رہی ہو''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ان کے سوا کسی اور کا یہ کام نہیں ہو سکتا ورنہ بیس کیمپ والے ہمیں کب کا گھیر کر ہلاک کر چکے ہوتے اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ ہم پر لائٹ فلیش اس وقت کی گئی تھی جب ہم سب ایک ساتھ تھے۔ اور ایسا یا تو پاکیشیا میں ہوا ہو گا یا پھر اوگان ایئر پورٹ پر کیونکہ اس کے بعد میں تم سب سے الگ ہو گیا تھا اور یہاں تک پہنچنے کے لئے ڈبل زیرو کے ساتھ کام کرتا رہا تھا اور مینگر میں ہم رات کے اندھیرے میں آئے تھے اور اندھیرے میں اگر لائٹ فلیش کیا گیا ہوتا تو مجھے اس کا فوراً پتہ چل جاتا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اس کا مطلب ہے کہ ہم کافی دنوں سے اس لائٹ فلیش کا شکار بنے ہوئے ہیں''...... صفدر نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ حلقوں کے کناروں کے بلیو سپاٹس سے پتہ چلتا ہے کہ لائٹ فلیش کا شکار ہوئے ہمیں آٹھواں یا نواں روز ہے''۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اگر آٹھ نو روز سے ہم لائٹ فلیش کا شکار ہیں اور بلیک ہارٹ ایجنسی ہمیں باقاعدہ چیک کر رہی ہے تو پھر وہ اب تک خاموش کیوں بیٹھی ہوئی تھی انہیں تو بہت پہلے ہم پر حملہ کر دینا چاہئے تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اس بات سے تو میں بھی حیران ہوں۔ واقعی انہیں بہت پہلے حرکت میں آ جانا چاہئے تھا۔ بلکہ لائٹ فلیش سے تو وہ اس

بات کا بھی پتہ چلا سکتے تھے کہ ہم تیل سے بھرے ٹینکر میں چھپے ہوئے ہیں اور وہ چاہتے تو اس ٹینکر کو اوگان میں ہی اڑا سکتے تھے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا اور اب بلیک ہارٹ ایجنسی کی ایک ٹیم ان ٹینکروں کو چیک کرنے کے لئے آ رہی ہے۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ایک تو یہ کہ وہ جان بوجھ کر ہمیں ڈھیل دے رہے ہیں کہ ہم اسرائیل میں داخل ہونے کے لئے کیا کرتے ہیں اور ہمارے کن کن سے لنک ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اور دوسری بات''...... جولیا نے پوچھا۔

''دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ ان کی سیٹلائٹ مشین میں کوئی فالٹ آ گیا ہو گا اسی لئے وہ اب تک ہمیں چیک نہیں کر سکے ہوں گے اب جب ان کی مشین ٹھیک ہوئی ہو گی تو انہیں ہمارے بارے میں پتہ چل گیا ہو گا''...... عمران نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید بات ہوتی اچانک میجر ٹام کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے فوراً میجر ٹام کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا سیل فون نکال لیا۔

عمران نے سیل فون دیکھا تو اس پر کرنل ہیمر کا نام فلیش ہو رہا تھا۔ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور

سیل فون کی رسیونگ کی پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔ اسی لمحے انہیں باہر ہیلی کاپٹروں کے ہوٹروں کی تیز گڑگڑاہٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''یس۔ میجر ٹام سپیکنگ''...... عمران نے میجر ٹام کی آواز کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

''کرنل ہیمر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل ہیمر کی کرخت آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم''...... عمران نے کہا۔

''بلیک ہارٹ ایجنسی والے یہاں پہنچ چکے ہیں۔ تم کہاں ہو''۔ دوسری طرف سے کرنل ہیمر نے پوچھا۔

''میں بس ابھی آ رہا ہوں جناب''...... عمران نے کہا۔

''اس ٹینکر کا کیا کیا ہے۔ اسے تباہ کیا ہے یا نہیں''...... کرنل ہیمر نے پوچھا۔

''یس سر۔ اب تک تو وہ ٹینکر جل کر راکھ بن چکا ہو گا''۔ عمران نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اب تم فوراً واپس آؤ۔ دیکھتے ہیں بلیک ہارٹ ایجنسی والے یہاں آ کر کیا کرتے ہیں''...... کرنل ہیمر نے کہا۔

''یس سر۔ میں بس آ رہا ہوں''...... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے کرنل ہیمر نے رابطہ ختم کر دیا۔

اب ان کے حلیوں میں ہمارا وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے

کیونکہ ہم باقاعدہ بلیک ایجنسی والوں کی نظروں میں ہیں۔ ہم جس روپ میں بھی ہوں گے وہ ہمیں دیکھ لیں گے اس لئے اب ہمیں بیس کیمپ جا کر دھاوا بولنا ہے۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم تنویر ایکشن کریں''...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر تنویر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اسی لمحے عمران ایک بار پھر چونک اٹھا اس بار اس کی نظریں غار کے دہانے کی طرف اٹھ گئی تھیں جہاں سے وہ سب اندر آئے تھے۔

''اسلحہ اٹھاؤ جلدی۔ ہمیں اس غار سے باہر نکلنا ہے ورنہ ہم سب اس غار میں ہی دفن ہو جائیں گے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اپنا اسلحہ اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے دہانے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کی بات سن کر ان سب نے بھی اسلحہ اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے دہانے کی طرف بھاگنے لگے۔ دوسرے لمحے ماحول ایک تیز آواز سے گونج اٹھا۔

ہارگن اپنے ساتھ چار اپاچے ہیلی کاپٹر لایا تھا جس میں اس کے اور پائلٹوں سمیت بیس افراد موجود تھے اس کے لڑاکا ساتھیوں کی تعداد پندرہ تھی ایک وہ خود تھا اور باقی چار پائلٹ تھے۔

اس کے ساتھی ہر طرح کے اسلحے سے لیس تھے۔ ہیلی کاپٹر نہایت تیز رفتاری سے اوگان کی سرحد کی طرف اڑے جا رہے تھے جہاں کارگ للے کے کہنے کے مطابق تو پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے اور ہارگن کو ان سب ایجنٹوں کو ہر حال میں ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا گیا تھا۔

ہارگن کا تعلق بلیک ہارٹ سے ہی تھا جو سپیشل فورس کا انچارج تھا اور سپیشل فورس کا سیکشن تیز رفتار اور نان سٹاپ ایکشن کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس سیکشن کا کوڈ نام ایس گروپ تھا اور ایس گروپ جب بھی حرکت میں آتا تھا تو مجرموں اور غیر ملکی ایجنٹوں کو

ان سے بھاگنے کے لئے واقعی نہ کوئی راستہ ملتا تھا اور نہ ہی کوئی پناہ۔ یہ گروپ اس وقت تک ایکشن میں رہتا تھا جب تک کہ وہ اپنے تمام دشمنوں کا خاتمہ نہ کر دے۔ اس گروپ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ مجرموں کا قبر تک پیچھا نہیں چھوڑتا تھا اور انہیں ہلاک کرنے کے لئے بے دریغ اسلحہ استعمال کرتا تھا۔"

ہارگن کو کارگ فلّے نے پہلے سے ہی پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بتا رکھا تھا اس نے ہارگن سے کہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی وقت اسرائیل میں داخل ہو سکتے ہیں اس لئے وہ اپنے گروپ کو ہر وقت تیار رکھے جیسے ہی اسے معلوم ہو گا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل میں پہنچ گئے ہیں وہ اسے کال کر دے گا اور پھر ہارگن ایس گروپ کو لے کر ان کی سرکوبی کے لئے نکل جائے۔ کارگ فلّے نے ہارگن کو سختی سے ہدایات دے رکھی تھیں کہ اسے ہر حال میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا ہے اور یہ کام اسے اس انداز اور اس تیزی سے کرنا ہے کہ اس کے بارے میں چیف کو کچھ بھی معلوم نہ ہو۔ کارگ فلّے چونکہ بلیک ہارٹ ایجنسی کا نمبر ٹو تھا اس لئے ہارگن کے لئے اس کا ہر حکم چیف کے حکم جیسا ہی تھا اس لئے وہ کارگ فلّے کی کال کے انتظار میں ہی تھا کہ جیسے ہی کارگ فلّے اسے کال کرے گا وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کے لئے اسی وقت نکل کھڑا ہو گا اور پھر وہ ان ایجنٹوں کا اس قدر بھیانک حشر کرے گا کہ دوبارہ کوئی پاکیشیائی ایجنٹ

اسرائیل کی سرحد کے نزدیک بھی آنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ کارگ فلّے نے اسے نو پاکیشیائی ایجنٹوں کے آنے کی اطلاع دی تھی جو بیس کیمپ میں کہیں موجود تھے۔

اپاچے ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتار تھے۔ تھری ناٹ ون بیس کیمپ جو دارالحکومت سے طویل فاصلے پر تھا انہیں وہاں تک پہنچنے میں صرف ایک گھنٹہ لگا تھا۔ بیس کیمپ کے ٹاور سیکشن سے ان کا رابطہ ہو گیا تھا اور انہیں ہیلی کاپٹر بیس کیمپ میں لانے کی اجازت دے دی گئی تھی اور اب چاروں ہیلی کاپٹر بیس کیمپ کے وسطی حصے میں اتر رہے تھے۔ ابھی ہیلی کاپٹروں کے پیڈ زمین سے لگے ہی تھے کہ اسی لمحے ہارگن کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ہارگن نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا۔ سیل فون ٹرانسمیٹر سیٹ اپ پر تھا۔ چونکہ سکرین پر فریکوئنسی ڈسپلے نہیں ہوتی تھی اس لئے سکرین پر نہ کوئی نام آتا تھا اور نہ کوئی نمبر صرف سکرین فلیش ہونا شروع ہو جاتی تھی۔

ہارگن نے فوراً ایک بٹن پریس کیا تو فلیش ہوتی ہوئی سکرین کی فلیشنگ رک گئی اور سپیکر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ ہارگن نے ایک اور بٹن دبایا تو اسے کارگ فلّے کی آواز سنائی دی جو اسے کال دے رہا تھا۔

"یس باس۔ ہارگن انٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ہارگن کے کارگ فلّے کی کال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم بیس کیمپ میں پہنچ چکے ہو۔ اوور"...... دوسری طرف

سے کارگ قلفے کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ میں ابھی پہنچا ہوں۔ ہیلی کاپٹرز بیس کیمپ میں لینڈنگ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا۔ اوور"...... ہارگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ تم ہیلی کاپٹر بیس کیمپ کے جنوبی پہاڑیوں کی طرف لے جاؤ۔ پاکیشیائی ایجنٹ پہلے ایک آئل ٹینکر میں چھپے ہوئے تھے اب وہ اس ٹینکر سے باہر آ گئے ہیں اور ایک پہاڑی غار میں چھپ گئے ہیں۔ تم فوراً اس طرف جاؤ اور اس پہاڑی کو گھیرے میں لے لو اور ان سب کو وہیں ہلاک کر دو۔ جاؤ فوراً جاؤ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کارگ قلفے نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ وہ کس پہاڑی میں موجود ہیں۔ اوور"۔ ہارگن نے پوچھا۔

"بیس کیمپ کے جنوب میں ایک ریتی گان کی پہاڑی ہے جس کی چوٹی پر ایک سفید رنگ کی بڑی سی چٹان پڑی ہوئی ہے اس چٹان پر سیاہ رنگ کا کراس کا ایک نشان بھی بنا ہوا ہے۔ وہ سب اسی پہاڑی کے اندر موجود ہیں۔ اوور"...... کارگ قلفے نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی جا کر اس پہاڑی کو اڑا دیتا ہوں"...... ہارگن نے کہا۔

"دھیان رکھنا ان کے پاس بھی اسلحہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہ الٹا تم پر حملہ کر دیں۔ اوور"...... کارگ قلفے نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں انہیں ایسا کوئی موقع نہیں دوں گا کہ وہ ہم پر حملہ کر سکیں۔ اوور"...... ہارگن نے کہا۔

"او کے۔ جب وہ سب ہلاک ہو جائیں تو مجھے بتا دینا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور"...... کارگ قلفے نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ہارگن نے کہا اور دوسری طرف سے کارگ قلفے نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس وقت تک چاروں ہیلی کاپٹروں کے پیڈ زمین سے لگ چکے تھے۔ کچھ فاصلے پر ایک ادھیڑ عمر ملٹری آفیسر کئی فوجیوں کے ساتھ موجود تھا۔ اس ادھیڑ عمر آفیسر کو دیکھتے ہی ہارگن نے پہچان لیا تھا وہ بیس کیمپ کا انچارج کرنل جیمر تھا۔

ہارگن نے سامنے ہک میں لگا ہوا ہیڈ فون اٹھایا اور اسے اپنے کانوں پر چڑھا لیا۔ ہیڈ فون کے ساتھ مائیک بھی لگا ہوا تھا۔

"آل بلیک برڈز اٹنڈنگ۔ آل بلیک برڈز اٹنڈنگ۔ اوور"۔ اس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آل بلیک برڈز اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے پائلٹوں کی ایک ساتھ آوازیں سنائی دیں۔

"ہم یہاں لینڈنگ نہیں کریں گے۔ دشمن جنوبی پہاڑیوں میں موجود ہیں۔ تمام بلیک برڈز جنوبی پہاڑیوں کی طرف جائیں گے۔ جنوبی پہاڑیوں میں ایک ایسی پہاڑی موجود ہے جس کی چوٹی پر ایک بگ وائٹ راک ہے۔ اس راک پر سیاہ کراس کا نشان بنا ہوا

ہے۔ ہمیں اس پہاڑی کو گھیرنا ہے۔ دشمن اس پہاڑی کے اندر موجود ہیں۔ اوور''...... ہارگن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹیک اپ ناؤ۔ اوور''...... ہارگن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو اشارہ کیا تو اس نے سر ہلا کر ہیلی کاپٹر ایک بار پھر اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی ہیلی کاپٹر بھی اوپر اٹھنے لگے۔ ان ہیلی کاپٹروں کو اس طرح واپس اوپر جاتے دیکھ کر وہاں کھڑا کرنل ہیمر حیران ہو رہا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر واپس اوپر کیوں جا رہے ہیں۔

ہیلی کاپٹر کچھ بلندی پر آئے اور پھر ان کے رخ جنوب کی طرف مڑتے چلے گئے اور پھر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ چونکہ ہیلی کاپٹر زیادہ بلندی پر نہیں تھے اس لئے ہارگن اور پائلٹ آسانی سے نیچے پہاڑیوں کو دیکھ سکتے تھے۔

جیسے ہی ہیلی کاپٹر بلند ہوا اور اس کا رخ جنوب کی طرف ہوا ہارگن کو کچھ فاصلے پر موجود وہ پہاڑی دکھائی دے گئی جس پر ایک بڑی سی سفید رنگ کی چٹان ٹکی ہوئی تھی۔ اس پر سیاہ رنگ سے ایک بڑا سا کراس بھی بنا ہوا تھا۔

''وہ رہی بلیک کراس والی وائٹ راک۔ ہمیں اسی پہاڑی کی طرف جانا ہے''...... ہارگن نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے چونکہ

تمام ہیلی کاپٹروں سے لنک کر رکھا تھا اس لئے ان سب نے بھی اس سفید چٹان کو دیکھ لیا تھا جس پر سیاہ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھے اور اس پہاڑی کے اوپر سے ہوتے ہوئے دوسری طرف ایک میدان میں آ گئے۔

''پہاڑی سے فاصلے پر رکھ کر ہیلی کاپٹرز اتار دو ہیلی کاپٹروں کی گنوں اور میزائلوں کا رخ پہاڑی کی طرف کر دو''...... ہارگن نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر مڑے اور ان ہیلی کاپٹروں کی گنوں اور میزائلوں کے رخ سفید چٹان والی پہاڑی کی طرف ہو گئے اور ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اترتے چلے گئے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹروں کے پیڈز زمین سے لگے اسی لمحے ہیلی کاپٹروں کے دروازے کھلے اور ہیلی کاپٹروں سے مخصوص سیاہ لباسوں میں ملبوس مسلح افراد کودنا شروع ہو گئے۔ ان مسلح افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں اور میزائل گنیں دکھائی دے رہی تھیں اور ان کے لباسوں میں باقاعدہ پاکٹس بنے ہوئے تھے جن میں فالتو میگزین کے ساتھ خطرناک بم بھی موجود تھے اور ان سب نے منہ پر باقاعدہ گیس ماسک لگا رکھے تھے۔

ہیلی کاپٹروں سے کودتے ہی وہ کمانڈو انداز میں بھاگتے ہوئے سفید چٹان والی پہاڑی کے گرد پھیلتے چلے گئے اور انہوں نے فوراً سامنے نظر آنے والے ایک غار کے دہانے کو دیکھ کر پوزیشنیں سنبھال لیں۔ جیسے ہی فورس نے پوزیشنیں سنبھالیں ہارگن نے ہیلی

کاپٹروں کو دوبارہ بلند ہونے کا حکم دیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھے اور پھر تیزی سے پہاڑی کے گرد گھومتے ہوئے ہوا میں معلق ہو گئے۔ چار ہیلی کاپٹروں نے پہاڑی کو چاروں اطراف سے گھیر کر اپنے نشانے پر لے لیا تھا۔

ہارگن کا ہیلی کاپٹر سامنے کے رخ پر تھا جہاں سے وہ پہاڑی کے غار کے دہانے کو صاف دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحے ہارگن دہانے کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر کنٹرول پینل کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے سر پر ہیڈ فون چڑھا ہوا تھا اس نے ہیڈ فون کے ساتھ لگا ہوا مائیک اپنے ہونٹوں کے پاس کیا اور تیز آواز میں بولنا شروع ہو گیا۔ اس کی آواز ہیلی کاپٹر کے نیچے لگے ہوئے میگا فونز سے پورے علاقے میں گونجنے لگی۔

”میں ایس فورس کا کمانڈر ہارگن ان تو پاکیشیائی ایجنٹوں سے مخاطب ہوں جو پہاڑی غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ سب میرے گھیرے میں ہیں اور میرے پاس مسلح فورس، میزائلوں اور بموں کی کوئی کمی نہیں ہے جس سے میں اس ساری پہاڑی کو اڑا سکتا ہوں۔ تم سب اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو میں تمہیں ایک موقع دینے کے لئے تیار ہوں۔ تم سب اپنا اسلحہ غار میں چھوڑ کر اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے غار سے نکل کر باہر آ جاؤ۔ اگر تم سب نے خود کو سرنڈر کر دیا تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ میں تم سب کو زندہ رہنے کا صرف ایک چانس

دے سکتا ہوں اور وہ بھی صرف ایک منٹ کا چانس۔ اگر تم سب اپنا اسلحہ پھینک کر خالی ہاتھ غار سے نکل آتے ہو تو ہم تمہیں یہاں سے زندہ گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ بصورت دیگر اس پہاڑی کے ساتھ تم سب کے بھی چیتھڑے اُڑا دیئے جائیں گے۔ میں پھر دوہرا رہا ہوں۔ تمہارے پاس سرنڈر کرنے کا صرف ایک منٹ ہے اور جیسے ہی ایک منٹ ختم ہو گا اس پہاڑی کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا۔ تمہارا ایک منٹ اب شروع ہو گیا ہے“...... ہارگن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گیا ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھایا اور اس کی نظریں اپنی ریسٹ واچ پر جم گئیں۔ ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے وہ بار بار سامنے غار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”پندرہ سیکنڈ گزر چکے ہیں“...... ہارگن نے کہا لیکن اسے غار کے دہانے پر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا جیسے اسے یقین ہو کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کی آواز سن کر غار سے ضرور نکل کر باہر آ جائیں گے۔

”تیس سیکنڈ گزر گئے ہیں۔ اب تمہاری زندگیاں بچنے کے صرف تیس سیکنڈ باقی ہیں“...... ہارگن نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن اس کے باوجود وہاں خاموشی تھی۔

”وقت گزرتا جا رہا ہے۔ میری بات مان جاؤ ورنہ“...... ہارگن نے اسی طرح انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن غار کا دہانہ اسی طرح سے خالی تھا۔ وہاں انسان تو کجا کسی انسان کا حرکت کرتا ہوا سایہ

بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''صرف پندرہ سیکنڈ ہیں تمہارے پاس''...... ہارگن نے ایک مرتبہ پھر کہا لیکن لاحاصل۔ پاکیشیائی ایجنٹس جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہے تھے۔

''اب میں کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر رہا ہوں''...... ہارگن نے ریسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹین، نائن، ایٹ''...... ہارگن نے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر دیا۔ لیکن اب بھی دہانے سے کوئی باہر نہیں آیا تھا اور نہ ہی کسی کے وہاں سے باہر آنے کے کوئی آثار دکھائی دے رہے تھے۔

''سیون، سکس، فائیو، فور''...... ہارگن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''تھری، ٹو، ون۔ اوکے۔ اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہاری زندگیوں کا وقت اب ختم ہو چکا ہے''...... ہارگن نے چیختے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی فورس کو پیش قدمی یا فائرنگ کا حکم دیتا اچانک غار کے دہانے سے ایک راڈ سا آ کر باہر گرا۔ اس سے پہلے کہ ہارگن اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سرخ رنگ کی تیز روشنی سی پیدا ہوئی اور ہارگن کی آنکھوں میں یکلخت جیسے آگ سی بھر گئی اور اس کے منہ سے بے اختیار زور دار چیخ نکل گئی۔

حصہ اول ختم شد

35B

عمران سیریز نمبر

ڈیول مائنڈ

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
------------ محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

غار کے دہانے کے نزدیک آتے ہی عمران دیوار کے ساتھ چپک گیا۔ اس نے سر پر رکھی ہوئی گاگل فوراً آنکھوں پر چڑھا لی تھی اور پھر اس نے گاگل کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک گاگل کے گلاس نیلے رنگ کے ہو گئے اب وہ گاگل سے کسی ٹیلی سکوپ کی طرح سے آسانی سے باہر دیکھ سکتا تھا۔ وہ جس دیوار کے ساتھ چپکا ہوا تھا وہاں ایک بڑا سا پتھر باہر کی جانب نکلا ہوا تھا جس کی آڑ میں وہ آسانی سے چھپ گیا تھا۔ کراس ویژنل گلاسز سے وہ اس پتھر کے آر پار بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے باہر دیکھا تو اسے ہر طرف سیاہ لباسوں میں موجود مسلح فورس دکھائی دی جو پہاڑی کے گرد نیم دائرے میں پوزیشن سنبھالے ہوئے تھی اور ان کی مشین گنوں کا رخ اسی غار کی طرف تھا۔ عمران نے سر اٹھایا تو اسے ہوا میں تقریباً پچاس فٹ کی بلندی پر سیاہ رنگ کا ایک اپاچے

ہیلی کاپٹر فضا میں معلق دکھائی دیا جس میں لگی گنوں اور میزائلوں کا رخ بھی اسی غار کی طرف تھا۔ اسی دوران اس کے ساتھی بھی آ کر غار کی دائیں بائیں دیواروں کے ساتھ لگ گئے تھے۔ ان میں سے چوہان اور خاور کے ہاتھوں میں میزائل گنیں تھیں جبکہ باقی سب نے مشین گنیں سنبھال رکھی تھیں اور وہ فل ایکشن میں آنے کے لئے بالکل تیار تھے۔

باہر موجود فورس اور اپاچے ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اسے ہیلی کاپٹر میں لگے ہوئے میگا فون سے ہارگن کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی اور جب ہارگن نے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کی تو عمران نے دائیں پہلو کے ساتھ چمڑے کی بیلٹ میں بندھا ہوا ایک راڈ بم کھینچ لیا۔ کاؤنٹ ڈاؤن ختم ہو رہی تھی اور پھر جیسے ہی ہارگن کی کاؤنٹ ڈاؤن ختم ہوئی عمران نے راڈ کے اگلے حصے پر لگے بم کو تیزی سے گھمایا اور اس کے ہاتھ سے راڈ بم نکل کر باہر جا گرا۔

''اپنی آنکھیں بند کر لو جلدی''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے خود بھی آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے باہر ایک زور دار دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے آنکھیں بند ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں سرخ رنگ کی تیز روشنی بھر گئی ہو۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔ دھماکے کے ساتھ ہی باہر جیسے تیز اور انتہائی دردناک چیخوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

عمران نے آنکھیں کھول کر باہر دیکھا تو اسے میدان میں فورس زمین پر گری بری طرح سے تڑپتی اور چیختی دکھائی دی۔

''جلدی کرو۔ باہر نکل کر ان سب کو ختم کر دو۔ میں نے ریڈ لائٹ سے وقتی طور پر انہیں اندھا کر دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ دیکھنے کے قابل ہوں ان پر ٹوٹ پڑو۔ ریڈ لائٹ کا اثر محض پانچ منٹ کے لئے ہوتا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور غار سے نکل کر تیزی سے سامنے کی طرف بھاگتا چلا گیا اس کے ساتھی بھی فوراً غار سے باہر آ گئے۔ غار سے باہر نکلتے ہی ان کی مشین گنوں نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے اور ماحول مشین گنوں کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ تیز انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

عمران نے فورس کی طرف بھاگتے ہوئے مشین پسٹل سے مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی جو آنکھیں ملتے ہوئے بری طرح سے چیختے چلاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ گولیوں کی بارش میں وہ چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گرنے لگے۔ اسی لمحے عمران نے اس ہیلی کاپٹر کو تیزی سے نیچے آتے دیکھا جو ہوا میں معلق تھا۔ ہیلی کاپٹر بری طرح سے ڈول رہا تھا جیسے پائلٹ اسے کنٹرول نہ کر پا رہا ہو۔ شاید وہ بھی ریڈ لائٹ کا شکار ہو گیا تھا اس لئے اسے ہیلی کاپٹر سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ عمران نے سر گھمایا تو اسے پہاڑی کے دائیں بائیں دو اور ہیلی کاپٹر اسی طرح سے

ڈولتے ہوئے دکھائی دیئے۔ پھر ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے آیا اور آگے کی طرف جھک گیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر جھکا اس کے گھومتے ہوئے ہوٹرز ایک پہاڑی چٹان سے ٹکرا کر ٹوٹ گئے اور ہیلی کاپٹر زور دار جھٹکے سے پلٹا اور الٹ کر پہاڑی سے ٹکرا کر گرتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑتے دکھائی دیئے۔ پہاڑی کے نزدیک دوسرا ہیلی کاپٹر ڈولتا ہوا نیچے آنے کی بجائے اوپر کی طرف اٹھ رہا تھا۔ اسے اوپر اٹھتے دیکھ کر چوہان فوراً گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اس نے میزائل گن کا رخ اس ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے لانچر کا بٹن دبا دیا۔ لانچر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس میں سے ایک میزائل نکل کر بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی میزائل ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا آگ کا ایک طوفان سا پیدا ہوا اور ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے۔

جولیا، تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل اور باقی سب مشین گنوں سے فورس کو نشانہ بنا رہے تھے۔ خاور نے نیچے آتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو میزائل سے نشانہ بنانا چاہا لیکن عمران نے چیخ کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا وہ بھاگتا ہوا اس طرف جا رہا تھا جہاں ہیلی کاپٹر لہراتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ بھی ریڈ لائٹ کا شکار ہو گیا تھا اس لئے اسے بھی ہیلی کاپٹر سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے وہ ہیلی کاپٹر خاصا نیچے لے آیا تھا اور جب ہیلی کاپٹر پندرہ سے بیس

فٹ کی بلندی تک آیا تو عمران نے بھاگتے بھاگتے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرف ہوا میں اٹھتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر نیچے آتے آتے اچانک اوپر اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران کے ہاتھ ہیلی کاپٹر کے ایک پیڈ پر جم گئے۔ دوسرے لمحے وہ ہیلی کاپٹر سے لٹکا ہوا دکھائی دینے لگا۔ ہیلی کاپٹر اب بھی لہرا رہا تھا لیکن اب وہ نیچے آنے کی بجائے اوپر اٹھ رہا تھا۔

اسی لمحے پہاڑی کی دوسری طرف سے ایک اور ہیلی کاپٹر نکل کر اس طرف آتا دکھائی دیا۔ یہ ایس فورس کا چوتھا ہیلی کاپٹر تھا جو پہاڑی کی دوسری طرف چلا گیا تھا۔ چوہان کی نظریں اسی طرف لگی ہوئی تھیں وہ جانتا تھا کہ اس طرف بیس کیمپ موجود ہے جہاں اس طرف ہونے والے دھماکوں کی آوازیں آسانی سے پہنچ سکتی تھیں اور صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے کرنل ہیمر کسی بھی وقت کمک لے کر وہاں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے جو ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھتے ہوئے دیکھا تو اس نے فوراً اس ہیلی کاپٹر کا نشانہ لیا اور میزائل داغ دیا۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے اوپر اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے عین فرنٹ سے ٹکرایا اور اس ہیلی کاپٹر کے بھی پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اگر چوہان پہلے سے اس طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ ہیلی کاپٹر بلندی پر جا کر اس طرف آ کر انہیں آسانی سے نشانہ بنا سکتا تھا۔

”ویل ڈن۔ چوہان۔ ویل ڈن۔ تمہارا نشانہ واقعی بے داغ ہے“...... اس کے قریب موجود صفدر نے چوہان کو ہیلی کاپٹر کو تباہ

کرتے دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چوہان کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

ہارگن اپنے ساتھ لمبی چوڑی فورس نہیں لایا تھا۔ مسلح افراد کی تعداد صرف بیس تھی اور عمران نے چونکہ وہاں ریڈ لائٹ بم پھینک دیا تھا جس سے ان سب کی آنکھوں میں سرخ روشنی بھر گئی تھی اور وہ وقتی طور پر اندھے ہو گئے تھے اور سرخ روشنی کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں جیسے آگ سی بھر گئی تھی اس لئے وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے بری طرح سے چیختے چلاتے پھر رہے تھے۔ ریڈ لائٹ کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں بھی گر گئی تھیں جس کی وجہ سے انہیں پاکیشیائی ایجنٹوں پر جوابی فائرنگ کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔ اس لئے جولیا اور اس کے ساتھی ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑ رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں وہاں ایس فورس کی بکھری ہوئی لاشیں دکھائی دے رہی تھیں۔

"اب ہمیں اپنی توجہ بائیں طرف رکھنی چاہئے۔ کرنل ہیمر کسی بھی وقت اپنی فورس لے کر اس طرف آ سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اپاچے ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر چلا گیا تھا جس کے پیڈ کے ساتھ عمران لٹکا ہوا تھا اور ہاتھوں کی مدد سے پیڈ کے اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ہم اس طرف پوزیشن سنبھالتے ہیں۔ خاور، چوہان

تم دونوں میزائل گنیں لے کر پہاڑی پر چلے جاؤ۔ اس طرف کوئی بھی ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دے تو اسے میزائل مار کر فوراً تباہ کر دینا"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور خاور اور چوہان میزائل گنیں لئے تیزی سے پہاڑی کی طرف بھاگتے چلے گئے جبکہ جولیا اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ اس طرف دوڑ پڑی جس طرف سے ایک نشیبی سڑک اس میدان کی طرف آ رہی تھی۔ کرنل ہیمر اپنی فورس لے کر یا تو ہیلی کاپٹروں سے اس طرف آ سکتا تھا یا پھر گاڑیوں میں اسی کچے راستے سے اس کے آنے کا امکان ہو سکتا تھا۔ عمران جس طرح سے چھلانگ لگا کر ہیلی کاپٹر کے پیڈ پر چڑھا تھا اس سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بخوبی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے دوسری طرف بیس کیمپ تھا جہاں کرنل ہیمر اور اس کی بڑی فورس تھی جو کسی بھی وقت اس طرف آ سکتی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھی ہر صورت میں کرنل ہیمر اور اس کی فورس کو اس وقت تک اس طرف آنے سے روکنا چاہتے تھے جب تک کہ عمران اپاچے ہیلی کاپٹر پر قبضہ نہ کر لیتا۔

چوہان اور خاور پہاڑی کی چوٹی پر چلے گئے تھے اور جولیا اور اس کے باقی ساتھیوں نے نشیبی کچی سڑک پر اپنی پوزیشن سنبھال لی تھی۔ تاکہ جیسے ہی کرنل ہیمر کی فورس اس طرف آئے وہ انہیں میدان میں داخل ہونے سے روک سکیں۔

عمران اپنے بازوؤں کے بل اوپر اٹھ کر پیڈ کے اوپر آ گیا تھا۔

پیڈ پر آتے ہی اس نے اپنے دونوں پیر پیڈ پر رکھے اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فرنٹ سائیڈ کے دروازے کا ہینڈل پکڑ لیا اور پھر وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس وقت تک ہیلی کاپٹر میں موجود ہارگن اور ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی آنکھیں کافی حد تک ٹھیک ہو چکی تھیں۔ ان کی آنکھیں سرخ تھیں جس سے مسلسل پانی نکل رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ ہارگن اپنی سائیڈ پر موجود عمران کو دیکھتا۔ عمران نے ہینڈل کو زور دار جھٹکا دیا تو ہیلی کاپٹر کا دروازہ فوراً کھل گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ہارگن اور پائلٹ نے چونک کر دیکھا اور پھر عمران کو دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ شاید انہیں توقع نہیں تھی کہ ہیلی کاپٹر فضا میں ہونے کے باوجود کوئی اوپر آ سکتا ہے۔

"تت۔ تت۔ تم"...... ہارگن نے عمران کی طرف دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا۔ عمران نے فوراً ہارگن کی شرٹ کا کالر پکڑا اور اسے پوری قوت سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ ہارگن نے سیفٹی بیلٹ نہیں باندھی ہوئی تھی۔ زور دار جھٹکا لگنے سے وہ عمران کی طرف الٹا ہی تھا کہ عمران نے اسے پوری قوت سے ہیلی کاپٹر سے باہر اچھال دیا۔ ہارگن کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ ہیلی کاپٹر سے نکل کر نیچے گرتا چلا گیا۔ اس وقت تک ہیلی کاپٹر سو فٹ کی بلندی تک پہنچ چکا تھا۔ اتنی بلندی سے نیچے گر کر ہارگن کا جو حشر ہونا تھا وہ اظہر من الشمس تھا۔ ہارگن کو نیچے گراتے

ہی عمران اچھل کر اندر آ گیا۔ پائلٹ نے جو ہارگن کو اس طرح نیچے گرتے اور دشمن کو ہیلی کاپٹر میں داخل ہوتے دیکھا تو اس کا ہاتھ فوراً کنٹرول پینل کے ساتھ موجود ایک خانے کی طرف گیا جہاں ایک مشین پسٹل پڑا ہوا تھا لیکن اس سے پہلے کہ پائلٹ مشین پسٹل اٹھاتا عمران نے جیب سے فوراً اپنا مشین پسٹل نکالا اور پائلٹ کے سر سے لگا دیا۔ جو اس نے ہیلی کاپٹر کی طرف چھلانگ لگاتے ہوئے واپس جیب میں ڈال لیا تھا۔

"خبردار۔ اگر کوئی حرکت کی تو کھوپڑی اڑا دوں گا"...... عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور پائلٹ کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

"کک۔ کک۔ کیا چاہتے ہو"...... پائلٹ نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ ہارگن کو اس طرح نیچے گر کر ہلاک ہوتے دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔ اس کی آنکھوں میں ابھی تک مرچیں بھری ہوئی تھیں اور اس نے نیچے اپنی فورس کا حشر بھی دیکھ لیا تھا جو لاشوں کی صورت میں پڑی ہوئی تھی۔

"میں تمہیں چاہتا ہوں پیارے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے۔ کیا مطلب"...... پائلٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا ہو۔

"اپنی سیفٹی بیلٹ کھولو۔ جلدی"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جلدی سے اپنی سیفٹی بیلٹ

کھولنی شروع کر دی۔

''گڈ۔ اب اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولو''...... اسے سیفٹی بیلٹ کھولتے دیکھ کر عمران نے کہا۔

''دو۔ دد۔ دروازہ''...... پائلٹ نے بوکھلا کر کہا۔

''دو۔ دد۔ دروازہ نہیں میں نے صرف دروازہ کھولنے کا کہا ہے''......عمران نے کہا۔

''لل۔لل۔لیکن''...... پائلٹ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''جلدی کرو۔ ورنہ''......عمران نے مشین پسٹل کی نال اس کے سر پر زور سے چبھوتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے بوکھلا کر جلدی سے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر سے ہیڈ فونز اتار کر نیچے ڈال دیئے۔

''اب زندہ باہر کودنا پسند کرو گے یا میں تمہاری کھوپڑی اڑا دوں''......عمران نے کہا اور پائلٹ بری طرح سے لرزنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران سے کچھ کہتا عمران کی ٹانگ چلی اور پائلٹ کھلے ہوئے دروازے سے باہر گرتا چلا گیا۔ چند لمحے اس کی لہراتی ہوئی چیخیں سنائی دیتی رہیں پھر خاموشی چھا گئی۔ پائلٹ کے باہر گرتے ہی ہیلی کاپٹر بری طرح سے ڈگمگا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کو یکلخت زور دار جھٹکا بھی لگا تھا جس سے اس کے دونوں سائیڈوں کے دروازے خود ہی زور دار آوازوں سے بند ہو گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر نیچے جھکا اور تیزی سے پہاڑی کی طرف بڑھا لیکن عمران

اچھل کر پائلٹ سیٹ پر آیا اور اس نے فوراً ہیلی کاپٹر کا کنٹرول سنبھال لیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر پہاڑی کے اوپر سے گڑگڑاتا ہوا گزرتا چلا گیا۔ عمران ہیلی کاپٹر پہاڑی پر سے گزار کر دوسری طرف لایا اور پھر واپس موڑ کر اس میدان کی طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف اس کے ساتھی موجود تھے۔ اسی لمحے اسے دائیں طرف ایک سڑک پر بے شمار فوجی گاڑیاں اور فوجی ٹرک دکھائی دیئے جو بیس کیمپ سے نکل کر اس میدان کی طرف جا رہے تھے جہاں بلیک ہارٹ کی ایس فورس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تھا۔

عمران نے پہاڑی پر خاور اور چوہان کو دیکھ لیا تھا۔ عمران چاہتا تو بیس کیمپ سے آنے والی فورس پر اس ہیلی کاپٹر سے حملہ کر سکتا تھا لیکن اسے جلد سے جلد اس علاقے سے اپنے ساتھیوں کو نکالنا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ بلیک ہارٹ ایجنسی والے اسے اور اس کے ساتھیوں کو مسلسل چیک کر رہے ہیں اور انہوں نے یقیناً یہ دیکھ لیا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان کی ایس فورس کا کیا حشر کیا تھا اگر عمران کرنل ہیمر اور اس کی فورس سے مقابلہ کرنا شروع کر دیتا تو اتنی دیر میں بلیک ہارٹ ان کی سرکوبی کے لئے مزید فورس بھیج سکتی تھی جبکہ عمران بلیک ہارٹ کی مزید فورس آنے سے پہلے وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔

اس نے ہیلی کاپٹر میدان میں لا کر اتار دیا۔ اس کے ساتھیوں نے عمران کو ہیلی کاپٹر میں جاتے اور ہیلی کاپٹر سے دو افراد کو نیچے

گرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جس سے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس لئے جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے آیا وہ سب تیزی سے اس کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ خاور اور چوہان نے بھی پہاڑی سے نیچے آنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب ہیلی کاپٹر کے اندر تھے۔ جیسے ہی سارے ساتھی ہیلی کاپٹر میں آئے عمران نے ہیلی کاپٹر ایک بار پھر اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ ابھی عمران ہیلی کاپٹر کچھ ہی بلندی پر لے گیا تھا کہ اچانک میدان میں فوجیوں سے بھری گاڑیاں داخل ہوتی دکھائی دیں۔ سب سے آگے دو جیپیں تھیں جن پر ہیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ جیپیں جیسے ہی پہاڑی موڑ مڑ کر اس طرف آئیں اسی لمحے جیپوں پر لگی ہوئی مشین گنوں سے شعلے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ لیکن جیپیں چونکہ کچے راستے اور نشیب کی طرف آ رہی تھیں اس لئے مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ہیلی کاپٹر کے دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ اس سے پہلے کہ جیپوں کا بیلنس ہوتا اور مشین گنوں سے ہیلی کاپٹر کا صحیح نشانہ لگتا عمران نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاتے ہوئے ان جیپوں کی طرف ایک میزائل داغ دیا۔ میزائل ہیلی کاپٹر کے دائیں پیڈ کے ساتھ لگے ہوئے لانچر سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے جیپوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیپوں میں موجود فوجیوں نے میزائل اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بوکھلا کر چلتی ہوئی جیپوں سے دائیں بائیں چھلانگیں لگا دی۔ اسی

لمحے میزائل ایک جیپ سے ٹکرایا اور جیپ کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ میزائل اس قدر طاقتور تھا کہ دوسری جیپ اور اس کے پیچھے آنے والی ایک بکتر بند گاڑی بھی دھماکے سے اڑ گئی تھی۔

جیپیں اور بکتر بند گاڑی تباہ ہونے کی وجہ سے کچی سڑک بلاک ہو گئی تھی اس لئے پیچھے آنے والی تمام گاڑیاں اور فوجی ٹرک وہیں رک گئے تھے اور عمران کو وہاں سے ہیلی کاپٹر بلندی پر لے جانے کا موقع مل گیا تھا۔ بلندی پر آتے ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ مشرق کی طرف موڑا اور تیزی سے اسے آگے بڑھاتا لے گیا۔

کارگ فلے جیسے ہی مین ہیڈ کوارٹر میں آ کر اپنے مخصوص کیبن میں داخل ہوا اس کے سیل فون پر ٹیکسٹ میسج کی مخصوص بیپ سنائی دی۔ کارگ فلے نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر اس نے ڈسپلے دیکھا تو اس پر اوگان میں موجود فارن ایجنٹ ڈیمرے کا ایک میسج تھا۔ وہ اپنے آفس میں داخل ہو کر اپنی میز کی طرف بڑھا اور میز کے پیچھے جا کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسٹائن اس کے ساتھ ہی آئی تھی وہ پہلے سے ہی میز کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

مارشل سٹینلے نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ ایک نجی کام کے سلسلے میں گریٹ لینڈ جا رہا ہے اس لئے وہ فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے کیونکہ مارشل سٹینلے کی غیر موجودگی میں ہیڈ کوارٹر کا تمام انتظام کارگ فلے ہی سنبھالتا تھا۔ مارشل سٹینلے اس کی گرل فرینڈ کرسٹائن کو

جانتا تھا اور کرسٹائن اس کے ساتھ اکثر ہیڈ کوارٹر آتی رہتی تھی اس لئے کارگ فلے اسے اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔ اس نے کرسٹائن کو اپنے آفس میں بھیج دیا تھا اور خود سٹینلے کو ملنے کے لئے چلا گیا تھا اور اب اس کی واپسی ہوئی تھی۔ جبکہ کرسٹائن اتنی دیر سے اس کے آفس میں ہی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''کس کی کال ہے''...... کرسٹائن نے پوچھا۔

''کال نہیں میسج ہے''...... کارگ فلے نے جواب دیا اور میسج کھول کر ڈیمرے کا میسج پڑھنے لگا جس نے اسے فوراً چینل فائیو پر آنے کا کہا تھا۔ کارگ فلے نے میسج باکس بند کیا اور سیل فون کو ٹرانسمیٹر میں تبدیل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''میں ڈیمرے سے بات کر لوں''...... کارگ فلے نے کرسٹائن سے مخاطب ہو کر کہا تو کرسٹائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کارگ فلے نے دوسری طرف ڈیمرے کو کال دینی شروع کر دی۔

''یس۔ ڈیمرے اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈیمرے کی آواز سنائی دی۔

''کارگ فلے سپیکنگ۔ اوور''...... کارگ فلے نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تھینک گاڈ باس کہ آپ نے مجھے کال کی ہے میں کافی دیر سے آپ کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈیمرے کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ اوور"...... کارگ فلے نے چونک کر کہا۔

"غضب ہو گیا ہے باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں سے نکل گئے ہیں اور انہوں نے ہارگن سمیت اس کی فورس کے بیس افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے کہا تو کارگ فلے بے اختیار اچھل پڑا۔

"کک۔ کک۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو۔ اوور"...... کارگ فلے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ہوش میں ہوں۔ میں نے ویژنل سکرین پر اپنی آنکھوں سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہارگن اور اس کی فورس کو تباہ کرتے دیکھا ہے"...... دوسری طرف سے ڈیمرے نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا اور پھر وہ کارگ فلے کو تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح عمران نے غار سے نکلنے سے پہلے فورس پر ریڈ لائٹ بم پھینکا تھا جس سے نہ صرف میدان میں موجود فورس بلکہ ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس بھی اندھے ہو گئے تھے اور ان کے اندھے ہونے کا فائدہ اٹھا کر عمران اور اس کے ساتھی فوراً غار سے نکل آئے تھے اور انہوں نے فورس پر اس قدر تیز اور شدید حملہ کیا تھا کہ فورس کو ان پر جوابی حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا تھا اور وہ سب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے۔ ڈیمرے نے کارگ فلے کو یہ بھی بتایا کہ کس طرح عمران نے چھلانگ لگا کر اس ہیلی کاپٹر کا ایک پیڈ پکڑ لیا تھا جس میں ہارگن

کاپٹر جیسے ہی نیچے گیا اسی لمحے دونوں ہیلی کاپٹروں کی مشین گنوں کے منہ کھل گئے دونوں نے ایک ساتھ فائرنگ کھول دی تھی۔ عمران نے چونکہ اچانک اپنا ہیلی کاپٹر نیچے کی طرف جھکا دیا تھا اس لئے وہ دونوں ہیلی کاپٹروں سے ہونے والی فائرنگ سے بچ گیا تھا اور وہ دونوں ہیلی کاپٹر بھی چونکہ ایک برابر اڑ رہے تھے اس لئے دونوں ہیلی کاپٹروں سے ہونے والی فائرنگ ایک دوسرے کے ہیلی کاپٹروں پر پڑنے لگی اور پھر یکے بعد دیگرے دو زور دار دھماکے ہوئے اور دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہو گئے۔

عمران نے رسک لیتے ہوئے نہایت ماہرانہ انداز میں ہیلی کاپٹر نیچے کی طرف جھکا دیا تھا ورنہ دونوں طرف سے ہونے والی فائرنگ سے اس کا ہیلی کاپٹر کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکتا تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس عمران کی چالاکی کو سمجھ نہیں سکے تھے کہ عمران ہیلی کاپٹر ان کی برابری پر کیوں اڑا رہا ہے۔ ان کے شاید وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عمران اس قدر تیزی اور مہارت سے اپنا ہیلی کاپٹر نیچے لے جائے گا اور وہ دونوں خود ہی ایک دوسرے کی فائرنگ کی زد میں آ جائیں گے۔

"ویل ڈن۔ یہ ہوئی نا بات۔ بڑے آئے تھے ہمیں نشانہ بنانے والے"...... تنویر نے پرجوش لہجے میں کہا اور اس کا پرجوش انداز دیکھ کر وہ سب مسکرا دیئے۔

"پائلٹ سیٹ پر عمران صاحب بیٹھے ہوں تو دوسرے کسی گن

شپ ہیلی کاپٹر والوں کی کیا مجال کہ ہمیں ہٹ کر سکیں، یہ تو گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں اگر عمران صاحب کو چاروں طرف سے فائٹر طیارے بھی گھیر لیں تو یہ ان سے بھی بچ نکلنے اور الٹا انہیں تباہ کرنے کا گر جانتے ہیں''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا اب اس کے سامنے ایک ہیلی کاپٹر تھا جو نہایت تیزی سے اس کے آگے اڑا جا رہا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا تیزی سے موڑ کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا جیسے اس کی کوشش ہو کہ وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر عمران کے ہیلی کاپٹر کے پیچھے آ جائے۔ لیکن وہ جس طرف مڑتا تھا عمران بھی اپنا ہیلی کاپٹر اسی طرف موڑ لیتا تھا۔ اگر وہ ہیلی کاپٹر زگ زیگ انداز میں لہراتا تو عمران بھی اس کے پیچھے اپنا ہیلی کاپٹر لہرانا شروع کر دیتا تھا۔ اسی طرح ہیلی کاپٹر کبھی اوپر اٹھنے کی کوشش کرتا اور کبھی جھک کر نیچے جانا شروع ہو جاتا۔ وہ ہر قیمت پر عمران سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا تھا لیکن عمران اسے کوئی موقع نہیں دے رہا تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے اڑتے ہوئے میدانوں، دریاؤں اور پہاڑیوں کے اوپر سے گزرتے چلے جا رہے تھے۔ ان کی بلندی کبھی بڑھ جاتی تھی اور کبھی دونوں ہیلی کاپٹر اتنا نیچے آ جاتے تھے کہ بعض اوقات ایسا لگتا تھا جیسے دونوں ہیلی کاپٹر نیچے پہاڑیوں کی چوٹیوں سے ٹکرا جائیں گے۔

اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ بھی خاصا مشاق معلوم ہو رہا تھا وہ جس

انداز میں ہیلی کاپٹر موڑ رہا تھا اور زگ زیگ انداز میں گھما رہا تھا کوشش کے باوجود عمران ابھی تک اسے اپنے ٹارگٹ میں نہیں لے سکا تھا۔ اس نے ایک دو بار دوسرے ہیلی کاپٹر پر گولیاں برسائی تھیں لیکن پائلٹ نہایت مہارت سے خود کو ان گولیوں سے بچا گیا تھا۔ اس لئے عمران نے اس پر فائرنگ کرنا ترک کر دیا تھا اس کا انگوٹھا میزائل فائر کرنے والے بٹن پر تھا وہ اس ہیلی کاپٹر کو میزائل مار کر تباہ کرنا چاہتا تھا لیکن ہیلی کاپٹر کسی طرح اس کے ٹارگٹ میں آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

''یہ کیا تم اس کے ساتھ بلی چوہے کا کھیل کھیل رہے ہو۔ ہٹ کرو اسے۔ اگر یہ اسی طرح ہم سے بچتا رہا تو اتنی دیر میں اسرائیل سے اور گن شپ ہیلی کاپٹر اور فائٹر طیارے یہاں پہنچ جائیں گے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ کسی طرح سے قابو نہیں آ رہا ہے۔ پائلٹ ضرورت سے زیادہ چالاک ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا وہ تم سے بھی زیادہ چالاک ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور اس کا جواب سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''نہیں وہ مجھ سے زیادہ چالاک نہیں ہے اگر وہ مجھ سے زیادہ چالاک ہوتا تو تم میرے ساتھ نہیں بلکہ اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہوتی''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... جولیا نے حیران ہو کر کہا

جیسے وہ عمران کی بات نہ سمجھی ہو۔

"بس جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ اب میں ہر بات کا تمہیں کیا مطلب بتایا کروں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔ سامنے ہیلی کاپٹر اسی طرح عمران سے بچتا ہوا کافی نیچے آ گیا تھا۔ نیچے پہاڑیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں کے دائیں بائیں مڑ رہا تھا جیسے پائلٹ کسی پہاڑی کا موڑ مڑ کر عمران کو ڈاج دے کر اس کے پیچھے آنا چاہتا ہو۔ لیکن عمران اسے ایسا کرنے کا کوئی موقع نہیں دے رہا تھا۔

"ایسے بات نہیں بنے گی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک بڑی پہاڑی کے دائیں طرف مڑ گیا تو عمران نے اس کے پیچھے جانے کی بجائے اپنا ہیلی کاپٹر بائیں طرف موڑ لیا اور ایک پہاڑی کے گرد گھومتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ جیسے ہی اس نے موڑ کاٹا اسے دوسری پہاڑی کے پیچھے سے مخالف ہیلی کاپٹر نکل کر اس طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر یکلخت زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

پائلٹ نے اس ہیلی کاپٹر کو دیکھا تو اس نے ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھانا چاہا لیکن اب عمران بھلا اسے کب موقع دینے والا تھا اس نے لیور پر لگے ہوئے سرخ بٹن کو پریس کیا تو لانچر سے ایک میزائل نکل کر اوپر اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے جا ٹکرایا اور اس ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

"وہ مارا۔ یہ ہوئی نا بات"...... جولیا نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔ چوتھے ہیلی کاپٹر کو ہٹ ہوتے دیکھ کر ممبران کے چہروں پر بھی سکون آ گیا تھا کیونکہ یہ ہیلی کاپٹر کسی طرح عمران کے قابو میں ہی نہیں آ رہا تھا۔ لیکن عمران بھلا اسے آسانی سے کہاں چھوڑنے والا تھا۔ اس نے آخر کار چوتھے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو ڈاج دے کر اس کا ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا تھا جو بڑی چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک بڑی پہاڑی کا چکر کاٹ کر عمران کے ہیلی کاپٹر کے پیچھے آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر آف کر رکھا تھا۔ وہ سب چونکہ لائٹ فلیش کا شکار بنے ہوئے تھے اور نہیں باقاعدہ مانیٹر کیا جا رہا تھا اس لئے عمران نے غار سے نکلتے ہی بلیک ہارٹ ایجنسی کے ایس گروپ پر ڈائریکٹ ایکشن کر دیا تھا کیونکہ وہ جہاں بھی جاتے انہیں ہر جگہ آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا لیا تھا اور اسے بلندی پر لا کر ایک بار پھر اسرائیل کی جانب پرواز کرنا شروع کر دیا تھا۔

"پہلے تم سب اپنی آنکھوں پر سیاہ پٹیاں باندھو"...... عمران نے کہا۔

"سیاہ پٹیاں۔ کیوں"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"لائٹ فلیش سے ہم اسی صورت میں بچ سکتے ہیں جب ہماری

آنکھوں پر سیاہ پٹیاں بندھی ہوئی ہوں گی۔ سیاہ پٹیوں سے سب کی آنکھوں میں موجود بلیو سپاٹس چھپ جائیں گے پھر بلیک ہارٹ ایجنسی والے ہمیں ڈائریکٹ مانیٹر نہیں کر سکیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور تم۔ اگر تم نے بھی سیاہ پٹی باندھ لی تو ہیلی کاپٹر کیسے اڑاؤ گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''میری فکر نہ کرو۔ میرے پاس آئی لینز واش کرنے والا لوشن موجود ہے میں اسے آنکھوں میں ڈال کر اس سے بلیو سپاٹس واش کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ہمیں سیاہ پٹیاں باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم بھی اسی لوشن سے اپنی آنکھیں صاف کر لیتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں میرے پاس لوشن کی مقدار کم ہے اس سے صرف ایک شخص ہی آنکھیں صاف کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم کب تک سیاہ پٹیاں باندھے رہیں گے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''جب تک ہم اس ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور یہ ہیلی کاپٹر ہمیں کہاں لے جا رہا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''آسمان کی بلندیوں پر''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میرا مطلب ہے کہ اب تم ہمیں کہاں لے جا رہے ہو''۔ جولیا نے بھی سر جھٹک کر پوچھا۔

''بتایا تو ہے آسمان کی بلندیوں پر''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''بلندیوں پر تو ہم ہیں اس کے بعد ہم نے کہاں جانا ہے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''جہاں یہ ہیلی کاپٹر لے جائے گا ہم چلے جائیں گے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب ہم دشمنوں کے ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔ ہمیں جہاں جانا ہے جلد سے جلد وہاں پہنچ جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ بلیک ہارٹ ایجنسی یا اسرائیلی فورسز ہمارے پیچھے لگ جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ اس ہیلی کاپٹر میں ہم نے کافی سفر کر لیا ہے۔ اب ہمیں اس ہیلی کاپٹر کو یہیں کہیں چھوڑ دینا چاہئے''...... جولیا نے صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اس وقت ہم صحرا پر پرواز کر رہے ہیں۔ اگر کہو تو ہم یہیں اتر جائیں''...... عمران نے پوچھا۔

''صحرا بے حد طویل معلوم ہو رہا ہے۔ صحرا سے نکل کر کسی آباد علاقے میں چلیں تا کہ ہم اپنی منزل تک پہنچنے کا راستہ بنا سکیں اگر اس صحرا میں رہے تو پھر منزل تو کیا ہم یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ

بھی تلاش نہیں کر سکیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''اس صحرا کے بارے میں تم جانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ انگانا کا صحرا ہے جسے عرف عام میں ہارڈ ڈیزرٹ کہا جاتا ہے۔ طویل و عریض ہونے کے ساتھ ساتھ یہ صحرا بے حد دشوار گزار اور خطرناک ہے۔ یہاں آئے دن خوفناک طوفان اٹھتے رہتے ہیں جو بڑی بڑی چٹانوں کو بھی زمین سے اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ ایک بار طوفان شروع ہو جائیں تو پھر رکنے کا نام ہی نہیں لیتے''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''اور جس طرف ہم جا رہے ہیں وہاں تقریباً آٹھ سو کلو میٹر دور تل ابیب ہے۔ اگر ہم اسی رفتار سے چلتے رہیں تو تین سے چار گھنٹوں میں وہاں پہنچ سکتے ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''اور اگر اتنی دور تک جانے کے لئے ہیلی کاپٹر میں فیول نہ ہوا تو''...... عمران نے پوچھا۔

''اوہ۔ پھر تو مشکل ہو جائے گی''...... صدیقی نے کہا۔

''کیسی مشکل''...... خاور نے پوچھا۔

''ہمیں پیدل اس صحرا میں چلنا پڑے گا۔ اس صحرا میں رات کے وقت تو سکون ہوتا ہے لیکن دن کے وقت درجہ حرارت اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ جسم جھلسنے لگتا ہے اور پانی نہ ملے تو ڈی ہائیڈریشن ہونے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ جس سے سر کے ساتھ سارا جسم درد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جی متلاتا ہے اور بخار کے ساتھ

ساتھ اور بھی بہت سی پیچیدگیاں ہو سکتی ہیں''...... اس بار نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی ہمارے پاس نہ کھانے کے لئے کچھ ہے اور نہ پینے کے لئے پانی''...... چوہان نے کہا۔

''اگر ہم اس صحرا میں اتر کر سفر کریں تو کب تک تل ابیب پہنچ سکتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''طویل مسافت ہے۔ اگر موسم صاف رہے اور ہم رکے بغیر چلتے رہیں تب بھی ہمیں تل ابیب پہنچتے پہنچتے کئی ہفتے لگ جائیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہیلی کاپٹر میں کتنا فیول باقی ہے اور ہم اس فیول سے کہاں تک جا سکتے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک ہم مزید سفر کر سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا اور ان سب کے چہروں پر تشویش لہرانے لگی۔

''پھر تو ہم صحرا کے وسط تک ہی پہنچ سکیں گے''...... صدیقی نے پریشان لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا پھر اس نے ہیلی کاپٹر نیچے لانا شروع کر دیا۔

''یہ کیا تم ہیلی کاپٹر نیچے کیوں لے جا رہے ہو۔ ابھی تو تم نے کہا تھا کہ ہم آدھے گھنٹے تک مزید سفر کر سکتے ہیں''...... جولیا نے

اسے ہیلی کاپٹر نیچے لے جاتے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

”جب ہم نے صحرا میں ہی سفر کرنا ہے تو آدھا گھنٹہ زیادہ کیا اور کم کیا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھی نہیں“...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”ہیلی کاپٹر میں بہت کم فیول باقی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم جہاں اتریں۔ ہیلی کاپٹر وہاں سے بہت دور جا کر گرے تاکہ اسرائیلی فورسز یا بلیک ہارٹ ایجنسی آسانی سے ہمیں تلاش نہ کر سکیں۔ ہیلی کاپٹر جہاں گرے گا وہ لوگ وہیں جا کر ہمیں تلاش کریں گے اور ہم اطمینان سے اپنا سفر کرتے رہیں گے“...... عمران نے کہا۔

”اطمینان سے تو نہ کہیں۔ ہارڈ ڈیزرٹ کا سفر ہمارے لئے موت کا سفر بھی بن سکتا ہے۔ یہاں ہمارے لئے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ نہ کھانا نہ پانی“...... صدیقی نے ہنس کر کہا۔

”چلو زیادہ بھوک لگی تو ریت ہی پھانک لیں گے“...... عمران نے کہا۔

”ریت پھانکنے سے کیا ہو گا۔ کیا اس سے ہماری بھوک پیاس ختم ہو جائے گی“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔ باتوں کے دوران انہوں نے اپنے سیاہ رنگ کے بیگوں کے اندرونی حصوں سے پٹیاں سی پھاڑ لی تھیں جو ان سب نے آنکھوں پر باندھ لی تھیں جبکہ عمران نے اندرونی جیب سے ایک آئی لینز کلینز نکال کر اس

کے ڈراپس اپنی آنکھوں میں ڈال لئے تھے۔ ان ڈراپس نے واقعی حیرت انگیز کارکردگی دکھائی تھی اور اس کی آنکھوں کے کناروں پر موجود بلیو سپاٹس ختم ہو گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں عمران نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار لیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے اترا عمران نے ان سب کو نیچے اترنے کا کہا تو وہ سب اپنا سامان لے کر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گئے۔ عمران کے کہنے پر انہوں نے بدستور آنکھوں پر سیاہ پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ ان سب کے اترنے کے بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کو آٹو پائلٹ کنٹرول کر دیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر بلند ہونا شروع ہوا وہ اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر کود گیا۔ ہیلی کاپٹر آٹو پائلٹ ہو کر کافی بلندی پر گیا اور پھر اس کا رخ مشرق کی طرف ہو گیا اور وہ تیزی سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شام ہو رہی تھی۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ دور تک چونکہ ریت کا سمندر ہی سمندر پھیلا ہوا تھا اس لئے عمران کو ہیلی کاپٹر دور تک جاتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

ریت کافی گرم تھی۔ اس ریت میں ان کے پیر بری طرح سے جھلس رہے تھے۔ لیکن کرتے کیا نہ کرتے کے مصداق اب انہیں صحرا کے مصائب برداشت کرنے ہی تھے۔ عمران کے کہنے پر انہیں رات ہونے تک آنکھوں سے سیاہ پٹیاں نہیں ہٹانی تھیں۔ عمران نے انہیں بتایا تھا کہ رات کے وقت لائٹ فلیش سیٹلائٹ سے

انہیں چیک نہیں کیا جا سکتا اس لئے وہ رات کو پٹیاں اتار سکتے ہیں۔ اب اگر انہوں نے پٹیاں اتاریں تو انہیں مانیٹر کرنے والوں کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں ہیں اور پھر بلیک ہارٹ ایجنسی کو یہاں فورس بھیجنے میں دیر نہیں لگے گی۔

عمران نے اپنے بیگ سے رسی کا ایک بنڈل نکال لیا تھا پھر اس نے ان سب کو لائن میں کھڑا کیا اور رسی کھول کر ان کے ہاتھوں میں پکڑا دی۔ رسی کا اگلا سرا عمران کے ہاتھ میں تھا جبکہ پچھلا سرا چوہان کے ہاتھ میں تھا اب عمران آگے بڑھتا تو وہ اس رسی کے سہارے بغیر دیکھے عمران کے ساتھ چل سکتے تھے۔

کارگ فلے نے کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے ہارگن کا ہیلی کاپٹر کرسٹائن کے سامنے تباہ کیا تھا جس میں اس کے خیال کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کارگ فلے نے چونکہ کرسٹائن کو اپنی مدد کے لئے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت میں اس کا ساتھ دے۔ اور اب چونکہ اس کی نظر میں عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے تھے اس لئے اس نے کرسٹائن کو دو روز اپنے ساتھ رکھ کر ہیڈ کوارٹر سے واپس بھیج دیا تھا۔

کارگ فلے کا کرسٹائن کو اپنے ساتھ رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی طرح بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ کرسٹائن کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ہیڈ کوارٹر کا ہاٹ ٹنل کھلوا سکے۔ ہاٹ ٹنل چونکہ

سیلڈ تھا اور اسے کھولنے اور بند کرنے کا اختیار صرف مارشل سٹینلے کے پاس تھا اور کارگ فلے، مارشل سٹینلے کے علم میں لائے بغیر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ خاموشی سے ہی کرسٹائن کی مدد سے ہاٹ ٹنل کو کھلوانا چاہتا تھا جو ہر طرح کے بند دروازوں کو کھولنے کا فن جانتی تھی۔ ہاٹ ٹنل ایک ایسا ٹنل تھا جسے ہیڈ کوارٹر میں ایمرجنسی کے لئے بنایا گیا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں اگر کوئی غیر متوقع حادثہ ہوتا تو مارشل سٹینلے فوراً ہاٹ ٹنل کھول سکتا تھا اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد بحفاظت وہاں سے نکل سکتے تھے۔ یہ ٹنل چونکہ ایمرجنسی کے لئے تھا اس لئے مارشل سٹینلے نے اس راستے میں خصوصی سیٹ اپ کر رکھا تھا کہ اس راستے کو ہیڈ کوارٹر سے صرف ایمرجنسی طور پر نکلنے کے لئے ہی استعمال کیا جائے وہ بھی اس وقت جب مارشل سٹینلے خود وہ ٹنل کھولے۔ اس ٹنل کی دیواروں میں بے شمار ہیوی ہیٹر لگے ہوئے تھے۔ ٹنل کو اگر باہر سے کھول کر کوئی اندر آتا تو وہ ہاٹ ٹنل خود بخود چاروں طرف سے سیلڈ ہو جاتا تھا اور پھر اس ٹنل کی دیواروں میں لگے ہوئے ہیوی ہیٹر بھی خود ہی آن ہو جاتے تھے جس سے ٹنل کا فارن ہائیٹ اس قدر زیادہ ہو جاتا تھا کہ ٹنل میں موجود افراد کچھ ہی دیر میں جل کر کوئلہ بن جاتے تھے۔ اس لئے اس ٹنل کو ہاٹ ٹنل کہا جاتا تھا۔

اب چونکہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے تھے اور ان کا

وہاں آنے کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا اس لئے کرسٹائن کو وہاں روکے رکھنے کی اب کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کرسٹائن چونکہ اس کی گرل فرینڈ تھی اور کارگ فلے نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے میں اگر وہ اس کا ساتھ دے گی تو وہ اسے دس لاکھ ڈالرز دے گا۔ لیکن اب چونکہ کارگ فلے نے خود عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا اس لئے اس نے کرسٹائن کو پچاس ہزار ڈالرز دے دیئے تھے۔ کرسٹائن اس سے بھی خوش ہو گئی تھی اور وہ خوشی خوشی وہاں سے چلی گئی تھی۔

کارگ فلے، کرسٹائن کو وہاں سے بھیج کر بے حد خوش تھا۔ وہ اس وقت ہیڈ کوارٹر میں اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس کے سامنے پڑے ہوئے میز پر مختلف رنگوں کے فونز سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گھنٹی کی آواز سن کر کارگ فلے چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ سرخ فون کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ اسے اسرائیلی پرائم منسٹر یا پھر پریذیڈنٹ کی براہ راست کال آ رہی تھی۔ کارگ فلے نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''کارگ فلے فرام بلیک ہارٹ ہیڈ کوارٹر''...... کارگ فلے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کارگ فلے۔ مارشل سٹینلے کہاں ہے۔ میں کافی دیر سے اسے

فون کر رہا ہوں لیکن وہ میری کال رسیو ہی نہیں کر رہا ہے''۔ دوسری طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی۔

''سر وہ ایک ایمرجنسی سلسلے میں گریٹ لینڈ گئے ہیں''۔ کارگ فلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گریٹ لینڈ۔ کیا مطلب۔ وہ گریٹ لینڈ کیا کرنے گیا ہے''...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ ان کے بیٹے جارج کا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ جارج کی حالت بہت تشویشناک ہے۔ اس لئے انہیں فوری طور پر وہاں جانا پڑا تھا''...... کارگ فلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ اس نے مجھے انفارم کیوں نہیں کیا تھا۔ بہرحال اب اس کے بیٹے کی حالت کیسی ہے''...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے قدرے نرم اور افسوس زدہ لہجے میں پوچھا۔

''میں بھی ان کی کال کا انتظار کر رہا ہوں جناب۔ ابھی تک انہوں نے مجھے بھی نہیں بتایا ہے کہ ان کے بیٹے کی کیسی حالت ہے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''تو تم اسے کال کر کے پوچھ لیتے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ میں انہیں کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی''...... کارگ فلے نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جب تم اسے کال کرو تو میرے بارے میں بتا

دینا۔ میں اس سے پاکیشیا مشن کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا کہ اس نے ان فائلوں کو ڈی کوڈ کیا ہے یا نہیں جو تم پاکیشیا سے لائے تھے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ ان فائلوں پر ابھی کام ہو رہا ہے۔ جیسے ہی کام مکمل ہو گا میں خود آپ کو انفارم کر دوں گا''...... کارگ فلے نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم فوراً مارشل سٹینلے کو کال کرو اور اس سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھو۔ اگر اس کے پاس وقت ہو تو اس سے کہنا کہ وہ مجھے بھی کال کر لے''...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ میں انہیں بتا دوں گا سر''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا اور انہوں نے فون بند کر دیا۔ کارگ فلے نے بھی ایک طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اسی ہاتھ کی انگلیوں سے چند نمبر پریس کر کے اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

''یس۔ ڈریک سپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''کارگ فلے سپیکنگ''...... کارگ فلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کارگ فلے کی آواز پہچان کر ڈریک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چیف نے دارالحکومت سے جن دو پروفیسروں کو بلایا تھا کیا وہ پہنچ چکے ہیں"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"آپ شاید ہارڈ کوڈز کو ڈی کوڈ کرنے والے ایکسپرٹس پروفیسر اینل ڈوم اور پروفیسر گراہم کا پوچھ رہے ہیں سر"...... دوسری طرف سے ڈریک نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں انہی دونوں کا پوچھ رہا ہوں"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس سر۔ وہ دونوں یہاں پہنچ چکے ہیں اور چیف نے انہیں فائلوں کے پرنٹ دے دیئے ہیں جنہیں وہ اپنے مخصوص کیبنز میں ڈی کوڈ کرنے میں مصروف ہیں"...... دوسری طرف سے ڈریک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں تک پہنچے ہیں وہ۔ اور کتنا وقت لگے گا انہیں اپنا کام ختم کرنے میں"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"دو فائلیں ڈی کوڈ ہو چکی ہیں جناب۔ اب وہ باقی دو فائلوں پر کام کر رہے ہیں۔ ان فائلوں کو مکمل ڈی کوڈ کرنے میں انہیں ایک ہفتہ لگ سکتا ہے"...... دوسری طرف سے ڈریک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ دو فائلیں کہاں ہیں جو انہوں نے ڈی کوڈ کی ہیں"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"دونوں فائلیں ابھی انہی کے پاس ہیں۔ اگر کہیں تو میں ڈی کوڈ شدہ دونوں فائلیں ان سے لے کر آپ کو پہنچا دوں"۔ ڈریک نے کہا۔

"نہیں۔ جب وہ چاروں فائلیں ڈی کوڈ کر لیں گے تب ہی میں ان سے فائلیں لوں گا۔ ہو سکتا ہے تب تک چیف بھی واپس آ جائیں"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس سر"...... ڈریک نے کہا اور کارگ فلے نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سامنے میز پر رکھا ہوا اپنا سیل فون اٹھایا اور پھر وہ فون بک کھول کر مارشل سٹینلے کا نمبر دیکھنے لگا۔ نمبر ملتے ہی اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے مارشل سٹینلے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کارگ فلے بول رہا ہوں چیف"...... کارگ فلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ابھی مصروف ہوں۔ فرصت ملتے ہی میں تمہیں خود کال کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے مارشل سٹینلے نے کہا۔

"یس چیف۔ صرف اتنا بتا دیں کہ اب جارج کی حالت کیسی ہے"...... کارگ فلے نے جلدی سے کہا۔

"ابھی اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ میں تمہیں بعد میں تفصیل

بتاؤں گا۔ بائے"...... دوسری طرف سے مارشل سٹینلے نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کارگ فلے اس سے کوئی اور بات کرتا مارشل سٹینلے نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی کارگ فلے نے ایک طویل سانس لیا اور سیل فون کان سے ہٹا کر اسے میز پر رکھ دیا۔

"لگتا ہے کہ جارج کی حالت زیادہ ہی خراب ہے۔ اسی لئے چیف کے لہجے میں پریشانی اور سنجیدگی کا عنصر نمایاں تھا"...... کارگ فلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔ یہ فون بلیک ہارٹ ایجنسی کے اندرونی اور بیرونی حفاظت کرنے والے کنٹرول سیکشن کا تھا۔

"یس کارگ فلے ہیئر"...... کارگ فلے نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"البرٹو بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے کنٹرول سیکشن کے انچارج البرٹو کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... کارگ فلے نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"باس میں آپ کو ہارڈ ڈیزرٹ میں موجود چند افراد کے موجود ہونے کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں"...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا اور کارگ فلے بے اختیار چونک پڑا۔

"افراد۔ کیا مطلب۔ کن افراد کی بات کر رہے ہو"...... کارگ فلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان افراد کی تعداد نو ہے باس جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے"...... دوسری طرف سے البرٹو نے جواب دیا اور کارگ فلے کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

"نو افراد۔ لڑکی"...... کارگ فلے کے منہ سے کھوئی کھوئی سی آواز نکلی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے گھوم گئے۔

"یس باس۔ میں کراس سرچ سیٹلائٹ سے ڈیزرٹ کی اوور آل چیکنگ کر رہا تھا۔ ڈیزرٹ میں چونکہ آئے دن خوفناک طوفان آتے رہتے ہیں اس لئے مجھے خاص طور پر ڈیزرٹ میں چلنے والی ہواؤں اور تبدیل ہوتے ہوئے موسم کا حال جاننے کے لئے اوور آل چیکنگ کرنی پڑتی ہے۔ اس صحرا میں آنے والے طوفان انتہائی شدید ہوتے ہیں جو ریت کے ٹیلوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پہلے سے بڑے ٹیلے بنا دیتے ہیں اس لئے جب ایسا کوئی طوفان اٹھتا ہے تو مجھے یہاں خصوصی انتظامات کرنے پڑتے ہیں تاکہ کوئی ٹیلا ہیڈ کوارٹر کے اوپر نہ بن سکے۔ بہرحال میں اوور آل چیکنگ کر رہا تھا تو کمپیوٹرائزڈ سسٹم نے ڈیزرٹ میں چند انسانوں کو مارک کرنا شروع کر دیا۔ زندہ انسانوں کو دیکھ کر میں چونک پڑا تھا کیونکہ وہ سب ڈیزرٹ کے اس حصے میں تھے جہاں طوفانوں کی

شدت انتہائی خوفناک اور تباہ کن ہوتی ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ نے ان نو افراد کو وہاں بھیجا ہو گا۔ ویدر رپورٹ کے مطابق اس علاقے میں تیز اور خوفناک ہوائیں چل رہی ہیں جو اگلے چند گھنٹوں میں خوفناک طوفان کی صورت اختیار کر لیں گی۔ اس لئے میں نے آپ کو ان کے بارے میں بتا دینا مناسب سمجھا تھا کیونکہ وہ لوگ جس جگہ موجود ہیں اگر انہیں وہاں سے ہٹانے کا فوراً کوئی انتظام نہ کیا گیا تو ان کا بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ ویدر سسٹم کے مطابق اس طرف آنے والے طوفان کی شدت اس قدر زیادہ ہے کہ اس سے ٹنوں وزنی ٹھوس چٹانیں بھی اُڑ سکتی ہیں اور اس طرف آنے والے مووِنڈرز وہاں موجود ہر چیز کو تہس نہس کر سکتے ہیں“...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا۔

”اوہ۔ جن افراد کو تم نے مارک کیا ہے۔ کیا وہ زخمی ہیں“۔ کارگ فلے نے پوچھا۔

”نو باس۔ ان میں کوئی زخمی نہیں ہے“...... البرٹو نے کہا۔

”کیا وہ صحرا میں پیدل ہیں یا ان کے پاس کوئی سواری بھی ہے“...... کارگ فلے نے ہونٹ چباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

”ان کے پاس کوئی سواری نہیں ہے باس۔ وہ سب پیدل ہیں“...... البرٹو نے جواب دیا۔

”وہ سب ہیڈ کوارٹر سے کتنی دوری پر ہیں“...... کارگ فلے نے

اسی لہجے میں پوچھا۔

”سسٹم کے مطابق وہ اس وقت چار سو کلو میٹر دور ہیں باس“...... البرٹو نے کہا۔

”اس طرف جو طوفان آ رہا ہے اس کی شدت کتنی ہے اور طوفان آنے کا امکان کب تک ہے“...... کارگ فلے نے پوچھا۔

”طوفان کی شدت بہت زیادہ ہے باس۔ جنوب کی طرف سے اٹھنے والا طوفان چار سو میل فی گھنٹے کی رفتار سے اس طرف بڑھ رہا ہے اور وہ لوگ جہاں موجود ہیں وہاں طوفان زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک پہنچ جائے گا پھر ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں کی جا سکے گی“...... البرٹو نے جواب دیا۔

”جس علاقے میں وہ افراد موجود ہیں کیا وہاں پر کوئی ایسی جگہ موجود ہے جہاں وہ چھپ کر طوفان سے اپنی جانیں بچا سکیں“۔ کارگ فلے نے پوچھا۔

”نو باس۔ اس طرف ریتلے ٹیلے ہیں۔ وہ لوگ ان ٹیلوں میں پناہ نہیں لے سکتے کیونکہ طوفان ان ٹیلوں کو کسی بھی صورت میں وہاں نہیں چھوڑے گا“...... البرٹو نے کہا تو کارگ فلے کے چہرے پر قدرے اطمینان ابھر آیا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ طوفان ان نو افراد کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑے گا“...... کارگ فلے نے کہا۔

”یس باس۔ ایک تو طوفان کی شدت بہت زیادہ ہے اور

دوسرے وہاں آنے والے مووڈرز بے حد طاقتور اور خوفناک ہوں گے اگر وہ لوگ ان مووڈروں کی زد میں آ گئے تو پھر ان کے ٹکڑے اڑ جائیں گے''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا اس کے لہجے میں حیرانی تھی کہ کارگ فلے نے اس سے یہ سوال کیوں کیا ہے۔ کارگ فلے کے اس سوال سے اسے یہی لگا تھا کہ وہ ان نو افراد کی ہلاکت چاہتا ہے۔

''گڈ۔ تم ان نو افراد پر نظر رکھو جب تک کہ وہ اس خوفناک طوفان میں گھر نہیں جاتے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سب طوفان میں پھنس جائیں اور انہیں وہاں سے زندہ بچنے کا کوئی موقع نہ مل سکے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''لیں باس۔ لیکن''...... دوسری طرف سے البرٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشیائی ایجنٹس ہیں جو بلیک ایجنسی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ تھری ناٹ ون بیس کیمپ سے ہارگن اور ایس فورس کو ہلاک کر کے ہارگن کے ہیلی کاپٹر میں اس طرف آ رہے تھے۔ میں نے لنکنگ مشین پر چیک کیا تو مجھے ہارگن کا ہیلی کاپٹر ہارڈ ڈیزرٹ پر اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر پر میزائل لگے ہوئے تھے میں نے ان میزائلوں کو سسٹم سے چارج کیا اور پھر ان تمام میزائلوں کو بلاسٹ کر دیا جس سے ہیلی کاپٹر کے فضا میں ہی ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ میں چونکہ لنکنگ سسٹم سے اس ہیلی کاپٹر کو کلوز کر کے

نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتے ہوئے دیکھ کر میں نے یہی سمجھا تھا کہ وہ سب ابھی ہیلی کاپٹر میں ہی موجود ہیں۔ اور جب میں نے لنکنگ مشین سے ہیلی کاپٹر میں لگے ہوئے میزائلوں کو چارج کر کے بلاسٹ کیا تھا تو میں یہی سمجھا تھا کہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ لیکن اب تم بتا رہے ہو کہ تم نے ڈیزرٹ میں نو افراد کو مارک کیا ہے جسے سن کر میں حیران رہ گیا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ڈیزرٹ میں زندہ کیسے بچ گئے ہیں۔ انہیں تو ہیلی کاپٹر کے تباہ ہوتے ہی ہلاک ہو جانا چاہئے تھا اور اگر وہ صحرا میں تھے تو پھر ہیلی کاپٹر فضا میں کیوں اڑ رہا تھا''...... کارگ فلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ صحرا میں اتر گئے ہوں اور انہوں نے ہیلی کاپٹر آٹو پائلٹ سیٹ کر کے چھوڑ دیا ہو''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ عمران کا دماغ واقعی کسی شیطان کا دماغ ہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ بالکل ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے وہ اب تک زندہ ہیں''...... کارگ فلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''لیں باس''...... البرٹو نے کہا۔

''میرے لئے ان کی ہلاکت بہت ضروری ہے البرٹو۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ سب ہیڈ کوارٹر سے چار سو کلو میٹر کی دوری پر ہیں اور

ان کی طرف ایک خوفناک طوفان بڑھ رہا ہے جس میں پھنس کر وہ سب ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے اور اگر اس خوفناک طوفان کے باوجود بھی وہ بچ گئے تو کیا تمہارے پاس ایسا کوئی انتظام ہے کہ ان سب کو ایک ساتھ اسی صحرا میں ہی ہلاک کیا جا سکے''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''وہ صحرائی طوفان سے کسی بھی طرح نہیں بچ سکیں گے باس۔ طوفان ان کے خیالوں سے بھی کہیں زیادہ تباہ کن اور خطرناک ہے۔ اس خوفناک طوفان میں گھر کر ان کی موت یقینی ہے۔ قطعی یقینی''...... البرٹو نے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کے لئے ہمیں اس طوفان پر قناعت نہیں کرنی چاہئے۔ عمران اور اس کے ساتھی ان طوفانوں سے زیادہ خطرناک انسان ہیں وہ طوفانوں سے بھی لڑنے کا فن جانتے ہیں۔ انہیں کوئی طوفان آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں انہیں ہلاک کرنے کے لئے ٹھوس بنیادوں پر کام کرنا ہو گا۔ ایسا کام کہ جس سے ان کی ہلاکت قطعی یقینی ہو جائے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''یس باس۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ان پر مسلسل نظر رکھوں گا اگر وہ صحرائی طوفان سے بچ نکلے تو پھر میں انہیں ہلاک کرنے کے لئے خود کام کروں گا۔ میں ان کی ہلاکت کے لئے ہیڈ کوارٹر کی ریڈ فورس بھیج دوں گا۔ ریڈ فورس کے ریڈ

کمانڈوز انہیں ایک انچ بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں دیں گے''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا۔

''ریڈ کمانڈوز۔ اوہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ انہیں اب صرف ریڈ کمانڈوز ہی ہلاک کر سکتے ہیں۔ تم ان پر نظر رکھو اگر وہ طوفان سے ہلاک ہو جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کی ہلاکت کے لئے تم ریڈ کمانڈوز بھیجنے کی ایک لمحے کی بھی تاخیر مت کرنا۔ سمجھے''...... کارگ فلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کی ذمہ داری اب میری ہے اور میں ان سب کو ہلاک کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دوں گا وہ کسی بھی حال میں ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچ سکیں گے''...... دوسری طرف سے البرٹو نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''ویری گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا یہ ٹولہ کسی بھی حال میں بچنا نہیں چاہئے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''نہیں بچے گا باس۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی ہلاکت یا تو طوفان سے ہو جائے گی یا پھر ریڈ کمانڈوز ان پر اس قدر شدید اور خوفناک حملے کریں گے کہ انہیں بچ نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ملے گا''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا اور کارگ فلے نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب تک حیرانی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی ہیلی

کاپٹر تباہ ہونے کے باوجود ابھی تک زندہ تھے اور اسے واقعی البرٹو
کی بات دل کو لگی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہلے ہی
ہارگن کا ہیلی کاپٹر چھوڑ دیا ہوگا اور اس نے جب ہیلی کاپٹر تباہ کیا
تھا تو وہ آٹو پائلٹ سسٹم پر ہوگا۔

''ہونہہ۔ ان کی قسمت اچھی تھی کہ وہ میرے ہاتھوں ہلاک
ہونے سے بچ گئے تھے۔ لیکن اب ان کی طرف جو طوفان بڑھ رہا
ہے اس کا مقابلہ کرنا ان کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگا۔
تیز رفتار اور خوفناک موونڈررز انہیں اپنے ساتھ اڑا کر لے جائیں
گے اور ان موونڈروں میں ان کی لاشوں کے بھی ٹکڑے اڑ جائیں
گے۔ اس کے باوجود اگر وہ سب طوفان سے بچ گئے تو انہیں ریڈ
کمانڈوز کے طوفان کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور ریڈ کمانڈوز کا طوفان
ان کے لئے ایسا طوفان ثابت ہوگا جس سے بچنا ان کے لئے
مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔ قطعی ناممکن''...... کارگ فلے نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب گہرا اطمینان جھلک رہا
تھا جیسے اب اسے جو بھی اطلاع ملے گی وہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کے ہلاک ہونے کی ہی اطلاع ہوگی۔

جوں جوں شام ڈھلتی جا رہی تھی ریت ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی
اور ان کے سروں پر سے آگ برسانے والا سورج بھی غائب ہو
گیا تھا اس لئے انہیں آگے بڑھنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہو رہا تھا۔
ان سب کی آنکھوں پر مسلسل سیاہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔
عمران کے پاس لینز کلینز موجود تھا جس سے وہ ان سب کی آنکھیں
دھو سکتا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا کیونکہ وہ نہیں
چاہتا تھا کہ بلیک ہارٹ ایجنسی والوں کو اس بات کا علم ہو کہ وہ ہارڈ
ڈیزرٹ میں موجود ہیں۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں جان بوجھ کو جولیا
سے کہا تھا کہ اس کے پاس لینز کلینز لوشن کی مقدار کم ہے۔ ہیلی
کاپٹر میں فیول تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا اور عمران صحرا میں اپنے
ساتھیوں کے ساتھ اتر کر ہیلی کاپٹر آٹو پائلٹ کے ذریعے وہاں سے
دور گرانا چاہتا تھا اسی لئے اس نے جولیا اور باقی سب کو سیاہ پٹیاں

باندھنے کا کہا تھا تاکہ وقت کا ضیاع نہ ہو اور وہ صحرا میں اتر کر ہیلی کاپٹر وہاں سے دور بھیج سکے۔ اب اسے واقعی رات ہونے کا انتظار تھا تاکہ اندھیرے میں وہ اپنے ساتھیوں کی آنکھوں میں ڈراپس ڈال کر ان سب کی آنکھوں سے لائٹ فلیش کے مارکس صاف کر سکے اور بلیک ہارٹ ایجنسی والے انہیں لائیو مانیٹر نہ کر سکیں۔

انہوں نے آئل ٹینکر میں کئی گھنٹے سفر کیا تھا اور وہ جس طرح سے آئل ٹینکر میں چھپ کر آئے تھے اس سے وہ ٹینکر کے اندر نہ کچھ کھا سکتے تھے اور نہ کچھ پی سکتے تھے۔ اس کے لئے عمران نے روانگی سے پہلے ہی انہیں بھوک پیاس مٹانے والی گولیاں کھلا دی تھیں جس سے ان کے جسموں میں اس قدر انرجی پیدا ہوگئی تھی کہ انہیں سفر کے دوران نہ ہی بھوک لگی تھی اور نہ ہی پیاس۔ اب بھی عمران نے انہیں وہی گولیاں کھانے کے لئے دی تھیں۔ جس سے ان کی انرجی بڑھ گئی تھی اور وہ رکے بغیر سفر کر سکتے تھے۔ ان سب نے اسی طرح سے رسی تھام رکھی تھی اور وہ سب عمران کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ رات ہوتے ہی آسمان پر بادل چھا گئے تھے جس سے وہاں اچھا خاصا اندھیرا چھا گیا تھا۔ عمران نے انہیں وہیں روک لیا تھا پھر اس نے انہیں لینز کلینز لوشن دیا تھا اور انہیں لوشن کے چند قطرے باری باری اپنی آنکھوں میں ڈالنے کے لئے کہا۔ پہلے تو وہ حیران ہوئے کیونکہ عمران نے کہا تھا کہ لوشن کم ہے جسے وہ سب ایک ساتھ استعمال

نہیں کر سکتے تھے۔ پھر انہیں عمران نے اصل وجہ بتائی کہ اس نے ہیلی کاپٹر میں انہیں لوشن کیوں نہیں دیا تھا تو وہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ عمران نائٹ ویژن لینز اپنے ساتھ ہی لے کر آیا تھا۔ ان لینز سے وہ رات کی تاریکی میں بھی آسانی سے دیکھ سکتے تھے اور اب چونکہ وہ لق و دق صحرا میں تھے اور صحرا میں کبھی بھی ان کے سروں پر خطرہ آ سکتا تھا اس لئے عمران نے انہیں لینز لگانے کا کہہ دیا تھا تاکہ رات کے اندھیرے میں اگر کوئی خطرہ سر پر آئے تو وہ سب اندھیرے اور انجانے میں کوئی نقصان نہ اٹھا سکیں۔

"کیا ہم رات یہاں گزاریں گے"...... جولیا نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چاروں طرف ریت ہی ریت تھی۔

"اگر تمہیں کوئی پرابلم ہے تو میں اور تنویر ادھر ادھر جا کر تمہارے لئے کوئی فائیو سٹار ہوٹل تلاش کریں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی"...... جولیا نے جھلا کر کہا۔

"اوہ۔ تو تم شاید یہ کہنا چاہتی ہو کہ کوئی جائے اور تمہارے فلیٹ سے تمہارا بیڈ اور لحاف اٹھا کر یہاں لے آئے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

"تم میری بات سنو گے بھی یا یونہی بک بک کرتے رہو گے"...... جولیا نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"بک بک کرنے کی تو اس کی عادت ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اپنی اپنی عادت ہے پیارے۔ کوئی بک بک کرتا ہے اور کوئی بات بات پر منہ بنا کر اپنا منہ بگاڑتا رہتا ہے"...... عمران نے کہا اور تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں مس جولیا"...... کیپٹن شکیل نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں صرف اتنا کہنا چاہتی تھی کہ ہم نے انرجی کے لئے وٹامنز کی گولیاں کھا رکھی ہیں۔ نہ ہمیں بھوک پیاس ہے اور نہ تھکاوٹ۔ ایسی کسی جگہ رکنے سے تو یہی بہتر ہو گا کہ ہم اپنا سفر جاری رکھیں"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ کیوں عمران صاحب"...... صفدر نے جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"کیا عمران صاحب"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے جولیا کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"ہمارا سفر ابھی بہت طویل ہے۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں یہاں رکنے کی بجائے آگے بڑھتے رہنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"تو جاؤ۔ میں نے کب روکا ہے"...... عمران نے وہیں ٹانگیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ہم جائیں۔ کیا مطلب۔ آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے"...... صفدر نے اسے ریت پر لیٹتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"مجھے تو نیند آ رہی ہے۔ دس بارہ گھنٹے جب تک میں سکون کی نیند نہیں سو لوں گا مجھ سے تو اور نہیں چلا جائے گا۔ تم سب کی ٹانگوں میں سلاخیں گڑی ہوئی ہیں جبکہ میری ٹانگیں اصلی ہیں۔ جن میں درد بھی ہوتا ہے اور تھکاوٹ کا احساس بھی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن رات اس ویران علاقے میں گزارنا بھی تو حماقت ہے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"کیسی حماقت"...... عمران نے پوچھا۔

"ان صحراؤں میں رات کے وقت شکار کے لئے عموماً سانپ، بچھو اور کئی اقسام کے دوسرے بہت سے زہریلے حشرات الارض نکلتے ہیں جو زیادہ تر سوئے ہوئے انسانوں پر ہی حملے کرتے ہیں۔ کون سا جانور کہاں سے نکل آئے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... تنویر نے کہا۔

"تمہاری موجودگی میں کوئی دوسرا جانور یہاں کیسے آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"میں تمہیں جانور نظر آتا ہوں"...... تنویر نے غرا کر کہا۔

"نظر آنے والی کون سی بات ہے۔ تم ہو جانور"...... عمران نے کہا اور تنویر یکلخت غصے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اپنی زبان کو لگام دو۔ ورنہ"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے

میں کہا۔

"آرام سے بیٹھو تنویر۔ تم خواہ مخواہ بات بات پر بگڑ جاتے ہو۔ عمران صاحب نے جس زمرے میں تمہیں جانور کہا ہے اسے تم سمجھے نہیں ہو"...... صفدر نے کہا۔

"زمرے میں کیا مطلب۔ جانور تو جانور ہوتا ہے اور میں انسان ہوں۔ پھر یہ مجھے جانور کیسے کہہ سکتا ہے اور تم خواہ مخواہ اس کی حمایت نہ کیا کرو"...... تنویر نے اس پر الٹتے ہوئے کہا۔

"زیادہ مت بھڑکو۔ عمران نے تمہیں جانور کہہ کر تمہارے سر پر لٹھ نہیں ماری ہے۔ اس نے اگر تمہیں جانور کہا ہے تو یہ خود بھی جانور ہے بلکہ ہم سب بھی جانور ہیں"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور تنویر آنکھیں پھاڑ کر حیرت بھری نظروں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگا جو عمران سمیت سب کو اور خود کو بھی جانوروں میں شمار کر رہی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ آپ اور جانور"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں تو کیا ہوا۔ جان کا مطلب ہوتا ہے روح، زندگی اور ور کا مطلب ہوتا ہے 'رکھنے والا۔ جو انسان زندہ ہو۔ جان رکھتا ہو وہ جانور ہی ہوتا ہے"...... جولیا نے کہا اور تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا جیسے اسے جانور کا فلسفہ سمجھ میں آ گیا ہو۔ وہ سر جھٹک کر دوبارہ بیٹھ گیا۔

"اب بھی نہ سمجھ آیا ہو تو میں سمجھاؤں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر جھٹک کر منہ دوسری طرف کر لیا جیسے وہ اس سے بات ہی نہ کرنا چاہتا ہو۔

"کیا تم واقعی یہاں آرام کرنا چاہتے ہو"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اللہ نے رات آرام کے لئے اور دن کام کے لئے بنایا ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اگر ہم اسی طرح آرام کرنے کے لئے رکتے رہے تو ہمارے لئے اس صحرا سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو سکتا ہے۔ ہم آبادی سے دس بیس نہیں سینکڑوں میل دور ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر کیا کریں۔ ہم اُڑ کر تو کہیں جا نہیں سکتے۔ مسلسل چلتے رہنا بھی ہمارے بس میں نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"صحراؤں میں دن کی بجائے رات کا سفر زیادہ بہتر رہتا ہے۔ دن میں گرمی کی شدت سے ہمارا برا حال ہو جائے گا۔ گرمی کی وجہ سے ہم زیادہ تیزی سے سفر بھی جاری نہیں رکھ سکیں گے"...... جولیا نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"دن کے وقت ہم آرام بھی نہیں کر سکیں گے۔ دن کے وقت صحراؤں میں درجہ حرارت اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ سونا تو درکنار ہم سانس بھی مشکل سے ہی لے سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ ہم نے رات کو دکھائی

دینے والے لینز ضرور لگا رکھے ہیں لیکن ان لینز سے ہم اندھیرے میں زیادہ دور تک نہیں دیکھ سکتے۔ جبکہ دن کی روشنی میں ہم دور سے آنے والے خطروں کو بھی دیکھ سکتے ہیں اور پھر صحراؤں میں جگہ جگہ کھائیاں اور گڑھے ہوتے ہیں جو وقتی طور پر ریت میں چھپ جاتے ہیں اگر غلطی سے ان پر پاؤں پڑ جائے تو اس میں گرنے والا اس قدر گہرائی میں چلا جاتا ہے کہ اس کی واپسی ناممکن ہو جاتی ہے اور پھر ریت میں بھنور بھی بنتا رہتا ہے جس میں پھنس کر کوئی ذی روح بچ نہیں سکتی"...... صدیقی نے کہا۔

"اور یہ سب دن کی روشنی میں ہی واضح دکھائی دے سکتا ہے رات میں نہیں"...... چوہان نے کہا۔

"مطلب یہ کہ تم عمران کے ساتھ یہاں رکنے کے حق میں ہو"...... جولیا نے انہیں گھور کر کہا۔

"مناسب تو یہی ہو گا کہ ہم رات کو آرام کریں اور دن کو سفر"...... خاور نے کہا اور جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم سب کا یہی ارادہ ہے تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ لیکن ہم سب ایک ساتھ نہیں سوئیں گے۔ ہم میں سے کسی ایک کو جاگنا پڑے گا تاکہ اِرد گرد نظر رکھی جا سکے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ کام ہم سب باری باری کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"پہلے کون جاگے گا"...... جولیا نے پوچھا۔

"میرا نام مت لینا میں گہری نیند میں ہوں اور بیٹھے بیٹھے خواب دیکھ رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور وہ سب مسکرا دیئے۔

"آپ سب سو جائیں۔ میں جاگتا ہوں"...... چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دو گھنٹوں تک جاگو گے۔ اس کے بعد نعمانی کو جگا دینا۔ نعمانی دو گھنٹوں کے بعد خاور کو جگا دے گا۔ اسی طرح سب دو دو گھنٹوں کی ڈیوٹیاں دیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"میری ڈیوٹی سب سے آخر میں لگانا۔ تب تک اچھا خاصا دن نکل آئے گا"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس کے خراٹے نشر ہونے شروع ہو گئے۔ سب ایک دوسرے سے فاصلہ رکھ کر لیٹ گئے۔ ان کے دائیں بائیں اونچے اونچے ٹیلے تھے۔ چوہان پہلے تو ادھر ادھر گھومتا رہا پھر وہ ایک ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہوا بھی مناسب رفتار سے چل رہی تھی اور ہوا میں نمی کا تناسب بھی زیادہ تھا جس سے ہوا میں ٹھنڈک تھی اور اس ٹھنڈک نے بہت جلد انہیں نیند کی آغوش میں پہنچا دیا۔

چوہان نے اِرد گرد کے ماحول کا بغور جائزہ لیا تھا اور پھر وہ واپس اپنے ساتھیوں کی طرف آ گیا تھا جو اس دوران واقعی گہری نیند سو چکے تھے حالانکہ کچھ دیر پہلے انرجی گولیوں کی وجہ سے نہ انہیں تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا اور نہ نیند آ رہی تھی لیکن اب سب یوں سوئے ہوئے تھے جیسے چل چل کر بری طرح سے تھک گئے ہوں۔ انہیں نیند میں ڈوبے دیکھ کر چوہان کو بھی نیند آنا شروع ہو

گئی۔ اس نے دو گھنٹے گزارے اور پھر اس نے صدیقی کو جگا دیا۔

اسی طرح وہ باری باری رات بھر پہرہ دیتے رہے لیکن رات بخیر و عافیت گزر گئی۔ صبح جب وہ جاگے تو فریش ہو چکے تھے۔ عمران نے انہیں بھوک پیاس مٹانے والی ایک ایک اور گولی دی جسے انہوں نے ویسے ہی نگل لیا تھا اور پھر وہ سورج نکلنے سے پہلے ہی چلنا شروع ہو گئے۔

''ہم صبح سویرے جاگ ہی گئے ہیں تو کیوں نہ یہاں سب مل کر نماز ہی پڑھ لیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ابھی سورج نہیں نکلا ہے اس لئے ہم نماز پڑھ سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''عمران صاحب کے پاس اگر کمپاس ہے تو ہم کمپاس کی مدد سے قبلہ رخ کا بھی پتہ کر سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن نماز کے لئے ہم وضو کہاں سے کریں گے۔ یہاں تو دور دور تک پانی نظر نہیں آ رہا ہے اور بغیر پانی کے وضو ہو نہیں سکتا''...... نعمانی نے کہا۔

''پانی نہیں ہے تو کیا ہوا۔ یہاں ریت تو ہے۔ ہم ریت پر بھی تیمم کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ تو پھر پڑھ لی جائے نماز''...... نعمانی نے کہا۔

''اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ سب ریت پر تیمم کرنا شروع ہو گئے۔ عمران نے

کمپاس نکالا اور اسے دیکھ کر وہ سب قبلہ رخ کھڑے ہو گئے اور عمران نے امامت کے فرائض سنبھال لئے اور وہ سب باجماعت نماز پڑھنے لگے۔ نماز پڑھ کر انہوں نے سجدے میں گر کر اپنی مشکلوں کی آسانی کے لئے اور اپنے ملک وقوم کے لئے خصوصی دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ وہ انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں مانگ رہے تھے کہ ان کی آنکھوں سے باقاعدہ آنسو رواں ہو گئے تھے۔

''اب چلیں''...... نماز سے فراغت کے بعد جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ چلو۔ ابھی سورج نکلنے میں خاصا وقت ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے پہلے ہم اگر کسی نخلستان یا پھر کسی ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں پانی ہو تو ہمارے لئے اچھا ہو گا۔ ہم نے انرجی کی گولیاں تو کھا لی ہیں لیکن قدرتی پانی اور قدرتی غذا ہمارے جسموں کو جو طاقت دے سکتی ہے وہ ان گولیوں میں کہاں''...... عمران نے کہا اور وہ سب سر ہلا کر ایک بار پھر اپنے انجان سفر پر روانہ ہو گئے۔

سورج ابھی نہیں نکلا تھا لیکن اس کے باوجود ہوا گرم ہونا شروع ہو گئی تھی جس سے انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ صحرا میں گرمی کی شدت کس حد تک بڑھ سکتی ہے۔ صحرا میں دور دور تک ریت کے سوا انہیں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دور دور تک ریت کا قالین بچھا دیا گیا ہو اور ایسا قالین جس پر کسی انسان نے کبھی پاؤں تک نہ رکھا ہو۔

سورج نکلا تو گرمی میں واقعی اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ انہوں نے ڈی ہائیڈریشن سے بچنے کے لئے سروں پر پگڑیوں کی طرح کپڑے باندھ لئے تھے۔ گرمی کی شدت سے ان کے جسم پسینے سے شرابور ہوتے جا رہے تھے۔ بعض جگہ دور انہیں ریت یوں چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھی جیسے وہاں پانی کا کوئی سمندر بہہ رہا ہو لیکن وہ جانتے تھے کہ وہ سراب کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے وہ سراب کے پیچھے دوڑنے کی بجائے اپنے مخصوص انداز میں ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

وہ دن بھر اسی طرح سفر کرتے رہے اور پھر شام ہوتے ہی تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ انہیں نہ ہی وہاں کوئی نخلستان ملا تھا اور صحرا میں نہ ایسی کوئی جگہ ملی تھی جس کے سائے میں بیٹھ کر وہ ستا سکتے۔ البتہ وقت کا حساب لگاتے ہوئے وہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھ رہے تھے اور اپنی مشکلوں میں آسانی کی دعائیں بھی مانگ رہے تھے۔ وہ چونکہ سارا دن چلتے رہے تھے اس لئے ان کا تھکاوٹ سے برا حال ہو رہا تھا۔ انرجی والی گولیاں بھی اس بار ان کی تھکاوٹ ختم نہیں کر سکی تھی اس لئے وہ شام ہوتے ہی رک گئے اور وہیں گر گئے تھے۔ جب ٹھنڈی ہوا چلنا شروع ہوئی تو ان پر خماری سی چھانا شروع ہو گئی اور وہ وہیں سو گئے۔ ان پر اس قدر تھکاوٹ طاری ہو چکی تھی کہ عشاء کی نماز بھی ان سے نہ پڑھی گئی تھی۔ صبح جاگ کر انہیں عشاء کی نماز قضاء ہونے کا بے حد افسوس

ہو رہا تھا۔ انہوں نے فجر کی نماز ادا کی اور پھر چل پڑے۔ اسی طرح وہ مسلسل تین روز تک چلتے رہے۔ صحرائی سفر کسی طرح سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور یہ صحرا ان کے لئے واقعی بے حد ہارڈ معلوم ہو رہا تھا۔ تین روز کے مسلسل سفر کے باوجود انہیں کوئی نخلستان نہیں ملا تھا اور نہ ہی انہیں وہاں کوئی پہاڑی علاقہ دکھائی دیا تھا جہاں کسی غار میں وہ پناہ لے کر دھوپ کی تمازت سے بچ سکتے تھے۔ صحرا میں درخت تو کجا ایک معمولی جھاڑی بھی انہیں کہیں اگی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی تھی حالانکہ عام طور پر صحراؤں میں کیکٹس اور اس جیسی بے شمار خورد رو جھاڑیاں موجود ہوتی ہیں۔ جن کی جڑوں کو نہ صرف کھانے کے لئے استعمال کر کے بہت سے وٹامنز حاصل کئے جا سکتے تھے بلکہ ان جھاڑیوں کی نالیوں میں بارشوں کا پانی بھی جمع ہو جاتا تھا جنہیں پی کر پیاس بجھائی جا سکتی تھی۔ عمران بھی اپنے ساتھ جو انرجی والی گولیاں لایا تھا وہ ختم ہو چکی تھیں۔ انہیں صبح سے ہی اب بھوک پیاس ستانا شروع ہو گئی تھی۔ تیز گرمی سے ان کے لباس پسینے سے بھیگے ہوئے تھے اور پیاس کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے جن پر وہ بار بار زبانیں پھیر رہے تھے۔ ان کی بے چین نظریں ہر طرف پانی کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں لیکن اس صحرا میں جیسے پانی نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں۔

''یہ سب عمران کی وجہ سے ہوا ہے۔ اوگان کی بجائے یہ ہمیں

کسی دوسری طرف سے بھی تو لا سکتا تھا۔ کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ اس طرف ہارڈ ڈیزرٹ ہے جو اس قدر خشک اور خطرناک ہے۔ جہاں سفر کرنا اس قدر دشوار ہو سکتا ہے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہمارے پاس یہی واحد راستہ تھا جہاں سے ہم آسانی سے اسرائیل میں داخل ہو سکتے تھے۔ اگر ہم کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے تو بلیک ہارٹ ایجنسی سے اب تک نجانے ہمارا کتنی بار سامنا ہو چکا ہوتا''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ ہم بلیک ہارٹ ایجنسی والوں کا اپاچے ہیلی کاپٹر لے کر نکلے تھے اور کرنل ہیمر کو بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ اس کے باوجود کرنل ہیمر اور بلیک ہارٹ ایجنسی والوں نے ہماری تلاش میں کسی کو اس طرف نہیں بھیجا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''وہ جانتے تھے کہ اپاچے ہیلی کاپٹر میں فیول بہت کم ہے اور ہم جس طرح سے ہارٹ ڈیزرٹ کی طرف گئے ہیں ہمیں ہر حال میں ہیلی کاپٹر وہیں چھوڑنا پڑے گا اور جیسے ہی ہم ہیلی کاپٹر چھوڑیں گے ہارڈ ڈیزرٹ ہمیں نگل جائے گا ایسی صورت میں انہیں بھلا صحرا میں ہماری گلی سڑی لاشیں تلاش کرنے کے لئے آنے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اس صحرا میں ہلاک ہو

چکے ہیں''...... خاور نے چونک کر کہا۔

''اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے ورنہ اب تک ہماری تلاش کے لئے اسرائیل کی تمام فورسز یہاں امنڈ پڑی ہوتیں''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب نے ہیلی کاپٹر آٹو پائلٹ سے آگے روانہ کر دیا تھا جو صحرا میں ہی کہیں گر کر تباہ ہو گیا ہو گا اور اس ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کا انہیں علم ہو گیا ہو اور وہ یہی سمجھ رہے ہوں کہ ہم اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جو بھی ہوا اچھا ہی ہے کہ ابھی تک کوئی ہمارے پیچھے نہیں آیا ہے ورنہ اس صحرا میں ہمارا ان سے مقابلہ کرنا واقعی مشکل ہو سکتا تھا''...... خاور نے کہا۔

''نجانے ہمارا یہ سفر کب ختم ہو گا۔ اس خوفناک صحرا میں چل چل کر ہمارا برا حال ہو گیا ہے۔ یہاں نہ پانی ہے اور نہ کھانا۔ اس سے تو اچھا ہوتا کہ عمران صاحب ہمیں اسی ہیلی کاپٹر میں اور آگے لے جاتے۔ ہیلی کاپٹر سے ہم کسی نخلستان کو تو تلاش کر ہی سکتے تھے''...... چوہان نے کہا۔

''نخلستان میں پہنچ کر بھی ہم کیا کرتے۔ اس سے آگے کا سفر تو ہمیں ایسے ہی کرنا تھا۔ مسلمان امید کا دامن کبھی نہیں چھوڑتا۔ امید کا دامن چھوڑنے والا گنہگار ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ اس بار اپنے ساتھ کوئی ٹرانسمیٹر نہیں لائے ہیں''...... اچانک کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''ٹرانسمیٹر۔ کیوں کیا تم کوئی ٹرانسمیٹر کھا کر اپنی بھوک پیاس مٹانا چاہتے ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ اسرائیل میں بے شمار فلسطینی گروپس ہمارے دوست ہیں اور فارن ایجنٹس بھی موجود ہیں۔ ٹرانسمیٹر پر ان سے رابطہ کر کے ہم انہیں بھی تو اپنی مدد کے لئے یہاں بلا سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب عمران کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھنے لگے جیسے کیپٹن شکیل نے دیر بعد سہی لیکن بہت اہم بات کی طرف عمران کی توجہ دلائی ہو۔

''میں صحرا میں پیدل ضرور چل رہا ہوں لیکن عقل سے پیدل نہیں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے میں یہاں مدد کے لئے کسی کو بلا سکتا ہوں لیکن میں نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جان بوجھ کر۔ مگر کیوں''...... جولیا نے حیرت سے کہا۔

''یہاں جس طرح سے خاموشی چھائی ہوئی ہے میں اس کا فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ بلیک ہارٹ ایجنسی واقعی یہی سمجھ رہی ہے کہ ہم ہارڈ ڈیزرٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں یا پھر پھنس گئے ہیں اور ہم لاکھ کوششیں کر لیں تب بھی اس ڈیزرٹ سے نہیں نکل سکیں گے۔ اس

لئے انہوں نے ہمارے پیچھے آنے کی اب تک کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ لیکن اگر میں کسی فارن ایجنٹ یا فلسطینی گروپ سے رابطہ کروں گا تو بلیک ہارٹ ایجنسی ہی نہیں بلکہ اسرائیل کی دوسری فورسز کو بھی ہمارے زندہ ہونے کا علم ہو جائے گا اور انہیں یہاں آنے میں دیر نہیں لگے گی وہ یہاں زمینی فورس بھیجنے کی بجائے ایئر فورس بھیجیں گے جو ہمیں ہلاک کرنے کے لئے اس صحرا میں خوفناک حد تک تباہی پھیلا سکتے ہیں جبکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اسی دھوکے میں رہیں کہ ہم اس صحرا کا شکار ہو چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس طرح تو ہم اسی صحرا میں ہی بھٹکتے رہ جائیں گے۔ ہمیں تو ابھی یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے کہاں۔ اگر ہم اسی طرح مہینوں اس صحرا میں بھٹکتے رہے تو اس ہیڈ کوارٹر تک کیسے پہنچ سکیں گے اس دوران انہوں نے ان چاروں فائلوں کو ڈی کوڈ کر لیا تو''...... جولیا نے کہا۔

''ہمارا سفر طویل تو ہے لیکن اس صحرا سے زیادہ محفوظ راستہ ہمیں اور کوئی نہیں مل سکتا تھا۔ یہ صحرا تل ابیب کی طرف جاتا ہے اور ہم ایک بار تل ابیب میں داخل ہو جائیں تو پھر ہمارے لئے بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا۔ تل ابیب میں ہم ایسے افراد پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں جو ہمیں آسانی سے بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچانے میں معاون ہو سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ وہاں ایسے کون سے لوگ ہیں جو ہمیں ڈائریکٹ بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک لے جائیں گے"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نے ریڈلی کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ وہ اسرائیل کے پرائم منسٹر اور خاص طور پر وزارت خارجہ پر گہری نظر رکھیں۔ بلیک ہارٹ ایجنسی کے بارے میں اور کوئی جانے یا نہ جانے لیکن اسرائیلی پرائم منسٹر اور وزارت خارجہ ضرور جانتے ہوں گے۔ دنیا کی تمام فارن ایجنسیاں یا تو وزارت خارجہ کے انڈر ہوتی ہیں یا پرائم منسٹر کے۔ ہم انہیں کور کر کے اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہارا ارادہ اسرائیلی پرائم منسٹر کے ذریعے بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"تھا نہیں ہے کہو۔ بلیک ہارٹ ایجنسی پرائم منسٹر کی اجازت کے بغیر اتنا بڑا کام نہیں کر سکتی۔ پاکیشیا میں کارگ فلے نے جو چار فائلیں حاصل کی ہیں اس کے پیچھے اس کا شیطانی دماغ ضرور کام کر رہا ہو گا لیکن اس کے لئے اسے ہر حال میں بلیک ہارٹ ایجنسی کے چیف اور سپریم چیف سے اجازت لینی ضروری ہوتی ہے اور سپریم چیف اسرائیلی پرائم منسٹر کے سوا کون ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہمیں جو اتنا وقت لگ رہا ہے اس کا کیا۔ اس وقت کا فائدہ اٹھا کر وہ تو آسانی سے فائلیں ڈی کوڈ کر لیں

گے۔ ایک بار فائلیں ڈی کوڈ ہو گئیں تو وہ کہیں کی کہیں پہنچ جائیں گی"...... جولیا نے کہا۔

"فائلیں ڈی کوڈ کرنے کا کام مارشل سٹینلے کا ہے اور وہ ایسا نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا۔

"اگر یہ اس کا کام ہے تو وہ ایسا کیوں نہیں کر سکتا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"بلیک ہیڈ کوارٹر میں ڈیول مائینڈ ایجنٹ اور بگ ڈیول اکٹھے ہوں مجھے یہ بات پسند نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے میں نے مارشل سٹینلے کو جو بگ ڈیول ہے ایک ایسی جگہ مصروف کر دیا ہے کہ اس کے پیچھے فائلیں ڈی کوڈ ہو بھی جائیں تو وہ فائلیں اسی ہیڈ کوارٹر میں رہیں گی۔ کسی دوسری جگہ نہیں جائیں گی کیونکہ ان فائلوں کو جب تک مارشل سٹینلے ایک نظر دیکھ نہیں لے گا حکومت کے حوالے نہیں کیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن تم نے ایسا کیا کیا ہے کہ مارشل سٹینلے ہیڈ کوارٹر سے نکل جائے اور یہ کہ ایسا ہوا بھی ہو گا"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اسے ہیڈ کوارٹر سے باہر بھیجنے کا ایک ہی طریقہ تھا اور میں نے وہی طریقہ اپنایا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ زیادہ دن لگنے کے باوجود ہم ان فائلوں کو حاصل کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"وہ طریقہ تو بتاؤ جس کے استعمال سے تم نے مارشل سٹینلے کو

ہیڈ کوارٹر سے باہر بھیجا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”وقت آنے پر تم خود ہی جان جاؤ گے“...... عمران نے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی انہیں کچھ نہ بتانا چاہتا ہو اس لئے وہ سب خاموش ہو گئے۔

”بلیک ہارٹ ایجنسی ان دنوں ضرورت سے زیادہ ہی پر پرزے نکال رہی ہے۔ اس سے پہلے یہی ایجنسی عمران صاحب کو ہلاک کرنے اور پاکیشیا میں بڑی تباہی پھیلانے کے لئے کلر سینڈیکیٹ اور ایک کرائم ماسٹر کو بھی پاکیشیا بھیج چکی ہے۔ نہ کرائم ماسٹر اپنے مشن میں کامیاب ہو سکا تھا اور نہ ہی کلر سینڈیکیٹ پاکیشیا میں تباہی پھیلا سکا تھا۔ کرائم ماسٹر اور کلر سینڈیکیٹ پاکیشیا میں اسی بلیک ہارٹ ایجنسی نے ہی بھیجا تھا“...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے بارے میں چیف نے بریفنگ کے دوران ہمیں بتا دیا تھا“...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی پاکیشیا میں مسلسل کام کر رہی تھی۔ ایک طرف اس ایجنسی نے عمران صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے کرائم ماسٹر اوسلو کساوا کو بھیج دیا تھا۔ دوسری طرف کلر سینڈیکیٹ کے ذریعے وہ پاکیشیا کی تمام فورسز کو اپنی طرف متوجہ رکھنا چاہتے تھے تاکہ بلیک ہارٹ ایجنسی کا ڈیول مائینڈ ایجنٹ کارگ فلے اس دوران خاموشی سے اپنا کام کرتا رہے۔ اب تک کی

تحقیقات کے مطابق کارگ فلے کئی ہفتے پاکیشیا میں ہی رہا ہے اور اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ ہی نہیں چلا تھا۔ آپ چاروں فارن مشن پر تھے اور ہم عمران صاحب کے ساتھ کرائم ماسٹر اوسلو کساوا اور کلر سینڈیکیٹ سے برسر پیکار رہے تھے۔ جس سے ڈیول مائینڈ ایجنٹ کو یہاں سے چاروں فائلیں حاصل کرنے کا موقع مل گیا تھا“...... صدیقی نے کہا۔

”تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ ان کا اصل مقصد وہ چار فائلیں حاصل کرنے کا تھا جو ڈیول مائینڈ ایجنٹ لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا“...... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ کرائم ماسٹر اور کلر سینڈیکیٹ ہمیں الجھانے اور اپنی طرف متوجہ رکھنے کے لئے بھیجے گئے تھے“...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ عمران اور تم سب کے ہوتے ہوئے بھی اسرائیلی ایجنٹ اپنا مشن پورا کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”کرائم ماسٹر عمران صاحب پر انتہائی خوفناک حملے کر رہا تھا اور کلر سینڈیکیٹ کا مشن بھی بے حد خوفناک تھا۔ وہ پاکیشیا میں ہارڈ بلاسٹر سے ہولناک تباہی لا کر ہزاروں بے گناہ افراد کو ہلاک کرنا چاہتے تھے اگر ہم ان کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔ اس سینڈیکیٹ اور ان کی ہارڈ بلاسٹر کاروں کو

روکنا ہمارے لئے بے حد ضروری تھا جس میں تباہی پھیلانے والا ٹی ایکس ٹی بارود بھرا ہوا تھا جن کے بلاسٹ ہونے سے خوفناک تباہی آ سکتی تھی''...... چوہان نے کہا۔ **(اس کے لئے ظہیر احمد کا ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ناول ''کرائم ماسٹر'' پڑھیں)**

''پھر بھی۔ عمران کے ہوتے ہوئے کارگ فلے جیسا اسرائیلی ایجنٹ نہ صرف یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ وہ پاکیشیا کی ایسی چار اہم فائلیں بھی لے گیا ہے جس سے پاکیشیا کی سلامتی اور بقاء کو بے پناہ نقصان پہنچ سکتا ہے''...... جولیا نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کارگ فلے میری وجہ سے نہیں تنویر کی وجہ سے نکل جانے میں کامیاب ہوا ہے''...... عمران نے جولیا کے انداز میں منہ بنا کر کہا۔

''میری وجہ سے۔ کیا مطلب''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''جب وہ ورکشاپ میں آیا تھا اور تم نے جب اسے پہچان ہی لیا تھا تو تم اسے وہیں چھاپ لیتے۔ شیطانی دماغ رکھنے والا ایجنٹ پاکیشیا میں فروٹ چاٹ کی ریڑھی لگانے تو نہیں آ سکتا تھا اس کی یہاں موجودگی ظاہر ہے کسی خطرناک مشن کے لئے ہی ہو سکتی تھی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں نے کوشش کی تھی۔ لیکن تم ہی کہتے ہو کہ پہلے کنفرم ہونا ضروری ہوتا ہے کہ ہمارے ہاتھوں کوئی بے گناہ انسان نہ مارا جائے''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

''بے گناہ انسان وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں کوئی کچھ نہ جانتا ہو۔ ہم میں سے سب سے زیادہ تم ہی کارگ فلے سے واقف تھے۔ جب تم نے اسے پہچان لیا تھا تو تم وہیں اس کی گردن پکڑ لیتے''...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

''یہ بے چارہ اس کی کیا گردن پکڑتا۔ اسے تو شکر کرنا چاہئے کہ کارگ فلے اپنے ساتھیوں کی جگہ اس کی گردن کاٹ کر نہیں چلا گیا''...... عمران نے کہا اور تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''اب اسے سامنے آ لینے دو۔ تمہارے سامنے میں نے اس کی گردن نہ کاٹی تو میرا نام بدل دینا''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بھی بتا دو کہ بدل کر نام کیا رکھوں۔ کفگیر، شہتیر یا پھر کچھ اور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔

''جو چاہے رکھ دینا۔ لیکن یاد رکھنا۔ کارگ فلے اس بار میرے ہی ہاتھوں ہلاک ہو گا''...... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

''جو چاہے۔ ویری گڈ۔ پھر تو میں تمہارا نام بھائی جان رکھوں گا۔ سب ہی تمہیں بھائی جان کہیں گے اور جولیا بھی۔ کیا خیال ہے''...... عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے جبکہ تنویر برے برے سے منہ بنانے لگا۔

''عمران صاحب۔ کچھ کریں۔ بھوک تو ہم برداشت کر لیں گے لیکن اب پیاس ناقابلِ برداشت ہوتی جا رہی ہے۔ اگر ہمیں اور

تھوڑی دیر تک پانی نہ ملا تو ہمارے لئے اس صحرا میں چلنا بہت مشکل ہو جائے گا''...... چوہان نے کہا۔

''تمہاری طرح سے میں بھی پیاسا ہوں پیارے۔ ہونٹوں کے ساتھ اب تو حلق بھی سوکھ کر کانٹا بنتا جا رہا ہے۔ پانی ملنے کا تو دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آ رہا۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ پیاس بجھانے کے لئے ہم کیوں نہ ایک دوسرے کا خون ہی پینا شروع کر لیں''...... عمران نے کہا۔

''مذاق مت کرو عمران۔ واقعی اب پیاس سے جان نکلی جا رہی ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ کسی اور کو تو نہیں میں تمہیں اپنا خون ضرور پلا سکتا ہوں۔ کہو کاٹوں اپنی کلائی کی رگ''...... عمران نے کہا اور جولیا نے غصے سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ ان کے چاروں طرف کھلا میدان تھا۔ وہ جس علاقے میں سفر کر رہے تھے وہاں اب دور دور تک کوئی ٹیلا بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کڑاکے کی دھوپ پڑ رہی تھی اور ان کے جسم پسینے سے اس بری طرح سے بھیگے ہوئے تھے جیسے کسی دریا میں ڈبکی لگا کر آئے ہوں۔ ان کے قدم ریت میں دھنس دھنس جا رہے تھے اور بھوک پیاس کی وجہ سے ان کے جسموں میں اس حد تک کمزوری طاری ہو گئی تھی کہ اب ان میں قدم اٹھانے اور آگے بڑھانے کی بھی سکت نہیں رہ گئی تھی۔

اپنے ساتھیوں کی مخدوش ہوتی ہوئی حالت کا عمران کو بخوبی اندازہ

تھا لیکن وہ کیا کر سکتا تھا۔ وہاں پانی نام کی کوئی چیز نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔

''عمران صاحب وہ دیکھیں''...... اچانک صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے چونک کر دیکھا۔ صفدر عقب میں دیکھ رہا تھا جہاں دور آسمان پر سیاہ چادر سی پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

''بادل معلوم ہو رہے ہیں۔ اگر یہ بادل اس طرف آ جائیں اور یہاں بارش ہونا شروع ہو جائے تو ہمیں شدید گرمی سے بھی نجات مل جائے گی اور بارش کے پانی سے ہم اپنی پیاس بھی بجھا سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''یہ بادل نہیں ہیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

''بادل نہیں ہیں۔ لیکن''...... جولیا نے کہنا چاہا۔

''یہ صحرائی طوفان ہے''...... عمران نے کہا اور طوفان کا سن کر ان کے چہروں پر تشویش ابھر آئی۔

''طوفان''...... جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جس طرح آسمان پر گہری سیاہ چادر پھیلتی جا رہی ہے اس سے طوفان کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ طوفان بے حد تیز اور انتہائی خطرناک ہے۔ ریت ہوا میں بلند ہو کر پھیل رہی ہے اور سیاہ چادر کا روپ اختیار کر رہی ہے اور یہ طوفان اسی طرف آ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یا اللہ کرم۔ ہم پہلے سے ہی مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ صحرا ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا ہے اوپر سے یہ طوفان۔ یہاں تو طوفان سے بچنے کے لئے کوئی جگہ بھی نہیں ہے''...... خاور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہمیں جلد سے جلد کہیں پناہ لینی ہو گی۔ اگر ہم اس طوفان کی زد میں آ گئے تو واقعی ہمارا اس طوفان سے بچنا مشکل ہو جائے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن ہم اس طوفان سے بچیں گے کیسے''...... صفدر نے بے چین نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا لیکن طوفان سے بچنے کے لئے واقعی ان کے پاس کوئی جگہ نہیں تھی۔ طوفان ابھی ان سے کافی دور تھا لیکن اب وہاں بھی تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں اور ریت اُڑ اُڑ کر ان کے منہ اور آنکھوں میں جانا شروع ہو گئی تھی جس سے بچنے کے لئے انہوں نے چہروں پر کپڑے ڈھاٹوں کی طرف سے باندھ لئے تھے اور آنکھوں پر گاگلز لگا لئے تھے۔ یہ وہی گاگلز تھے جو وہ آئل ٹینکر میں پہن کر آئے تھے اور اس طرف آتے ہوئے وہ ساتھ لے آئے تھے۔ ان گاگلز کی وجہ سے وہ اپنی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے خوفناک طوفان کو آسانی سے دیکھ بھی سکتے تھے اور ریت سے اپنی آنکھیں بھی بچا سکتے تھے۔

''جلدی کرو۔ سب اپنے جسموں کے گرد رسی لپیٹ کر گرہیں لگا لو۔ اب ہمیں رسی میں بندھ کر ایک ساتھ رہنا ہو گا تاکہ طوفان

ہمیں اپنے ساتھ اٹھا کر نہ لے جا سکے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور جلدی جلدی اپنی کمروں کے گرد رسی لپیٹنا شروع ہو گئے۔ رسی کا بنڈل کافی بڑا تھا اس لئے ان سب نے آسانی سے خود کو باندھ لیا تھا۔ طوفان کی شدت جب تیز ہونا شروع ہوئی تو عمران کے کہنے پر وہ سب اوندھے منہ ریت پر لیٹ گئے۔ عمران نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ وہ وقفے وقفے سے اپنی کمر جھٹک کر آگے رینگنے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ ان پر ریت کا کوئی ٹیلا جمع نہ ہو سکے۔ تھوڑی ہی دیر میں طوفان کے تیز جھکڑ چلنا شروع ہو گئے اور انہیں ہر طرف سے شائیں شائیں کی تیز آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔

ہر طرف ریت کے بادل اٹھتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جس سے وہاں اچھا خاصا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ تیز ہوائیں انہیں بار بار اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن وہ ریت سے یوں چپکے ہوئے تھے جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ ان پر ریت ہی ریت جمع ہوتی جا رہی تھی۔ جیسے ہی انہیں اپنی کمر پر ریت کا دباؤ بڑھتا ہوا محسوس ہوتا وہ کمر جھٹک کر آگے رینگ جاتے تھے۔

طوفان میں لمحہ بہ لمحہ شدت آتی جا رہی تھی اور اب انہیں اپنے چاروں طرف بڑے بڑے گردباد گھومتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جو موونڈر تھے اور یہ موونڈر اتنے بڑے اور طاقتور تھے کہ ان کی طرف دیکھ کر عمران جیسے انسان کی آنکھوں میں بھی پریشانی ابھر

آئی تھی۔ مووندڑ بجلی کی سی تیزی سے گھوم رہے تھے اور ان کی آواز ایسی تھی جیسے سینکڑوں مشینوں کی گراریاں ایک ساتھ اور تیزی سے گھوم رہی ہوں۔

مووندڑ اور تیز ہواؤں کی وجہ سے ان کے جسم بار بار اوپر کی طرف اٹھ رہے تھے۔ وہ خود کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے لیکن اس قدر خوفناک اور طاقتور طوفان کا وہ کب تک مقابلہ کر سکتے تھے۔ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ خود کو اس مووندڑ میں جانے سے نہ بچا سکے تھے اور جیسے ہی وہ مووندڑ کی زد میں آئے انہیں ایک ساتھ زوردار جھٹکے لگے اور وہ ریت سے اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے تیز رفتار مووندڑ میں گھومتے چلے گئے۔ ان کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ کسی تیز رفتار لٹو کی طرح سے گھوم رہا ہو اس نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے اسے اپنے تیز رفتاری سے گھومتے ہوئے دماغ میں اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔

''یس۔ البرٹو ہیئر''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کنٹرول روم کے انچارج البرٹو کی آواز سنائی دی۔

''کارگ فلے سپیکنگ''...... کارگ فلے نے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس نے ہی کنٹرول سیکشن کا نمبر ملایا تھا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے البرٹو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے ابھی تک مجھے طوفان کے بارے میں نہیں بتایا۔ طوفان کس پوزیشن میں ہے اب اور اس طوفان کی سمت کیا ہے''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''طوفان کا زور ختم ہو چکا ہے باس۔ بارہ گھنٹوں تک طوفان کی شدت بہت زیادہ رہی تھی۔ صحرا میں انتہائی خوفناک حد تک تباہی

آئی تھی۔ ٹیلے ایک جگہ سے ختم ہو کر دوسری جگہ جمع ہو گئے ہیں اور بے شمار پہاڑیاں ایسی ہیں جو اپنی جگہوں سے سرے سے ہی غائب ہو چکی ہیں''۔دوسری طرف سے البرٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ میں تم سے ڈیزرٹ میں ہونے والی تبدیلی کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں۔ مجھے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بتاؤ۔ ان سب کا کیا ہوا ہے۔ کیا وہ سب اس طوفان میں ہلاک ہو گئے ہیں یا نہیں''...... کارگ فلے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ان بے چاروں کی تو اب ہڈیوں کا بھی کچھ پتہ نہیں ہو گا باس۔طوفان میں آنے والے موونڈر ایف فائیو کی شدت کے تھے جو دنیا بھر کے سب سے بڑے اور خوفناک موونڈر سمجھے جاتے ہیں۔ ان موونڈرز کی زد میں آنے والی ٹنوں وزنی چٹانیں اور پہاڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتی ہیں تو ان نو افراد کی کیا اوقات ہے کہ وہ ان موونڈرز سے بچ سکیں۔ وہ سب ڈیزرٹ میں جس جگہ موجود تھے وہاں ایف ٹو ایف تھری اور ایف فائیو کی طاقت کے بے شمار موونڈرز موجود تھے جن سے بچ نکلنا ان کے لئے ناممکن تھا وہ سب اگر ریت کی تہوں میں بھی چھپے ہوئے ہوتے تو موونڈرز انہیں اپنے ساتھ اُڑا کر لے جا سکتے تھے اور ان کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے۔ میں نے طوفان تھمنے کے بعد وہاں سیٹلائٹ سے بڑے پیمانے پر چیکنگ کی ہے لیکن وہ سب غائب ہیں۔ موونڈرز انہیں اُڑا کر اپنے

ساتھ لے گئے ہیں اب ان کا نام و نشان تک باقی نہیں ہے''...... دوسری طرف سے البرٹو نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور البرٹو کا جواب سن کر کارگ فلے کی آنکھوں میں مسرت کے بے پناہ دیئے جل اٹھے۔

''کیا تم کنفرم ہو کہ وہ سب ان موونڈرز کا شکار ہو گئے تھے''......کارگ فلے نے پوچھا۔

''یس باس میں سو فیصد کنفرم ہوں۔ میں نے سکرین پر اس طرف بے شمار موونڈرز کو چکراتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے اس علاقے کے ساتھ ساتھ ہارڈ ڈیزرٹ کا سارا علاقہ چھان مارا ہے لیکن ان نو افراد کا کہیں کوئی وجود باقی نہیں ہے''...... البرٹو نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا سن کر مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے۔طوفان واقعی بہت خوفناک تھا وہ لاکھ ذہین، چالاک اور شاطر ایجنٹ ہوں لیکن قدرت کے اس طاقتور طوفان سے لڑنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ کچھ بھی کر لیتے لیکن اس طوفان سے نہیں بچ سکتے تھے''...... کارگ فلے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس اور ہوا بھی ایسا ہی ہے''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا۔

''بہرحال تم وقفے وقفے سے چیکنگ کرتے رہنا۔ اگر کہیں ان

کی لاشیں مل جائیں تو بہت اچھا ہو گا میں ایک بار ان کی لاشیں دیکھ لوں تو میرا دل مطمئن ہو جائے گا کہ وہ سب واقعی ہلاک ہو چکے ہیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے ابھی آپ کو ان کی ہلاکتوں کا یقین نہیں آیا ہے باس''...... کارگ فلے کی بات سن کر دوسری طرف سے البرٹو نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں بس ایک بار ان سب کی لاشیں دیکھنا چاہتا ہوں خاص طور پر اس علی عمران کی لاش جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ذہانت میں اس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے اور وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندگی گزارتا ہے اور یقینی موت کو بھی کسی نہ کسی طریقے سے جُل دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ نہ صرف خود یقینی موت سے بچ نکلتا ہے بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی نئی زندگیاں دے دیتا ہے جس کے بارے میں کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا''...... کارگ فلے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ سب ماضی کی باتیں ہیں باس۔ اس بار ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں میں اتنا دم نہیں تھا کہ وہ صحرائی طوفان کا مقابلہ کر سکتے۔ اس طوفان میں ان کی حیثیت معمولی تنکوں سے زیادہ نہیں تھی''...... البرٹو نے کہا۔

''میں جانتا ہوں اور تمہاری طرح سے مجھے بھی یقین ہے کہ اس بار وہ زندہ نہیں بچے ہوں گے۔ ان کی اس بار ہلاکت یقینی ہے

سو فیصد یقینی۔ میں بس ایک بار اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھنا چاہتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''لیکن باس اب ان کی لاشیں کہاں ملیں گی۔ طوفان نے تو ان کی لاشوں کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے ہوں گے اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کی لاشوں کے ٹکڑے بھی ریت کے بڑے ٹیلوں میں چھپ گئے ہوں''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میں ایک بار عمران کی لاش دیکھنا چاہتا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا۔ اس کی سوئی جیسے ایک ہی جگہ اٹک کر رہ گئی تھی۔

''تو کیا میں ان کی لاشیں ڈھونڈنے کے لئے وہاں ریڈ کمانڈوز کو بھیج دوں''...... البرٹو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بس سیٹلائٹ سے چیکنگ کرتے رہو۔ ہو سکتا ہے کہ تیز ہواؤں سے ریت اس جگہ سے ختم ہو جائے جہاں ان کی لاشیں ہوں۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی لاش نظر آ گئی تو میری تسلی کے لئے کافی ہو گی''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں اپنی کوشش جاری رکھوں گا۔ لیکن باس اب یہ کام میں کل ہی کر سکوں گا''...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا۔

''کیوں۔ آج کیوں نہیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''طوفان کا رخ شمال کی طرف ہی تھا باس اس طوفان سے بچنے

کے لئے میں نے ٹنل کھول دیئے تھے جن میں ہیوی ڈیوٹی ایگزاسٹ فین لگے ہوئے ہیں تاکہ تیز رفتار پنکھے ریت کو ہیڈ کوارٹر کے اوپر اور اردگرد جمع نہ ہونے دیں اور ہیڈ کوارٹر کے اوپر ریت کا کوئی پہاڑ نہ کھڑا ہو جائے۔ ان میں سے میں نے نو ٹنل بند کر دیئے ہیں۔ لیکن ایک ٹنل کھلا ہوا ہے اس کے چند ایگزاسٹ فین میں کچھ خرابی آ گئی ہے جو مجھے آج ہی ٹھیک کرنی ہو گی اور اس میں مجھے کافی وقت لگ سکتا ہے“...... البرٹو نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم فین ٹھیک کرو۔ ٹنل کا جلد سے جلد بند ہونا بے حد ضروری ہے ورنہ دوبارہ طوفان آنے کی صورت میں ٹنل ریت سے بھر جائے گی“...... کارگ فلے نے کہا۔

”یس باس“...... البرٹو نے جواب دیا۔

”اوکے۔ کل سے اپنی چیکنگ کا دائرہ وسیع کر دینا۔ ان کی لاشیں مل جائیں تو اچھا ہو گا ورنہ شاید میری ٹینشن کسی طرح سے کم نہ ہو“...... کارگ فلے نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ میں صبح ایکس ون ہنڈرڈ ڈیوسٹ سسٹم بھی آن کر دوں گا یہ سسٹم ریت کی گہرائی میں بھی آسانی سے چیکنگ کر سکتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی لاش بھی صحیح حالت میں ہوئی اور وہ کسی ریت کے بڑے ٹیلے کے نیچے بھی ہوئی تو اس کا بھی پتہ چل جائے گا“...... البرٹو نے کہا۔

”اوہ یس۔ ایکس ون ہنڈرڈ ڈیوسٹ سسٹم سے واقعی گہرائی میں

موجود ان کی لاشوں کو بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ گڈ۔ تم صبح اسی ایکس ون ہنڈرڈ ڈیوسٹ سسٹم سے چیکنگ کرنا“...... کارگ فلے نے کہا۔

”اوکے باس“...... دوسری طرف سے البرٹو نے کہا اور کارگ فلے نے جواباً اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میرا دل عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے لئے مان کیوں نہیں رہا۔ حالانکہ ہارڈ ڈیزرٹ میں جو طوفان آیا تھا اس طوفان سے مافوق الفطرت ہستیاں بھی نہیں بچ سکتی تھیں پھر گوشت پوست کے معمولی انسان۔ وہ بھلا اس طوفان سے کیسے بچ سکتے تھے۔ نہیں نہیں۔ وہ زندہ نہیں ہو سکتے۔ ان کی ہلاکت یقینی تھی۔ قطعی یقینی“...... کارگ فلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر میز پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھا لیا۔ اس نے ڈسپلے پر دیکھا تو اسے چیف کا نام دکھائی دیا۔ چیف کا نام دیکھ کر وہ یکدم سیدھا ہو گیا اور اس نے فوراً سیل فون کا کال رسیونگ بٹن آن کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”یس چیف۔ کارگ فلے ہیئر“...... کارگ فلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کارگ فلے۔ میں آج واپس آ رہا ہوں“...... دوسری طرف سے مارشل سینڈلے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس چیف۔ ٹھیک ہے چیف۔ اب آپ کے بیٹے کی حالت کیسی ہے۔ میں دو روز سے کوشش کر رہا تھا لیکن آپ کا نمبر ہی نہیں مل رہا تھا شاید آپ نے اپنا سیل فون سوئچڈ آف کر رکھا تھا"...... کارگ فلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے فون بند کر رکھا تھا۔ جارج کی حالت بہت خراب تھی۔ میں اس کے لئے متفکر تھا اس لئے میں نے سیل فون بند کر دیا تھا۔ اب اس کی حالت بہت بہتر ہے۔ ڈاکٹروں نے جان توڑ کوشش کر کے اس کی جان بچا لی ہے۔ اس کی حالت سے اب میں مطمئن ہوں۔ جارج کی کیئر کرنے کے لئے اس کی ماں یہاں آ چکی ہے۔ اب میری یہاں ضرورت نہیں ہے اس لئے میں واپس آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مارشل سٹینلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ لیکن جارج کو ہوا کیا تھا۔ میرا مطلب ہے ایکسیڈنٹ کس نوعیت کا تھا جو اس کی جان پر بن آئی تھی"۔ کارگ فلے نے پوچھا۔

"کسی نے جارج کی کار کے بریک فیل کر دیئے تھے اس وقت جارج قدرے نشے میں تھا۔ بریک فیل ہونے کی وجہ سے اس کی کار ایک الیکٹرک پول سے ٹکرا گئی تھی ۔ جارج کے ساتھ اس کے دو فرینڈ موجود تھے۔ وہ دونوں اسی وقت ہلاک ہو گئے تھے۔ جارج شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے سر پر آنے والا زخم بے حد خطرناک تھا جو اس کی جان لے سکتا تھا۔ لیکن اسے بروقت طبی امداد مل گئی

تھی اور ریسکیو ٹیم اسے بروقت ہسپتال پہنچانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ جہاں ڈاکٹروں کی ٹیم نے اس کا بروقت آپریشن کیا تھا لیکن اس کے باوجود جارج کی زندگی خطرے میں تھی۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ جارج کے لئے اگلے چھتیس گھنٹے بے حد اہم ہیں اگر اسے چھتیس گھنٹوں میں ہوش نہ آیا تو اس کا زندہ بچنا ناممکن تھا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا جارج کو ہوش آ گیا تھا۔ اب اس کے چند مائنر آپریشن ہونے ہیں جس سے اس کی طبیعت اور زیادہ سنبھل جائے گی اور یہ کام اس کی ماں یہاں آسانی سے کرا سکتی ہے۔ میں نے بھی ڈاکٹروں کو اپنے بارے میں تفصیل بتا دی ہے اس لئے وہ سب ہر حال میں جارج کو جلد سے جلد ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے"...... دوسری طرف سے مارشل سٹینلے نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا یہ معلوم ہوا ہے کہ جارج کی کار کے بریکس کس نے خراب کئے تھے"...... کارگ فلے نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں کی پولیس انوسٹی گیشن کر رہی ہے۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ کس نے جارج کی کار کے بریک فیل کئے تھے اور کیوں"...... دوسری طرف سے مارشل سٹینلے نے کہا۔

"بہر حال تھینک گاڈ چیف۔ ورنہ میں جارج کے لئے بے حد پریشان تھا۔ پرائم منسٹر صاحب کی بھی دو تین بار کالیں آ چکی ہیں انہوں نے بھی کئی بار آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں

نے انہیں تسلی دے دی ہے۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو آپ ایک بار خود ان سے بات کر کے انہیں تسلی دے دیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں انہیں کال کر لیتا ہوں۔ تم بتاؤ۔ ہیڈ کوارٹر میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا''...... مارشل سٹینلے نے پوچھا۔

''نو چیف۔ یہاں بھلا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے''...... کارگ فلے نے چونک کر کہا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں چیف کو پاکیشیائی ایجنٹوں کی آمد کا علم تو نہیں ہو گیا یا کسی طرح اسے یہ پتہ تو نہیں چل گیا کہ ایس فورس کا ہارگن اپنے بیس ساتھیوں سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔

''اور وہ کوڈ...... اوہ۔ ٹھیک ہے رہنے دو۔ میں اس سلسلے میں وہاں آ کر خود بات کروں گا''...... مارشل سٹینلے نے کہا۔ وہ سیل فون پر ان چار فائلوں کے بارے میں بات کرنے جا رہا تھا جو ہیڈ کوارٹر میں ڈی کوڈ کی جا رہی تھیں۔ پھر شاید اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ سیل فون پر بات کر رہا ہے اسی لئے اس نے فوراً بات بدل دی تھی۔

''یس چیف۔ میں آپ کا ویٹ کروں گا''...... کارگ فلے نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں شام تک پہنچ جاؤں گا''...... دوسری طرف سے مارشل سٹینلے نے کہا۔

''یس چیف۔ او کے چیف''...... کارگ فلے نے کہا اور دوسری

طرف سے مارشل سٹینلے نے رابطہ ختم کر دیا۔ کارگ فلے نے ایک طویل سانس لے کر سیل فون کان سے ہٹایا اور اس کا بٹن آف کر کے اسے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

''اچھا ہی ہوا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی چیف کے آنے سے پہلے ہی صحرائی طوفان میں پھنس کر ہلاک ہو گئے ہیں۔ اگر چیف کو ان کے آنے کا علم ہو جاتا تو وہ یقیناً میرا کورٹ مارشل کر دیتے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں انہیں علم ہوتا تو وہ یہ بھی جان جاتے کہ انہیں اسرائیل میں آنے کی دعوت میں نے خود دی تھی''...... کارگ فلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور البرٹو کو کال کرنے لگا تاکہ اسے چیف کی واپسی کا بتا سکے اور اسے منع کر سکے کہ وہ چیف سے پاکیشیائی ایجنٹوں کے حوالے سے کوئی بات نہیں کرے گا اور اگلے دن خاموشی سے ان سب کی لاشیں تلاش کرنے کا کام کرتا رہے گا۔

جس طرح اندھیرے میں دور کہیں جگنو سا چمکتا ہے بالکل اسی طرح عمران کے دماغ کے سیاہ پردے پر ایک روشنی کا نقطہ سا چمکا اور معدوم ہو گیا۔

عمران کا دماغ ایک بار پھر تاریک ہو گیا تھا لیکن ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک بار پھر اس کے دماغ میں روشنی سی پیدا ہوئی۔ اس بار عمران کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا بھی لگا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کے دماغ میں پیدا ہونے والی روشنی پھر ختم ہو جاتی عمران نے لاشعوری طور پر اپنے شعور کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اس کی یہ کوشش اس حد تک کامیاب ہوئی تھی کہ اس بار اس کے دماغ میں اندھیرا نہیں آیا تھا۔ اس کے دماغ میں جو روشنی پیدا ہوئی تھی اس کا لاشعور فوراً حرکت میں آ گیا تھا اس نے فوراً اپنے دماغ

کو کنٹرول کر لیا۔ اس کے دماغ میں بار بار دھماکے سے ہو رہے تھے اور اس کا دماغ بار بار اندھیروں کی طرف جا رہا تھا لیکن عمران اپنی قوت ارادی سے مسلسل دماغ کو روشن رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور پھر اس کی کوششیں رنگ لانا شروع ہو گئیں اس کے دماغ میں ہونے والے دھماکوں کی شدت کم ہونا شروع ہو گئی تھی۔

لاشعور میں ہونے کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ منوں بوجھ تلے دبا ہوا ہو۔ چند ہی لمحوں میں اس کا شعور بیدار ہو گیا تو خود کو ریت کے نیچے دبا ہوا محسوس کر کے اس کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔ اس کی آنکھوں پر گاگل تھی اور طوفان آتے ہی اس نے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ لیا تھا اس لئے ریت اس کے منہ اور ناک میں نہیں گئی تھی۔ وہ ریت میں یوں دھنسا ہوا تھا جیسے کسی نے گڑھا کھود کر اسے زمین میں کھڑا کر دیا ہو اور پھر گڑھے سے اس کا سر باہر رکھ کر گڑھا ریت سے بھر دیا ہو۔ چونکہ اس کا سر ریت سے باہر تھا اس لئے وہ آسانی سے سانس لے رہا تھا۔ ریت نے اس کی گاگل کے شیشوں کو بری طرح سے دھندلا دیا تھا اس لئے اسے اردگرد کا ماحول نظر نہیں آ رہا تھا۔

عمران نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کا دل دھک سے رہ گیا کہ اس کا ریت میں دھنسا ہوا سارا جسم جیسے مفلوج ہو چکا تھا اس کے جسم کے کسی بھی حصے میں جیسے جان نام کی کوئی چیز نہیں تھی یہاں تک کہ وہ

اپنے ہاتھوں کو بھی حرکت نہیں دے پا رہا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اسے شدت سے پیاس کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس نے بے اختیار زبان سے ہونٹوں کو تر کرنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کی زبان بھی خشک تھی جسے حرکت دیتے ہوئے اسے اپنے دماغ میں تیز درد کی لہریں بھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

اپنے جسم کو مفلوج محسوس کرتے ہی عمران کے دماغ میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں وہ سمجھ گیا تھا کہ دیر تک ریت میں دھنسا ہونے کی وجہ سے اس کا تقریباً سارا جسم مفلوج ہو گیا ہے اور اگر اس نے جلد سے جلد اپنے جسم کو حرکت دینے کے قابل نہیں بنایا تو اس کے دل کی دھڑکنیں بھی رک جائیں گی اور وہ اسی حالت میں ہلاک ہو جائے گا۔ ہوش میں آتے ہی اس کے دماغ میں سابقہ منظر کسی فلم کی طرح سے چلنا شروع ہو گیا تھا جب تیز رفتار گھومتے ہوئے گردباد کے طوفان نے اسے اچانک اٹھا لیا تھا اور اس کے جسم کے ساتھ اس کا دماغ بھی لٹو کی طرح تیزی سے گھومنا شروع ہو گیا تھا اس کے جسم اور دماغ کے گھومنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ چند ہی لمحوں میں اس کے دماغ میں اندھیرا ابھر گیا تھا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آیا تھا اور وہ خود کو ریت میں دھنسا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

عمران کو بخوبی یاد تھا کہ طوفان آنے سے کچھ دیر پہلے اس نے تمام ساتھیوں کے ساتھ خود کو رسی سے باندھ لیا تھا تاکہ طوفان

انہیں اگر اٹھا کر دور پھینکنے کی بھی کوشش کرے تو وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہو سکیں ورنہ نجانے کون کہاں کہاں جا کر گرتا۔ اپنے ساتھیوں کا خیال آتے ہی وہ پریشان ہو گیا۔ وہ دل ہی دل میں اللہ سے دعائیں مانگنے لگا کہ اس کے ساتھی خیریت سے ہوں اور اس کے ساتھ ہی رسی سے بندھے ہوئے ہوں ورنہ اس کے لئے ان سب کی تلاش واقعی مشکل ہو سکتی تھی۔ اس کا نچلا جسم چونکہ مفلوج تھا اس لئے اسے اس بات کا بھی پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اس کی کمر سے رسی بندھی بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ اپنے ساتھیوں کی خیریت کے بارے میں جاننے کے لئے اسے سب سے پہلے اپنے جسم کو حرکت میں لانے کی ضرورت تھی۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک لمبا سانس کھینچا اور پھر سانس روک لیا چند لمحوں تک وہ سانس روکے رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ سانس چھوڑنا شروع کر دیا۔ منہ پر کپڑا ہونے کی وجہ سے اسے سانس لینے میں مشکل تو آ رہی تھی لیکن عمران مشکلوں کا مقابلہ کرنے والا انسان تھا اور اس نے آخری دم تک جدوجہد کرنا سیکھ رکھا تھا۔ اس نے اپنے تمام ساتھیوں کی بھی ایسی ہی ٹریننگ کر رکھی تھی تاکہ مشکل کے وقت وہ حوصلہ نہ ہاریں اور زندگی بچانے کی آخری حد تک کوشش کرتے رہیں۔

عمران نے اپنا مفلوج جسم عمل تنفس کے ذریعے درست کرنے کا عمل کرنا شروع کر دیا تھا جس کے لئے وہ سانس کھینچ کر ہوا

پھیپھڑوں میں بھر لیتا تھا اور پھر سانس روک لیتا تھا پھر سانس آہستہ آہستہ چھوڑتا ہوا وہ ایک بار پھر سانس روک لیتا تھا اور کچھ دیر بعد دوبارہ سانس کھینچنا شروع کر دیتا تھا۔ اس نے یہ عمل دو تین بار ہی دوہرایا ہو گا کہ اسے اپنے جسم کے نچلے حصے میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ جسم میں چیونٹیوں کے رینگنے کا احساس ہوتے ہی عمران خوش ہو گیا۔ اس کے جسم میں چیونٹیاں رینگنے کا احساس اس بات کی دلیل تھی کہ اس کا جسم مکمل طور پر مفلوج نہیں ہوا تھا اور وہ تھوڑی سی کوشش کے بعد اپنے جسم کو حرکت دینے کے قابل بنا سکتا تھا چنانچہ اس نے عمل تنفس کا عمل زیادہ کر دیا وہ لمبا سانس کھینچ کر دیر تک سانس روکے رکھتا اور پھر سانس چھوڑ کر پھیپھڑے خالی کر کے ایک بار پھر سانس روک لیتا۔

کچھ ہی دیر میں اسے اپنے بازوؤں کی رگوں میں جما ہوا خون حرکت کرتا ہوا محسوس ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کی انگلیوں کو حرکت دی تو اس کی انگلیاں حرکت میں آ گئیں۔ عمران نے اپنا بازو ریت سے باہر کھینچنا شروع کر دیا۔ ہاتھ ریت سے باہر کھینچتے ہوئے اسے اپنے بازو کی ہڈیاں چٹختی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں لیکن عمران نے دانتوں پر دانت جما کر اس تکلیف کو برداشت کرنا شروع کر دیا تھا اور کوشش کر کے ایک ہاتھ ریت سے باہر نکال لایا۔ جیسے ہی اس کا ہاتھ ریت سے باہر آیا اس نے اپنے منہ پر بندھا ہوا کپڑا ہٹایا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ جیسے ہی اس

کے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا گئی اس کے دماغ کی باقی بند رگیں بھی کھلنا شروع ہو گئیں۔ عمران نے آنکھوں سے گاگل اٹھا کر سر پر رکھ لی اور پھر خود کو گردن تک ریت میں دھنسا ہوا پا کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

اسے اب اپنے سارے جسم میں زندگی کی لہریں سرایت کرتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں اور اسے کمر میں رسی بندھی ہونے کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ عمران نے کوشش کر کے ریت سے دوسرا ہاتھ بھی باہر نکال لیا۔ اس نے سر گھما کر چاروں طرف دیکھا اس کے چاروں طرف ریت کا وسیع سمندر تھا اور وہاں اسے اپنا کوئی ساتھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اپنے ساتھیوں کو وہاں نہ پا کر ایک لمحے کے لئے عمران کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔ اس کے ساتھی وہاں نہیں تھے اور اگر وہ اس کے ساتھ رسی سے بندھے ہوئے تھے تو اس کا مطلب صاف تھا کہ وہ سب ریت میں دھنسے ہوئے تھے۔

عمران نے رسی سے اپنے ساتھیوں کو پانچ پانچ فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر باندھا تھا تاکہ انہیں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلنے میں دشواری نہ ہو۔ رسی اس کی کمر میں ہونے کا مطلب تھا کہ اس کے ساتھی بدستور اس کے ساتھ ہی بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے جلدی جلدی سے اپنے گرد موجود ریت ہٹانی شروع کر دی۔ اس کے سارے جسم میں جان آ گئی تھی اس لئے وہ

جسم کو ریت میں مخصوص انداز میں حرکت بھی دے رہا تھا تاکہ وہ جلد سے جلد خود کو ریت سے نکال سکے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ریت سے باہر نکل آیا۔

دوپہر کا وقت تھا آسمان پر سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور اب چونکہ عمران کا جسم حرکت میں آچکا تھا اس لئے اسے ریت بے حد گرم محسوس ہو رہی تھی جس سے اسے اپنا جسم جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

ریت سے باہر نکلتے ہی عمران نے کمر میں بندھی ہوئی رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچا جس کا اگلا حصہ ریت میں ہی تھا۔ رسی بے حد سخت تھی اور رسی کی سختی سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ اس کے اگلے حصے سے کوئی بندھا ہوا ہے۔ عمران نے پوری قوت سے رسی کو کھینچا تو سامنے سے ریت اوپر اٹھتی ہوئی دکھائی دی اور پھر ایک انسانی جسم باہر نکل آیا۔ وہ صفدر تھا۔ اس کے منہ پر بھی کپڑا بندھا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں پر گاگل بھی تھی۔ صفدر کو ریت سے باہر آتے دیکھ کر عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس پر جھک گیا۔ وہ صفدر کے دل کی دھڑکن اور اس کی نبضیں چیک کرنے لگا دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان ابھر آیا۔ صفدر بے ہوش تھا لیکن اس کی سانسیں چل رہی تھیں البتہ اس کے دل کی دھڑکن اور نبضیں چلنے کی رفتار بے حد سست تھی لیکن عمران کے لئے یہی کافی تھا کہ اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔

صفدر کو ہوش میں لانے سے پہلے عمران اپنے باقی ساتھیوں کو جلد سے جلد ریت سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے صفدر کو چھوڑا اور اس کی کمر سے بندھی ہوئی رسی پکڑ کر پوری قوت سے کھینچنی شروع کر دی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ریت میں دفن تنویر اور پھر کیپٹن شکیل کو نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ دونوں بھی زندہ تھے لیکن ان کی حالت بے حد خراب تھی۔ عمران نے رسی کھینچ کھینچ کر خاور اور صدیقی کو بھی اسی طرح ریت سے باہر نکال لیا تھا۔

عمران نے صرف ان کی چلتی ہوئی سانسیں چیک کی تھیں کیونکہ ابھی جولیا، نعمانی اور چوہان باقی تھے جو ریت میں دھنسے ہوئے تھے۔ عمران ان سب کو نکال کر اطمینان سے انہیں چیک کرنا چاہتا تھا۔

عمران نے صدیقی کے جسم سے بندھی ہوئی رسی کھینچی تو اچانک اسے جھٹکا سا لگا اور اس کے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی رسی آ گئی۔ ریت سے ٹوٹی ہوئی رسی نکلتے دیکھ کر عمران کے چہرے پر بے پناہ بوکھلاہٹ ابھر آئی۔

"اوہ۔ وہ تینوں کہاں گئے"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے اس طرف جھپٹا جہاں اس کے خیال کے مطابق جولیا کو ہونا چاہئے تھا اس نے جھک کر پاگلوں کی طرف وہاں سے دونوں ہاتھوں سے ریت ہٹانی شروع کر دی۔ صفدر اور باقی سب ریت میں دو دو فٹ نیچے سے نکلے تھے۔ وہ زیادہ گہرائی میں نہیں تھے اور چونکہ ان کے چہروں پر کپڑے بندھے ہوئے تھے

یہی وجہ تھی کہ ابھی تک ان کے سانس چل رہے تھے ورنہ شاید وہ ریت میں دبے ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہوتے۔ اب عمران کو جولیا، چوہان اور نعمانی کی فکر ہو رہی تھی۔ موونڈر میں چکراتے ہوئے نجانے رسی کیسے ٹوٹ گئی تھی۔ رسی ٹوٹنے کی وجہ سے جولیا، چوہان اور نعمانی ان سے الگ ہو گئے تھے اور اب وہ نہ جانے کہاں تھے۔ عمران تیزی سے ارد گرد کی ریت ہٹاتا جا رہا تھا لیکن وہاں نہ جولیا تھی نہ چوہان اور نہ ہی نعمانی۔ ان تینوں کے غائب ہونے سے عمران بے حد پریشان ہو گیا تھا۔

"یہ تینوں کہاں چلے گئے ہیں"...... عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے پریشان نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ واپس اپنے ان ساتھیوں کی طرف آ گیا جنہیں وہ ریت سے نکال چکا تھا۔ اس نے باری باری ان سب کو چیک کیا۔ سب کی حالت خراب تھی۔ عمران نے ان کی ہڈیوں کو بھی چیک کیا تھا کہ کہیں موونڈر میں چکراتے ہوئے ان میں سے کسی کی کوئی ہڈی نہ ٹوٹ گئی ہو لیکن ان سب کی ہڈیاں سلامت تھیں۔ عمران انہیں جلد سے جلد ہوش میں لانا چاہتا تھا۔ اس نے سب سے پہلے صفدر کو ہوش میں لانے کے لئے اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ دیا۔ جیسے ہی صفدر کا دم گھٹا اس کے جسم کو یکبارگی زور دار جھٹکا لگا۔ جیسے ہی اس کے جسم کو جھٹکا لگا عمران نے اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا دیئے۔ اسی لمحے صفدر نے آنکھیں کھول دیں اور یوں سانس لینے

لگا جیسے میلوں دوڑ لگا کر آ رہا ہو۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر عمران فوراً اٹھ کر تنویر کی طرف بڑھ گیا اور اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس روک دیا۔ چند ہی لمحوں میں تنویر کو بھی زور دار جھٹکا لگا اور اس نے بھی یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ عمران نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹائے تو اس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح سے چلنا شروع ہو گیا۔ عمران اٹھا اور کیپٹن شکیل کے پاس آ گیا۔ اس نے باری باری ان سب کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ان کے سانس روک کر انہیں ہوش دلایا اور غور سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سب ہوش میں آ چکے تھے لیکن ان میں جیسے اٹھنے کی ذرا سی بھی ہمت موجود نہیں تھی۔ ہوش میں آ کر وہ بار بار خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہے تھے۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتے تھے اور پھر گر پڑتے تھے۔ بھوک پیاس سے وہ پہلے ہی نڈھال تھے اب وہ نہ جانے کب سے ریت کے نیچے دفن تھے جس نے ان کے جسم جیسے مفلوج سے ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ عمران کی جانب خالی خالی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"ہوش میں آؤ صفدر۔ اٹھو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی۔ ہمارے تین ساتھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ وہ صحرائی طوفان میں ہم سے الگ ہو گئے تھے۔ جلدی اٹھو۔ ہمیں ان تینوں کو ہر حال میں تلاش کرنا ہے۔ اگر انہیں جلد سے جلد تلاش کر کے ریت کے نیچے سے نہ نکالا گیا تو وہ تینوں ہلاک ہو جائیں گے"...... عمران نے

صفدر کی طرف بڑھ کر اس کے کاندھے پکڑ کر اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پانی"...... صفدر نے مشکل سے کہا جیسے اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکل رہی ہو۔

"پانی۔ اوہ ہاں۔ تم سب کو پانی کی اشد ضرورت ہے۔ پانی کے بغیر تم شاید حرکت بھی نہ کر سکو۔ رکو۔ میں دیکھتا ہوں۔ شاید کہیں پانی مل جائے"...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا اور پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا لیکن وہاں ریت کے سوا کچھ نہیں تھا۔

"میرے خدا۔ میں کیا کروں۔ یہاں تو دور دور تک پانی نہیں ہے"...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ وہاں ہر طرف کھلا میدان تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی چاروں طرف ریت کا سمندر ہی پھیلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"میں ان کے لئے پانی کہاں سے لاؤں۔ اگر انہیں پانی نہ ملا تو یہ ہلاک ہو جائیں گے"...... عمران نے انتہائی پریشان انداز میں کہا اس نے تنویر اور باقی ساتھیوں کی حالت بھی دیکھی تھی وہ سب پیاس سے بلک رہے تھے۔ عمران پاگلوں کی طرح ادھر ادھر پانی تلاش کر رہا تھا لیکن اس صحرا میں واقعی جیسے پانی کا نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا۔

"یا اللہ۔ رحم فرما۔ میرے ساتھیوں کی زندگیاں اب تیرے ہی

ہاتھوں میں ہیں۔ میرے تین ساتھی غائب ہیں اور ان سب کی حالت اس قدر مخدوش ہے کہ اگر واقعی انہیں جلد سے جلد پانی نہ ملا تو ان کا بھی زندہ بچنا مشکل ہو جائے گا۔ میرے مالک۔ یا غفور و رحیم مدد فرما۔ مدد"...... عمران نے سر اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ہیجانی انداز میں گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگنا شروع کر دی۔ وہ دعا مانگتے ہوئے ایک جھٹکے سے دونوں گھٹنوں پر بیٹھ گیا تھا اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی۔ اپنے ساتھیوں کی مخدوش حالت نے واقعی اسے ہیجانی کیفیت میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ کچھ دیر اسی طرح سے دونوں ہاتھ اٹھائے دعائیں مانگتا رہا پھر اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے ساتھیوں کی زندگیوں کے لئے گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگنا شروع ہو گیا۔ وہ اس قدر انتہائی اور خشوع و خضوع سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ اس کی آنکھوں سے باقاعدہ آنسو جاری ہو گئے تھے۔

"یا اللہ۔ یا غفور و رحیم۔ میری مدد فرما۔ میرے ساتھیوں کی زندگیاں بخش دے۔ میں تیرا عاجز بندہ ہوں اور تیرے حضور گڑگڑا گڑگڑا کر اپنے ساتھیوں کی زندگیوں کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ میری مدد فرما مالک۔ میری مدد فرما۔ ان کی زندگیاں بخش دے۔ تو رحیم و کریم ہے۔ تو غفور و رحیم ہے اور تو مردہ جسموں میں بھی نئی زندگی پھونک سکتا ہے۔ تیری بارگاہ میں رحمتوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ مجھے میرے ساتھیوں کی بے حد ضرورت ہے میرے مالک۔

ہم اپنے ملک وقوم کی بھلائی کرنے کے لئے اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد کا جذبہ لے کر نکلے ہیں میرے مالک۔ اگر تو نے ہمیں موت ہی دینی ہے تو ہمیں ایسی موت دے جو شہادت کی موت ہو۔ ایسی شہادت جس کی ہر مسلمان تمنا کرتا ہے۔ ہمیں گمنامی کی موت سے بچا لے مالک۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کے ناطے ہم صرف شہادت کی موت مرنا چاہتے ہیں۔ اگر تو نے ہمارے نصیب میں موت ہی لکھی ہے تو یہ موت ہمیں ملک اور اسلام دشمنوں کے خلاف لڑتے ہوئے نصیب فرما۔ ہم اپنے ملک اور اپنے ملک کے مسلمان بھائیوں کو اسلام دشمنوں سے بچانے کے لئے آئے ہیں جو مسلمانوں کو اپنا غلام بنا کر ان پر اپنا تسلط جمانا چاہتے ہیں۔ ان دشمنوں پر ہمیں فتح نصیب فرما۔ میری مدد کر میرے مالک۔ ہم گمنامی کی موت نہیں مرنا چاہتے“...... عمران انتہائی خشوع وخضوع سے دعائیں مانگنے چلا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے اس کا چہرہ بری طرح سے بھیگتا جا رہا تھا اور اس کا جسم اس بری طرح سے لرز رہا تھا جیسے شدید گرمی ہونے کے باوجود اسے سردی لگ رہی ہو وہ شدت جذبات سے لرز رہا تھا اور اس وقت اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ اللہ سے اسی طرح رو رو کر اور گڑگڑا گڑگڑا کر اس وقت تک دعائیں مانگتا رہے گا جب تک کہ اللہ کی رحمت جوش میں نہیں آجاتی اور اسے قدرت کی طرف سے کوئی مدد نہیں مل جاتی۔

روتے روتے اچانک ایک خیال کوندے کی طرح اس کے دماغ میں لپکا تو اس نے فوراً سجدے سے سر اٹھا دیا۔ اس نے سر موڑ کر ریت پر پڑے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تیزی سے صفدر کی طرف لپکا۔

”ریڈ ڈاٹ۔ اوہ۔ میرے پاس ریڈ ڈاٹ موجود ہے۔ اس سے میں ریت میں چھپے ہوئے اپنے ساتھیوں کو تلاش کر سکتا ہوں۔ اوہ اوہ۔ تیرا لاکھ لاکھ احسان ہے میرے مالک جو تو نے میرے دماغ میں ریڈ ڈاٹ کی یاد دلا دی ہے۔ تو واقعی غفور و رحیم ہے مالک، تیری جتنی بھی حمد و ثناء کی جائے کم ہے۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے مالک۔ لاکھ لاکھ شکر ہے“...... عمران نے ایک بار پھر سجدے میں گر کر اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا۔

”پپ۔ پپ۔ پانی“...... اسے دیکھتے ہی صفدر کے منہ سے ایک بار پھر ہکلاتی ہوئی آواز نکلی تو عمران فوراً اٹھا اور اس نے پریشانی کے عالم میں ریت سے نکلے ہوئے اپنے ان ساتھیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا جو پیاسے تھے اور پانی کے لئے بلک رہے تھے۔ عمران اپنی کمر سے بیگ اتارتے اتارتے رک گیا کیونکہ اپنے تین ساتھیوں کو ریت کے نیچے نکالنے سے پہلے اسے ان کی پیاس بجھانی تھی جو پیاسے تھے ورنہ وہ اٹھ کر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ تیزی سے صفدر کی طرف بڑھا اور صفدر کے سرہانے کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ منہ

میں رکھا اور ہتھیلی کے کنارے پر اس زور سے کاٹا کہ اس کے دانت اس کی ہتھیلی میں گڑ گئے اور ہتھیلی سے خون نکل آیا جس سے اس کا منہ بھر گیا تھا۔ تکلیف کی وجہ سے ایک لمحے کے لئے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا لیکن اس نے منہ سے ہاتھ نکالا اس کی ہتھیلی سے تیزی سے خون نکل رہا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے زخمی ہاتھ صفدر کے منہ پر رکھ دیا اور اس کی ہتھیلی کے کنارے سے نکلنے والا خون صفدر کے منہ میں ٹپکنا شروع ہو گیا۔ جیسے ہی خون صفدر کے منہ میں گیا صفدر نے تیزی سے خون نگلنا شروع کر دیا۔ اس کا منہ خون سے بھر گیا تھا۔ جوں جوں صفدر کے حلق میں خون جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھرتی جا رہی تھی جسے بلاشبہ زندگی کی چمک ہی کہا جا سکتا تھا۔ فوری طور پر ان کی پیاس بجھانے کے لئے عمران نے انہیں اپنا خون پلانا ہی مناسب سمجھا تھا۔ تھوڑا سا خون پی کر ان کی پیاس تو نہ بجھ سکتی تھی لیکن حلق تر ہونے سے ان کے جسموں میں اتنی طاقت ضرور آ سکتی تھی کہ وہ اپنے پیروں پر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ ویسے بھی انسانی زندگی بچانے کے لئے میدان جنگ اور ایسی ہی خوفناک جگہوں پر جہاں کھانے پینے کے لئے کچھ نہ ہو حلال اور حرام کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جب پرانے دور میں مسلمان میدان جنگ میں بھوک پیاس سے نڈھال ہو جاتے تھے تو وہ گھوڑوں کو بھی کاٹ کر کھا جاتے تھے اور اونٹوں کی تھیلیوں سے پانی نکال کر پیتے تھے۔ یہ عمل کراہیت

آمیز ضرور تھا لیکن اس وقت عمران کو اور کچھ نہیں سوجھ رہا تھا اور وہاں کہیں پانی کا نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے عمران ان کی پیاس اپنے خون سے ہی بجھا سکتا تھا۔ عمران کچھ دیر اس کے منہ میں خون ٹپکاتا رہا پھر وہ اٹھا اور تیزی سے تنویر کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ تنویر کے منہ میں اپنا خون گرا رہا تھا تنویر کی پیاس کا یہ عالم تھا کہ وہ خون کا ذائقہ جانے بغیر خون نگلتا چلا گیا۔ تنویر کی آنکھوں میں بڑھتی ہوئی چمک دیکھ کر عمران کیپٹن شکیل کے پاس چلا گیا اور پھر اس نے باری باری ان سب کو اپنا خون پلایا جس سے ان کی آنکھوں میں جیسے نئی چمک آ گئی۔ جب عمران آخر میں صدیقی کو اپنا خون پلا رہا تھا تو اس وقت تک صفدر اور تنویر اٹھ کر بیٹھ چکے تھے۔ خون پیتے ہی جیسے ان کے جسموں میں نئی جان آ گئی تھی اور وہ دونوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو اپنا خون سب کو پلاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں کیپٹن شکیل، خاور اور پھر صدیقی بھی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ان سب کو خون پلا کر عمران کا چہرہ زرد زرد سا ہو گیا تھا اور نقاہت کی وجہ سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ لیکن اپنے ساتھیوں کو اس طرح اٹھ کر بیٹھتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی تھی۔ اس نے مسکرا کر ان سب کی طرف دیکھا اور پھر اس نے اپنی زخمی ہتھیلی پر ریت ڈالنی شروع کر دی تا کہ خون کا اخراج رک سکے۔ وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"عمران۔ تم نے ہمیں اپنا خون پلایا ہے"...... تنویر نے آگے آ کر عمران سے مخاطب ہو کر لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم سب پیاسے تھے اور یہاں دور دور تک پانی نہیں تھا۔ تم سب میری طرف خونی نظروں سے دیکھ رہے تھے اگر میں تمہیں تھوڑا تھوڑا خون نہ پلاتا تو تم ایک ساتھ مجھ پر جھپٹ پڑتے اور میرا سارا خون پی جاتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر ان سب کی آنکھوں میں بے اختیار نمی سی آ گئی۔

"تت۔ تت۔ تم نے ہماری جان بچانے کے لئے اپنی اس قدر بری حالت ہونے کے باوجود ہمیں اپنا خون پلایا ہے۔ کک۔ کک۔ کیا واقعی تم انسان ہو۔ ہم سے زیادہ بری حالت تمہاری ہے اور تم"...... تنویر نے اسی طرح سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے عمران انسان نہیں بلکہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔ صفدر اور باقی سب کے چہروں پر بھی عمران کے لئے بے پناہ عقیدت اور محبت کے ملے جلے جذبات دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے انہیں سمجھ میں ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ عمران کو کیا کہیں۔ عمران جس کی اپنی حالت بھی اس قدر خراب تھی کہ اس سے ٹھیک سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا لیکن اس نے اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی اور ان سب کی جانیں بچانے کے لئے انہیں اپنا خون پلا دیا تھا۔

"میں انسان ہی ہوں۔ دوسری دنیا کی مخلوق نہیں۔ میرے

تھوڑے سے خون سے تم سب کی جانیں بچ گئی ہیں اس سے بڑھ کر میرے لئے خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے قدرے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اپنا خون پلا کر ان کی پیاس کا کسی حد تک ازالہ کر دیا تھا لیکن وہ خود ابھی تک پیاسا تھا اور اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی جسے ان سب نے واضح محسوس کیا تھا۔

"نہیں عمران صاحب۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے آپ حقیقت میں عام انسانوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ آپ نے ہماری جانیں بچانے کے لئے آج ہمیں اپنا خون پلا کر ہمیں اپنا مقروض بنا لیا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہم آپ کا یہ احسان کیسے اتاریں گے"...... صفدر نے بھی جذباتی لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ وقت آنے پر میں تم سب سے اپنا قرض مع سود وصول کر لوں گا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آیا وہ لڑکھڑایا۔ اس سے پہلے کہ وہ گر پڑتا اسی لمحے تنویر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے فوراً عمران کو اپنے بازوؤں میں تھام لیا۔ صفدر اور باقی سب بھی گھبرا کر عمران کی طرف بڑھے۔

"تت۔ تت۔ تم ٹھیک ہو"...... تنویر نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ مم مم۔ میری فکر مت کرو۔ تت۔ تت۔ تم سب جولیا، چوہان اور نعمانی کو تلاش کرو۔ وہ ہمارے ساتھ

نہیں ہیں''...... عمران نے اسی طرح سے لڑکھڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا عمران کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

''اوہ اوہ۔ مس جولیا، چوہان اور نعمانی ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ کہاں ہیں وہ''...... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''تم سب انہیں تلاش کرو میں عمران کو سنبھالتا ہوں''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم دیکھتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور وہ سب تیزی سے مڑے اور دائیں بائیں بھاگتے چلے گئے۔ انہوں نے اٹھتے ہی اپنی کمروں سے بندھی ہوئی رسیاں کھول لی تھیں اور رسی کا ایک ٹوٹا ہوا سرا دیکھ کر انہیں یہ بھی سمجھ میں آ گیا تھا کہ کس طرح موونڈر میں چکرانے سے رسی ٹوٹ گئی ہو گی اور کس طرح سے جولیا، چوہان اور نعمانی ان سے الگ ہو گئے ہوں گے۔ انہوں نے ریت کے وہ گڑھے بھی دیکھ لئے تھے جن میں سے عمران نے انہیں باہر نکالا تھا اس لئے انہیں ایسا ہی لگ رہا تھا کہ جولیا، چوہان اور نعمانی بھی ارد گرد ریت میں ہی کہیں دفن ہیں وہ ارد گرد کی ریت چھاننا شروع ہو گئے جبکہ تنویر نے عمران کو بڑے آرام سے ریت پر لٹا دیا تھا۔

''تم نے اپنا خون پلا کر میری جان بچائی ہے عمران۔ میں تمہارا یہ احسان زیادہ دیر تک اپنے سر پر نہیں رکھ سکتا۔ ہماری طرح سے تم

بھی پیاسے ہو اور تمہیں بھی پانی کی اشد ضرورت ہے۔ تم نے مجھے خون پلایا ہے اس لئے اب میں بھی تمہیں اپنا خون پلاؤں گا۔ اگر تمہارے خون سے ہماری جان بچ سکتی ہے تو میرے خون سے تمہاری جان بھی بچائی جا سکتی ہے''...... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بھی اپنا ہاتھ دانتوں سے کاٹا۔ اس کی ہتھیلی کے کنارے سے خون نکلا تو اس نے بہتا ہوا خون فوراً عمران کے منہ میں ٹپکانا شروع کر دیا۔ عمران پر غنودگی سی طاری تھی اور وہ منہ میں آنے والا خون یوں نگلنے لگا جیسے پانی پی رہا ہو۔

''یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو''...... اچانک صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور تنویر نے چونک کر دیکھا تو صفدر اس کے دائیں طرف کھڑا تھا جو اسے عمران کو اپنا خون پلاتے ہوئے انتہائی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تنویر جو عمران سے خدا واسطے کا بیر رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے خون کا پیاسا بنا رہتا تھا وہ عمران کا سر اپنی گود میں لئے اسے اپنا خون پلا رہا تھا۔

''کیوں۔ اگر یہ ہمیں اپنا خون پلا کر ہماری جانیں بچا سکتا ہے تو میں اس کی جان کیوں نہیں بچا سکتا''...... تنویر نے کہا۔

''گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو تنویر۔ تم گریٹ ہو ریئلی گریٹ ہو۔ میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ اگر خدانخواستہ عمران صاحب کو کبھی کچھ ہوا تو سب سے زیادہ خوشی تمہیں ہی ہو گی۔ لیکن آج تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم اپنے دل میں عمران صاحب کے لئے ویسے

ہی جذبات رکھتے ہو جیسے جذبات ہمارے دلوں میں ان کے لئے
ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہماری طرح یہ بھی پیاسا تھا۔ اس
نے ہمیں اپنا خون پلا کر اپنی حالت اور زیادہ خراب کر لی تھی اگر
میں اسے اپنا خون نہ پلاتا تو اسے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ جس طرح تم
سب میرے ساتھی ہو اسی طرح یہ بھی ہمارا ساتھی ہے اور ہم سب
پر فرض ہے کہ ہم اپنے تمام ساتھیوں کے دکھ درد میں ایک دوسرے
کے کام آئیں''...... تنویر نے کہا۔

''تم جو بھی کہو۔ لیکن آج تم نے جو کر دکھایا ہے اس کے
بارے میں مس جولیا اور باقی سب سنیں گے تو وہ بھی تمہارے قدر
دان ہو جائیں گے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بھی
بے اختیار ہنس دیا۔

''ارے ارے۔ تم مجھے اپنا خون کیوں پلا رہے ہو۔ میں تمہیں
خون آشام دکھائی دے رہا ہوں کیا''...... اچانک عمران نے
آنکھیں کھولتے ہوئے کہا اور وہ دونوں چونک کر اس کی طرف
دیکھنے لگے۔ حلق میں خون جاتے ہی عمران کے جسم میں بھی زندگی
کی نئی لہریں سی بھر گئی تھیں اور وہ نیم غنودگی میں تھا اس لئے اسے
جلد ہی ہوش آ گیا تھا۔ تنویر کو اپنا خون پلاتے دیکھ کر وہ سیدھا ہو
گیا تھا۔ اس کا منہ خون سے سرخ ہو گیا تھا۔

''شکر ہے تم نے آنکھیں تو کھولیں ورنہ میں تمہاری حالت دیکھ

کر ڈر گیا تھا''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سیدھا ہو
کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے صفدر کی طرف ہاتھ بڑھایا تو صفدر نے
فوراً اس کا ہاتھ تھام لیا اور پھر عمران صفدر کا ہاتھ تھامے اٹھ کر کھڑا
ہو گیا۔ تنویر نے زخمی ہتھیلی ریت پر رگڑنی شروع کر دی تھی جس
سے اس کے زخم سے نکلتا ہوا خون رک گیا تھا۔

''تم میری حالت دیکھ کر ڈر گئے تھے اور میں تمہارا خون دیکھ کر
ڈر گیا ہوں۔ غضب خدا کا تم نے مجھے اپنا خون پلا دیا ہے۔ توبہ
توبہ کتنا کڑوا خون ہے تمہارا۔ میرا تو سارا منہ ہی کڑوا ہو کر رہ گیا
ہے''...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور تنویر اسے تیز
نظروں سے گھورنے لگا۔

''کیا بات کر رہے ہیں عمران صاحب۔ آپ کو تو تنویر کا
احسان ماننا چاہئے۔ اس نے آپ کو اپنا خون پلایا ہے۔ آپ کی
حالت واقعی بہت خراب تھی۔ اگر تنویر آپ کو اپنا خون نہ پلاتا تو
آپ کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا''...... صفدر نے تنویر کی حمایت
میں بولتے ہوئے کہا۔

''احسان کیسا احسان۔ میں تھوڑی دیر پہلے اچھا بھلا انسانوں
میں شمار ہوتا تھا اور اب تنویر کا خون پی کر مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے
میں خون پینے والا جانور بن گیا ہوں اور وہ بھی تنویر کا خون پی
کر''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا میرے خون میں زہر ملا ہوا تھا جو تمہارا منہ کڑوا

ہو گیا ہے''...... تنویر نے اسے گھور کر کہا۔

''ایسا ویسا زہر۔ توبہ توبہ۔ مجھے تو ابھی سے اندر سے اپنی آنتیں کٹتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئی ہیں''...... عمران نے پیٹ پکڑتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پلیز''...... صفدر نے کہا۔

''کیا پلیز۔ اس کا خون پی کر میری جو حالت ہو رہی ہے ایسی ہی حالت تمہاری ہوتی تو تمہیں پتہ چلتا۔ بہرحال کڑوا ہی سہی لیکن تنویر نے مجھے اپنا خون پلا کر میرے خون کا حساب برابر کر دیا ہے۔ ورنہ میں تو یہ سوچ سوچ کر ہی خوش ہو رہا تھا کہ میرا خون پی کر اسے میرا کچھ تو احساس ہو جائے گا اور خود ہی میرے راستے سے ہٹ جائے گا لیکن اب مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اب مجھے ہی اس کے راستے سے ہٹنا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... تنویر نے اسے گھور کر پوچھا۔

''وہی جو تم سمجھ رہے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''عمران صاحب۔ مس جولیا، چوہان اور نعمانی کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے۔ شاید موونڈر میں چکراتے ہوئے ہماری رسیاں ٹوٹ گئی تھیں اور وہ تینوں ہم سے الگ ہو کر نہ جانے کہاں جا کر گرے ہوں گے۔ مجھے تو ان تینوں کے بارے میں سوچ سوچ کر اب خوف آنا شروع ہو گیا ہے اگر خدانخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو''۔

صفدر نے عمران کی توجہ جولیا، چوہان اور نعمانی کی طرف دلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ انہیں تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ وہ واقعی ہمیشہ کے لئے ریت میں ہی دفن رہ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔ اس نے فوراً کاندھے سے اپنا بیگ اتارا جو بدستور اس کی کمر سے بندھا ہوا تھا۔ ان سب کی کمروں پر سفری بیگ بندھے ہوئے تھے جو انہیں ہارگن کے ہیلی کاپٹر سے ملے تھے ان بیگز میں ان کی پسند کا اسلحہ تھا جن میں مشین گنیں، مشین پسٹل، ان کے فاضل میگزین اور فاضل راؤنڈز کے علاوہ ہینڈ گرنیڈ، راڈز بم اور منی میزائل گنیں بھی موجود تھیں۔ ان بیگوں کو ان سب نے ہیلی کاپٹر سے نکلنے سے پہلے ہی اپنی کمروں سے باندھ لئے تھے تاکہ آنے والے خطرات کا وہ آسانی سے مقابلہ کر سکیں۔ عمران نے اپنی خفیہ جیبوں سے کئی چیزیں نکال کر اس بیگ میں رکھ لی تھیں جو طوفان میں پھنسنے کے باوجود اس کے بیگ میں ہی تھیں۔ عمران نے بیگ اتار کر نیچے رکھا اور اسے کھولنے لگا۔ بیگ کھول کر اس نے ایک آلہ نکالا جس پر ایک چھوٹی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ آلے پر لیپ ٹاپ کمپیوٹر جیسا کی بورڈ بھی بنا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو آلے کی سکرین روشن ہو گئی اور ساتھ ہی کی پیڈ کے حروف بھی چمکنے لگے۔

''یہ کیا ہے''...... صفدر نے حیرت بھری نظروں سے اس آلے

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی غور سے اس آلے کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

''اسے ریڈ ڈاٹ کہتے ہیں اور اس آلے کی مدد سے زمین میں چھپے ہوئے خزانے تلاش کئے جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''خزانے۔ تو کیا اب تم یہاں خزانے تلاش کرو گے''...... تنویر نے اسے گھور کر کہا۔

''چوہان اور نعمانی کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جولیا میرے لئے کسی خزانے سے کم نہیں ہے جسے اگر میں نے کھو دیا تو میں کنوارا ہی مارا جاؤں گا''...... عمران نے مسکرا کر کہا اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو آلے کے نیچے لگا ہوا کیمرہ آن ہو گیا اور انہیں سکرین پر نیچے ریت دکھائی دینے لگی ساتھ ہی آلے کے نیچے لگی ہوئی لیزر لائٹ بھی آن ہو گئی تھی۔ جیسے ہی لیزر لائٹ آن ہوئی انہیں ریت خاصی گہرائی تک جاتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔

''اوہ۔ اس آلے کی مدد سے تو ہم کافی گہرائی تک دیکھ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ شکر کرو کہ موونڈر میں جانے کے بعد میرا سامان میرے پاس رہ گیا تھا ورنہ ہمارے لئے ان تینوں کی تلاش مشکل ہو جاتی۔ تم سب کو غائب دیکھ کر میں گھبرا گیا تھا پھر میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خصوصی کرم کرتے ہوئے مجھے یاد دلایا کہ میرے پاس ریڈ ڈاٹ بھی موجود ہے جس سے میں ریت میں

دبے ہوئے تمام افراد کو تلاش کر سکتا ہوں۔ لیکن تین ساتھیوں کو تلاش کرنے سے پہلے میرے لئے تمہاری پیاس بجھانی بے حد ضروری تھی۔ جس طرح تم پانی کے لئے بلک رہے تھے اور یہاں جس قدر شدید گرمی پڑ رہی تھی تمہیں ڈی ہائیڈریشن ہو سکتا تھا اس لئے میں نے تمہیں خون پلانا مناسب سمجھا تھا جو کراہیت آمیز اور غلط فعل ضرور تھا لیکن چونکہ اس سے تم سب کی جان بچ سکتی تھی اس لئے مجھے مجبوراً یہ عمل کرنا پڑا تھا''...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر عمران ریڈ ڈاٹ لے کر ادھر ادھر گھومنے لگا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جبکہ آلے کے نیچے سے نکلنے والی لیزر لائٹ ریت میں اترتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کے ہاتھ میں آلہ دیکھ کر کیپٹن شکیل، خاور اور صدیقی بھی اس کے پاس آگئے تھے جن کے چہروں پر واضح ناکامی دیکھی جا سکتی تھی کیونکہ انہیں جولیا، نعمانی اور چوہان کا کہیں پتہ نہیں چلا تھا۔

وقت گزرتا جا رہا تھا اور انہیں نہ چوہان مل رہا تھا نہ نعمانی اور نہ ہی جولیا۔ انہوں نے دور تک کا ایریا چیک کر لیا تھا۔

''طوفان کا رخ شمال کی طرف تھا ہمیں اِدھر اُدھر چیک کرنے کی بجائے شمال کی طرف ہی زیادہ توجہ دینی چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ شمال کے رخ پر ہی رہ کر آلے کی مدد سے ان تینوں کو تلاش کرنے لگا۔

"جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے میری پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ وہ تینوں بھوکے پیاسے ہیں اور اگر وہ ریت میں زیادہ گہرائی میں دفن ہوئے تو ان کا بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو سکتا ہے"...... تنویر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"خیر کی دعا مانگو۔ ہم بھی تو ریت میں ہی دفن تھے۔ اگر اتنا وقت ہم ریت میں دفن ہونے کے باوجود زندہ رہ سکتے ہیں تو وہ کیوں نہیں اور ہمیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔ وہ عمران کے ساتھ اِرد گرد کا تمام علاقہ چیک کر رہے تھے اور دل ہی دل میں اپنے ساتھیوں کے زندہ ہونے کی دعائیں بھی مانگ رہے تھے۔ پھر اللہ نے جیسے ان کی دعا قبول کر لی۔ شمال کے رخ پر کافی دور آ کر عمران کو سکرین پر ایک انسانی جسم نظر آ گیا جو ریت میں ہی دفن تھا۔

"وہ یہاں ہیں۔ جلدی کرو۔ یہ جگہ کھودو۔ ہری اَپ۔ ہری اَپ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے تیزی سے دونوں ہاتھوں سے ریت ہٹانی شروع کر دی۔ تھوڑی ہی دیر میں انہیں وہاں چوہان مل گیا۔ انہوں نے فوراً چوہان کو باہر نکال لیا۔ چوہان کی سانسیں رکی ہوئی تھیں۔ صفدر نے چوہان کی نبضیں اور دل کی دھڑکن چیک کی تو اس کے چہرے پر قدرے امید کے تاثرات دکھائی دیئے۔ اس کے منہ پر بھی کپڑا بندھا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے منہ اور ناک میں

ریت داخل نہیں ہوئی تھی۔

"یہ زندہ ہے۔ یہ زندہ ہے۔ ہمیں اس کے پھیپھڑوں میں ہوا پہنچانی ہے"...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ چوہان پر جھک گیا اور اس نے چوہان کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر اس کے منہ میں زور زور سے پھونکیں مارنے لگا۔ چوہان کا سینہ پھولنے لگا۔ صفدر نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو اچانک چوہان کے منہ سے تیز سانس خارج ہوئی اور اس کا سینہ پھولنے پچکنے لگا۔ صفدر اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر مخصوص انداز میں ہاتھ پریس کر رہا تھا تاکہ چوہان کا سانس بحال رہ سکے۔ کچھ ہی دیر میں چوہان کا سانس بحال ہو گیا اور اس نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس دوران عمران آگے بڑھ گیا تھا۔ چوہان کے ساتھ جو رسی بندھی ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹی ہوئی تھی۔ تھوڑی دور اسے نعمانی بھی مل گیا۔ عمران نے ساتھیوں کو آواز دی تو انہوں نے ہاتھوں سے ریت کھود کر وہاں سے نعمانی کو بھی باہر نکال لیا۔ نعمانی کی حالت بھی چوہان سے مختلف نہیں تھی۔ اس کا سانس تنویر نے بحال کیا تھا۔ نعمانی کی حالت دیکھ کر تنویر کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کے جسم میں پانی کی شدید کمی ہے۔ اس کا ہاتھ پہلے ہی زخمی تھا اس نے ایک ہاتھ سے زخم کو پریس کیا تو اس کے زخم سے ایک بار پھر خون نکل آیا اور اس نے خون نعمانی کے منہ میں ڈالنا شروع کر دیا جبکہ چوہان کی پیاس بجھانے کے لئے صفدر نے دانتوں سے اپنا

ہاتھ کاٹ کر اس کے منہ میں اپنا خون ٹپکانا شروع کر دیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد عمران کو ریڈ ڈاٹ آلے کی مدد سے جولیا بھی نظر آ گئی۔ جولیا بھی ریت میں دفن تھی۔ وہ چونکہ زیادہ گہرائی میں نہیں تھی اس لئے اس کا سانس چل رہا تھا آنکھوں پر گاگل ہونے اور منہ پر کپڑا ہونے کی وجہ سے اس کی حالت چوہان اور نعمانی سے خاصی بہتر تھی لیکن پیاس سے اس کے ہونٹ بھی خشک تھے۔ عمران نے اس کا منہ اور ناک پکڑ کر اس کا سانس روکا تو کچھ ہی دیر میں جولیا بھی ہوش میں آ گئی۔ جولیا کی حالت سدھارنے کے لئے اسے پانی کی اشد ضرورت تھی اس کے لئے عمران نے ہی اس کے منہ میں خون ڈالا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ جولیا عمران کی جانب ممنون نظروں سے دیکھ رہی تھی جبکہ چوہان صفدر کی طرف اور نعمانی، تنویر کی طرف احسان مند نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ ایک دوسرے کی جانیں بچانے کے لئے انہوں نے جس طرح ایک دوسرے کو اپنا خون پلایا تھا یہ ان سب کی دوستی اور یگانگت کی بہترین مثال تھی۔ ایک دوسرے کی جانیں بچانے کے لئے انہوں نے اپنی بگڑی ہوئی حالت کی بھی پرواہ نہیں کی تھی اور دل و جان سے اپنے ساتھیوں پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

''میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ ہم اس قدر خوفناک اور بھیانک طوفان سے بچ کیسے گئے تھے۔ جب مووٹڈر نے مجھے اٹھایا

تھا تو میرا جسم اور میرا دماغ اس تیزی سے گھومنا شروع ہو گیا تھا جیسے لٹو گھومتا ہے۔ اور مووٹڈر کی جو رفتار تھی اس سے تو ہمارے جسموں کے ٹکڑے اڑ جانے چاہئے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا تھا اور ہم اتنے وقت سے ریت تلے دبے ہوئے تھے اس کے باوجود ہمارے سانس چل رہے تھے کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے''...... جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''مووٹڈر میں ہمارے جسموں کے حقیقتاً ٹکڑے اڑ سکتے تھے لیکن تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم نے ہارڈ بلاکس پہن رکھے ہیں۔ ان ہارڈ بلاکس کی وجہ سے ہماری ہڈیاں مووٹڈر میں ٹوٹنے پھوٹنے سے بچ گئی تھیں اور ہم طوفان میں چکراتے ہوئے اس جگہ سے دور جا گرے تھے جہاں پہلے ہم موجود تھے اور ہم ریت کے نیچے اس لئے سانس لے رہے تھے کہ ایک تو ہم نے آنکھوں پر گاگلز لگا رکھی تھیں اور ہمارے چہرے ڈھکے ہوئے تھے جس سے ریت ہمارے منہ سے پھیپھڑوں میں نہیں گئی تھی۔ شدید طوفان کی وجہ سے ہر طرف ریت اڑ رہی تھی جو کارپٹ کی طرح ہر طرف پھیلتی جا رہی تھی ہم جہاں گرے تھے ہمارے اوپر ریت آ گئی تھی جو نرم اور بھربھری تھی۔ ریت میں مٹی کی بہ نسبت زیادہ خلاء ہوتا ہے اس لئے چہروں پر کپڑے ہونے کی وجہ سے ہم ریت کے نیچے بھی سانس لے سکتے تھے جس سے ہمارے پھیپھڑوں میں کم مقدار میں ہی سہی لیکن آکسیجن ضرور پہنچ رہی تھی۔ ہم پر تو اللہ کا خصوصی کرم ہوا ہے

کہ ہم زیادہ گہرائی میں دفن نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ہمارے اوپر ریت کا کوئی ٹیلہ جمع ہوا تھا اگر ایسا ہو جاتا تو اب تک ریگستانی کیڑے مکوڑے ہماری لاشیں کھا رہے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے۔ واقعی اس بار اللہ تعالیٰ کی ہم پر خصوصی رحمت ہوئی ہے اگر ہم نے احتیاطاً ہارڈ بلاکس نہ پہن رکھے ہوتے تو موونڈرز میں جاتے ہی ہمارے جسم پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے تھے یا پھر ہم جہاں دفن تھے وہاں ریت کا کوئی پہاڑ بن سکتا تھا پھر ہمارا وہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا''...... صفدر نے رکے بغیر بولتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ہم سب کو فوراً اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو جانا چاہئے۔ اللہ اگر ہم پر اپنا خصوصی کرم کر سکتا ہے تو ہم اس کے لئے شکرانے کے نفل تو پڑھ ہی سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ اس سے اچھی نیکی اور کیا ہو گی۔ پہلے ہم سب شکرانے کے نفل ادا کریں گے اور پھر کسی طرف جانے کا سوچیں گے۔ کیوں عمران''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''نیکی کرنے کے لئے عمران کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر جواب دیا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ چنانچہ انہوں نے ریت سے ہی تیمم کیا اور پھر وہ سب اللہ کا شکر بجا لانے کے لئے نفل پڑھنا شروع ہو گئے۔ وہ کافی دیر تک نفل ادا کرتے رہے اور پھر انہوں نے خشوع و خضوع کے ساتھ

دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

ابھی وہ سب دعائیں مانگ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ اچانک انہیں ہوا کی لہروں میں گڑگڑاہٹ کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان آوازوں کو سن کر وہ سب چونک اٹھے اور پھر انہیں شمال کی طرف دور آسمان پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے پرندے سے اس طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے جو بلاشبہ ہیلی کاپٹر تھے۔ ان ہیلی کاپٹروں کی تعداد کسی بھی طرح دس سے کم نہیں تھی اور وہ سب گن شپ ہیلی کاپٹر تھے جو نہایت تیزی سے اسی طرف بڑھے آ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹروں کو اس طرح تیزی سے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر وہ سب تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ان کے چہروں پر قدرے پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جبکہ عمران ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھ کر انتہائی بے چین نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے وہ دشمنوں کی نظروں سے چھپنے کے لئے کوئی راہ تلاش کر رہا ہو۔ لیکن ریت کے کھلے میدان میں بھلا ان کے لئے چھپنے یا بھاگنے کی کون سی جگہ ہو سکتی تھی۔

البرٹو نے ٹنل فین ٹھیک کرنے کے لئے جانے سے پہلے ایک بار پھر اپنے طور پر ڈیزرٹ کی چیکنگ کر لینا ضروری سمجھا تھا۔ چنانچہ اس نے مشین آن کی اور مختلف بٹن پریس کر کے سکرین پر صحرائی منظر دیکھنا شروع ہو گیا۔ صحرا بے حد طویل و عریض تھا وہ ایک ناب گھماتے ہوئے جنوبی حصے سے چیکنگ کر رہا تھا۔ ناب گھماتے ہوئے سکرین پر صحرا کے منظر بدلتے جا رہے تھے۔ وہ کافی دیر تک صحرا کو مختلف حصوں سے چیک کرتا رہا پھر وہ ناب گھما کر صحرا کے وسطی حصے کی چیکنگ کرنے لگا۔ ابھی وہ ناب گھما ہی رہا تھا کہ اچانک اس نے صحرا میں چھ افراد کو دیکھا۔ ان افراد کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ یہ کون ہیں''..... البرٹو نے حیرت سے ان چھ افراد کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جن میں

سے چار ادھر ادھر گھوم رہے تھے اور ایک شخص نے دوسرے شخص کو اپنے بازوؤں میں تھام رکھا تھا جو بے ہوش معلوم ہو رہا تھا۔

البرٹو نے مشین کے دو تین بٹن دبائے اور پھر اس نے منظر بدلنے والی ناب کے ساتھ لگی ہوئی دوسری ناب کو گھمانا شروع کر دیا جس پر کلوز اپ لکھا ہوا تھا۔ اس ناب کے گھومتے ہی وہ افراد سکرین پر کلوز ہوتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی البرٹو کی نظریں ان افراد کے چہروں پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو وہی ہیں جنہیں میں نے طوفان آنے سے پہلے صحرا میں دیکھا تھا اور جنہیں باس پاکیشیائی ایجنٹ کہہ رہے تھے''..... البرٹو تے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ۔ کیسے ممکن ہے۔ اس قدر خوفناک اور بھیانک طوفان سے یہ سب کیسے بچ گئے۔ اس طوفان سے تو یہ کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکتے تھے اور طوفان سے بچنے کے لئے ان کے پاس کوئی محفوظ پناہ گاہ بھی نہیں تھی''..... البرٹو نے اسی طرح حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے وہ گڑھے بھی دکھائی دے رہے تھے جہاں انسانی جسموں کے نشان بنے ہوئے تھے جس سے اسے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ سب ریت میں دبے ہوئے تھے اور وہاں سے نکل کر باہر آئے تھے۔ لیکن ان کا خوفناک اور انتہائی بھیانک طوفان سے بچ نکلنا البرٹو کے لئے انتہائی حیران کن تھا۔

''یہ۔ یہ۔ انسان نہیں ہو سکتے۔ اس طوفان میں گھرنے کے بعد

ان کا زندہ بچنا ناممکن تھا لیکن یہ سب اس طرح سے حرکت کر رہے ہیں جیسے انہیں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ کیسے بچ گئے یہ سب اور ان کے تین اور ساتھی کہاں ہیں۔ ان میں ان کی ساتھی لڑکی بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے“...... البرٹو نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے اس بیٹھے ہوئے شخص کا کلوز کیا جس کی گود میں ایک نوجوان کا سر تھا اور بیٹھے ہوئے شخص نے اپنا ایک ہاتھ زخمی کر رکھا تھا جہاں سے خون نکل رہا تھا اور وہ شخص بے ہوش نوجوان کے منہ میں اپنا خون ٹپکا رہا تھا۔ اس نوجوان کو بے ہوش نوجوان کے منہ میں خون ڈالتے دیکھ کر البرٹو کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

”یہ شخص بے ہوش نوجوان کو اپنا خون کیوں پلا رہا ہے۔ اوہ اوہ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پیاس کی وجہ سے نوجوان بے ہوش ہو اور اس کی پیاس بجھانے کے لئے اس کا ساتھی اسے خون پلا رہا ہو“...... البرٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ جوں جوں سوچتا گیا اسے یقین ہوتا چلا گیا کہ بیٹھا ہوا نوجوان بے ہوش نوجوان کو اپنا خون پلا کر اس کی پیاس کا ہی ازالہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ نوجوان ہوش میں آ گیا اور دوسرے نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر ہوش میں آنے والے نوجوان نے اپنی کمر سے ایک سفری تھیلا اتارا اور نیچے بیٹھ کر اسے کھولنے لگا اور پھر اس

نے تھیلے میں سے ایک آلہ سا نکال لیا۔ اس آلے کو دیکھ کر البرٹو بے اختیار چونک پڑا۔

”ریڈ ڈاٹ۔ اوہ۔ ان کے پاس تو ریڈ ڈاٹ آلہ ہے۔ اس آلے کی مدد سے تو یہ آسانی سے ریت میں دبے ہوئے اپنے ساتھیوں کو تلاش کر لیں گے“...... البرٹو نے چونکتے ہوئے کہا پھر اس نے جلدی سے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر کے اس نے رسیور کان سے لگا لیا۔

”یس“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کارگ فلے کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”کنٹرول روم سے البرٹو بول رہا ہوں باس“...... البرٹو نے پریشان انداز میں کہا۔

”اوہ۔ تم ابھی کنٹرول روم میں ہو۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم ٹنل فین ٹھیک کرنے کے لئے جا رہے ہو“...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ ٹنل میں جانے سے پہلے میں نے سوچا کہ ایک بار اور میں صحرا کی چیکنگ کر لوں تاکہ میں ذہنی طور پر مطمئن ہو جاؤں۔ میں کافی دیر سے صحرا کی چیکنگ کر رہا تھا تو اچانک مجھے صحرا کے وسط میں چھ افراد دکھائی دیئے“...... البرٹو نے کہا۔

”چھ افراد۔ کیا مطلب۔ کون ہیں وہ چھ افراد“...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ان کا تعلق انہی افراد سے ہے باس جنہیں میں نے طوفان سے پہلے صحرا میں دیکھا تھا۔ میرا مطلب ہے پاکیشیائی ایجنٹ"۔ البرٹو نے رک رک کر کہا جیسے وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے زندہ ہونے کے بارے میں کارگ فلے کو بتانے سے وہ ہچکچا رہا ہو۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ اوہ اوہ۔ وہ زندہ ہیں۔ یہ۔ یہ۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اس قدر خوفناک اور شدید طوفان میں گھرنے کے باوجود وہ زندہ ہیں"...... دوسری طرف سے کارگ فلے کی انتہائی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ میں بھی انہیں زندہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ اب تک میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ وہ ایف فائیو ٹائپ کے خوفناک صحرائی طوفان سے کیسے بچ نکلے ہیں"...... البرٹو نے کہا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ وہ انسان ہیں یا ان کا تعلق کسی خلائی مخلوق سے ہے جو صحرائی طوفان میں گھرے رہنے کے باوجود بھی زندہ رہتی ہیں"...... کارگ فلے نے کہا۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے باس"...... البرٹو نے جواب دیا۔

"تم چھ افراد کا بتا رہے ہو جبکہ طوفان آنے سے پہلے تم نے وہاں نو افراد دیکھے تھے۔ باقی تین کہاں ہیں"...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے پوچھا۔

"ان میں سے تین افراد غائب ہیں باس جن میں لڑکی بھی شامل ہے اور وہ سب اپنے ان تین ساتھیوں کو ہی تلاش کرتے پھر

رہے ہیں"...... البرٹو نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ ان کے اگر تین ساتھی غائب ہیں تو وہ چھ کیسے بچ گئے اور طوفان کی شدت بارہ گھنٹوں تک رہی تھی۔ وہ اگر زندہ بھی تھے تو کیا انہیں بھوک پیاس نہیں لگی۔ بغیر پانی کے وہ سب ہارڈ ڈیزرٹ میں کیسے زندہ رہ سکتے ہیں"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس باس۔ وہ سب واقعی حیرت انگیز انسان ہیں۔ بھوک پیاس نے انہیں نڈھال کر رکھا تھا۔ لیکن پھر میں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا تھا میں نے ایک دوسرے کی پیاس بجھانے کے لئے انہیں ایک دوسرے کو اپنا خون پلاتے ہوئے دیکھا ہے"...... البرٹو نے کہا۔

"خون۔ کیا مطلب"...... کارگ فلے نے چونک کر کہا اور البرٹو اسے تفصیل بتانے لگا وہ کارگ فلے سے باتیں کر رہا تھا اور اس کی نظریں مسلسل سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جس نوجوان نے اپنے سفری بیگ سے ریڈ ڈاٹ نکالا تھا اس نے اسی آلے کی مدد سے لڑکی اور اپنے باقی دو ساتھیوں کو بھی ڈھونڈ نکالا تھا اور پھر جب البرٹو نے ڈھونڈنے والے ساتھیوں کو ریت سے نکلنے والے باقی ساتھیوں کو بھی خون پلاتے دیکھا تو اس کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ یہ بات اس نے کارگ فلے کو بتائی تو دوسری طرف کارگ فلے کو بھی جیسے سانپ سونگھ گیا اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ بے حال انسان اپنے ساتھیوں کی جانیں بچانے کے لئے

انہیں اپنا خون پلا سکتے ہیں اور وہ بھی اس حال میں جب خود ان کی رگوں میں اپنا خون بھی بھوک پیاس سے سوکھ چکا ہو۔

"وہ سب واقعی حیرت انگیز انسان ہیں۔ انتہائی حیرت انگیز انسان۔ ایک دوسرے کو اپنا خون پلا کر انہوں نے واقعی ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے کس قدر خیر خواہ ہیں اور ایک دوسرے کی جانیں بچانے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ایسے انسان واقعی خطرناک ہوتے ہیں۔ بے حد خطرناک"...... کارگ فلے نے کچھ دیر بعد کہا۔

"یس باس۔ ایسے خطرناک انسانوں کا زندہ رہنا ہمارے لئے اور بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی بقاء کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا ہے"...... البرٹو نے کہا۔

"تو پھر دیکھ کیا رہے ہو نانسنس۔ فوراً انہیں ہلاک کرنے کا بندوبست کرو۔ وہ طوفان سے اڑتے ہوئے ہارڈ ڈیزرٹ کے وسط تک آ چکے ہیں اگر وہ اب تک زندہ ہیں تو پھر وہ ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچ جائیں گے اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھیں ان کی سرکوبی کے لئے فوراً ریڈ کمانڈوز بھیج دو تاکہ وہ ان سب کا وہیں خاتمہ کر دیں"...... کارگ فلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی کرنل ڈیوگن سے بات کرتا ہوں۔ کرنل ڈیوگن ریڈ کمانڈوز کے ساتھ جا کر ان سب کی بوٹیاں اڑا دے گا"...... البرٹو نے کہا۔

"ابھی فوراً کرنل ڈیوگن کو بھیجو اس سے کہو کہ وہ جلد سے جلد تیز رفتار اور گن شپ ہیلی کاپٹر اور ریڈ کمانڈوز لے کر جائے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو وہیں ختم کر دے۔ اسے یہ کام شام ہونے سے پہلے پہلے کرنا ہو گا کیونکہ شام تک چیف واپس آ رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ چیف کے آنے سے پہلے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ ہو جائے"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی کرنل ڈیوگن سے بات کرتا ہوں"...... البرٹو نے کہا۔

"اسے روانہ کرنے کے بعد بھی تم پاکیشیائی ایجنٹوں پر نظر رکھنا جب تک کہ وہ ریڈ کمانڈوز کے ہاتھوں اپنے انجام تک نہ پہنچ جائیں۔ ٹنل فین کا کام بعد میں ہوتا رہے گا۔ بلکہ کرنل ڈیوگن سے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے اسے ڈیزرٹ بھیجنے کا میں خود حکم دوں گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا حکم نہ مانے"...... کارگ فلے نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں ٹنل کے فین کو ٹھیک کرنے کا کام بعد میں کر لوں گا اس سے پہلے واقعی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے۔ میں کرنل ڈیوگن سے کہتا ہوں کہ وہ ابھی آپ سے رابطہ کر لے"...... البرٹو نے جواب دیا اور دوسری طرف سے کارگ فلے نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ کارگ فلے سے رابطہ ختم ہوتے ہی البرٹو نے کریڈل پر ہاتھ مارا تو رسیور میں ٹون آ گئی۔ ٹون آتے

ہی البرٹو نے دو بٹن پریس کر دیئے۔ فوراً ہی دوسری طرف سے گھنٹی جانے کی آواز سنائی دی۔

''یس ریڈ کمانڈو سیکشن''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''کنٹرول روم سے البرٹو بول رہا ہوں''...... البرٹو نے کرنل ڈیوگن کی آواز پہچان کر کہا۔

''بولو۔ کیوں کال کی ہے''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوگن نے اسی طرح سے غراہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''کرنل ڈیوگن آپ فوری طور پر سیکنڈ چیف سے بات کر لیں وہ آپ کی کال کے منتظر ہیں''...... البرٹو نے کہا۔

''کیوں۔ کیا کام ہے انہیں مجھ سے''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوگن نے چونک کر کہا۔

''آپ انہیں کال کر لیں وہ خود ہی بتا دیں گے کہ انہیں آپ سے کیا کام ہے''...... البرٹو نے کہا وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کرنل ڈیوگن سے کوئی بات کی تو کرنل ڈیوگن اس سے تفصیل پوچھنے کے چکروں میں پڑ جائے گا اور وہ کارگ فلے سے بات کرنے میں جتنی دیر لگائے گا کارگ فلے الٹا اسے ہی ڈانٹ دے گا۔

''ٹھیک ہے میں بات کر لیتا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوگن نے کہا اور البرٹو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے سکرین کی طرف دیکھا تو اس کی

آنکھوں میں ایک بار پھر حیرانی آ گئی۔ پاکیشیائی ایجنٹ عبادت کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہیں اس حالت میں عبادت کرتے دیکھ کر البرٹو کو جیسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اس قدر خراب حالت میں بھی عبادت کا سوچ سکتا ہے۔

البرٹو انہیں عبادت کرتے دیکھتا رہا وہ کافی دیر تک عبادت کرتے رہے اور پھر انہوں نے سجدے میں گر کر دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔

''ہونہہ ان کی عبادت تو طویل ہی ہوتی جا رہی ہے۔ اور یہ کرنل ڈیوگن کہاں رہ گیا ہے اسے تو اب تک ان سب کے سروں پر پہنچ جانا چاہئے تھا''...... البرٹو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس نے مشین پر لگے ہوئے دو بٹن پریس کئے اور پھر ناب گھما کر سکرین کا منظر بدلنا شروع ہو گیا وہ آسمان پر ریڈ کمانڈوز کے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو تلاش کر رہا تھا جو اس کے خیال کے مطابق اب تک وہاں پہنچ جانے چاہئے تھے۔ پھر اچانک اسے شمال کی جانب سے دس گن شپ ہیلی کاپٹر دکھائی دیئے جو نہایت تیزی سے جنوب کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ گن شپ ہیلی کاپٹروں کو دیکھ کر البرٹو کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے چند بٹن اور پریس کئے تو سکرین دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اب سکرین کے ایک حصے میں اسے گن شپ ہیلی کاپٹر اڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور دوسرے حصے میں اسے پاکیشیائی

ایجنٹ عبادت کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

''ہونہہ۔ صحرائی طوفان سے تو یہ سب بچ نکلے تھے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ ریڈ کمانڈوز کے خوفناک طوفان سے کیسے بچیں گے''...... البرٹو نے غراہٹ بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے عبادت ختم کر دی تھی اور وہ چونک کر شمال کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے انہیں بھی ہیلی کاپٹروں کے آنے کا علم ہو گیا ہو۔ پھر البرٹو نے ان سب کو اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ جس شخص نے ریڈ ڈاٹ سے اپنی ساتھی لڑکی اور دوسرے دو ساتھیوں کو ریت کے نیچے تلاش کیا تھا وہ نہایت بے چین نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ ڈھونڈ رہا ہو۔ لیکن وہاں بھلا کوئی پناہ گاہ کہاں ہو سکتی تھی۔ دوسرے لمحے البرٹو کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی جب اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو نیچے لیٹتے اور خود پر ریت ڈال کر خود کو چھپاتے ہوئے دیکھا۔

''ہونہہ۔ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ریت کے نیچے چھپ کر کرنل ڈیوگن کی نظروں سے بچ جائیں گے۔ بھول ہے یہ ان کی۔ کرنل ڈیوگن کی نظریں چیتوں سے بھی زیادہ تیز ہیں جو رات کے اندھیرے میں بھی دیکھ سکتی ہیں۔ یہ سب اگر پاتال میں بھی چلے جائیں تب بھی کرنل ڈیوگن انہیں ڈھونڈ نکالے گا اور کرنل ڈیوگن جب تک ان سب کو ہلاک نہیں کر دے گا وہ واپس نہیں آئے

گا''...... البرٹو نے کہا۔ اسی لمحے اچانک فون کی گھنٹی بجی تو البرٹو نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کارگ فلے سپیکنگ''...... کارگ فلے کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم''...... کارگ فلے کی آواز پہچان کر البرٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ان سب پر نظر رکھ رہے ہو نا''...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''یس باس۔ میں انہیں مسلسل مانیٹر کر رہا ہوں۔ کرنل ڈیوگن اپنے دس ہیلی کاپٹروں کے اسکواڈ کے ساتھ وہاں پہنچنے ہی والے ہیں''...... البرٹو نے کہا۔

''تم کرنل ڈیوگن کے ساتھ بھی رابطہ میں رہو۔ ان سے چھپنے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹوں کے پاس کوئی اور جگہ ہو یا نہ ہو لیکن وہ خود کو ریت میں چھپانے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم کرنل ڈیوگن کو ان کی پوزیشن اور ان کے چھپنے کے بارے میں بتا سکتے ہو''...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے کہا اور کارگ فلے کی بات سن کر البرٹو حیران رہ گیا۔ کارگ فلے نے جو بات کی تھی، پاکیشیائی ایجنٹ واقعی ایسا ہی کر رہے تھے اور البرٹو حیران تھا کہ کارگ فلے کو کیسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سب کرنل ڈیوگن کی نظروں سے بچنے کے لئے خود کو ریت میں چھپا سکتے

ہیں۔ وہ دل ہی دل میں کارگ فلے کی ذہانت کا قائل ہو گیا تھا۔ کارگ فلے واقعی شیطانی دماغ رکھنے والا انسان تھا۔

''دلیس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی کرنل ڈیوگن سے رابطہ کرتا ہوں اور میں انہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی صحیح لوکیشن کے بارے میں بتا دیتا ہوں''...... البرٹو نے کہا اس نے جان بوجھ کر کارگ فلے کو نہیں بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کی توقع کے عین مطابق خود کو ریت میں چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔

کارگ فلے نے البرٹو کو مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کرنل ڈیوگن سے رابطہ کر کے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بتاتا کہ وہ کہاں ہیں اور ریت میں کہاں چھپے ہوئے ہیں اس نے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو ٹھیک اسی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جہاں پاکیشیائی ایجنٹ ریت میں چھپے ہوئے تھے اور پھر البرٹو نے ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں کو گھوم کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی طرف ہوتے ہوئے دیکھا۔ کرنل ڈیوگن نے شاید ان سب کو ریت میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اسی لمحے البرٹو نے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی ہوئی مشین گنوں کے دہانوں سے دھاروں کی شکل میں بے شمار شعلے لپکتے دیکھے اور دوسرے لمحے تڑاتڑ گولیاں برستی ہوئیں اور ریت پر لمبی لکیریں بناتی ہوئیں اور ریت اڑاتی ہوئیں ٹھیک اس طرف بڑھتی چلی گئیں جہاں پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے اور پھر البرٹو نے ٹھیک

اس جگہ گولیاں برستے دیکھیں جہاں وہ سب موجود تھے۔ دوسرے لمحے البرٹو نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ریت کے نیچے تڑپتے اور بری طرح سے اچھلتے ہوئے دیکھا۔ سب اچھل اچھل کر ریت سے باہر آ گئے تھے۔ ظاہر ہے جن انسانوں پر بارش کی طرح سے گولیاں برس رہی ہوں وہ تڑپے اور اچھلے بغیر کیسے رہ سکتا تھا۔ ہیلی کاپٹروں کی مشین گنوں کی گولیوں نے ریت میں چھپے ہوئے تمام پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہٹ کر دیا تھا۔

پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس طرح تڑپتے اور اچھلتے ہوئے ریت سے باہر آتے دیکھ کر البرٹو کے چہرے پر انتہائی سکون آ گیا۔

''چلو یہ قصہ تو تمام ہوا۔ کرنل ڈیوگن نے میرے بتانے سے پہلے ہی ان سب کو دیکھ کر ہلاک کر دیا ہے۔ اب مجھے لاشوں پر نظر رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کرنل ڈیوگن خود ہی باس کو کال کر کے ان ایجنٹوں کی ہلاکت کے بارے میں بتا دے گا۔ چیف کے آنے سے پہلے مجھے اب فوراً جا کر ٹنل کا فین ٹھیک کر لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ چیف یہاں پہنچ جائیں۔ اگر میں نے ٹنل بند کرنے میں دیر کی تو چیف مجھ سے سخت باز پرس کرے گا''...... البرٹو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک نظر سکرین پر پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں دیکھیں پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔

”دس ہیلی کاپٹر۔ اوہ ان کا تو پورا اسکواڈ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے آ رہا ہے“...... چوہان نے دور سے آتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں جلدی کرو۔ سب ریت میں چھپ جاؤ۔ ہری اپ۔ ہری اپ“......عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ریت میں چھپنے سے اب کیا فائدہ۔ انہوں نے اب تک دور بینوں سے ہمیں دیکھ لیا ہو گا۔ وہ ہمیں ریت میں چھپتے ہوئے بھی دیکھ لیں گے۔ اس لئے ریت میں چھپنے سے بہتر ہے کہ ہم سب اپنا اسلحہ نکال لیں اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں“...... تنویر نے کہا۔ جس طرح عمران کے کاندھوں پر بیگ بندھا ہوا تھا اسی طرح ان کی کمروں پر بھی بیگ بندھے ہوئے تھے جن میں اسلحہ تھا اور ان کے بیگ بند تھے اس لئے ان کا اسلحہ

طوفان میں ضائع نہیں ہوا تھا۔

”اسلحہ نکال لو لیکن اس کے باوجود ہمیں ان سے چھپنا ہے“۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”لیکن کیوں۔ جب وہ ہمیں دیکھ ہی چکے ہیں تو ہمیں ان سے چھپنے کا کیا فائدہ ہو گا وہ فوراً اس جگہ کو گھیر لیں گے جہاں ہم چھپے ہوئے ہوں گے اور پھر ان کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں ٹھیک ہمیں لگیں گی اور ہم کوشش کے باوجود بھی گولیوں کا شکار ہونے سے نہیں بچ سکیں گے“...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں بھی یہی چاہتا ہوں“...... عمران نے بیگ سے مشین پسٹل اور ایک منی میزائل گن نکالتے ہوئے کہا۔

”تم بھی یہی چاہتے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا تم چاہتے ہو کہ وہ آسانی سے ہمیں گولیوں کا شکار بنا کر ہلاک کر دیں“...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حیرت بھری نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے جیسے انہیں عمران کی بات کا مقصد سمجھ میں ہی نہ آیا ہو۔

”اطمینان رکھو۔ ہمارے جسموں پر ہارڈ بلاکس ہیں۔ ہم پر نہ کوئی گولی اثر کرے گی اور نہ کوئی بم۔ وہ ہم پر اوپر سے ہی فائرنگ کرنا شروع کر دیں گے اور ہمیں ان پر یہی ظاہر کرنا ہے کہ ہم ان کی چلائی ہوئی گولیوں سے ہٹ ہو گئے ہیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ان میں سے کوئی ہیلی کاپٹر نیچے نہیں آئے گا۔ ان ہیلی

کاپٹروں نے یہاں آ کر میری مشکل آسان کر دی ہے۔ میں ان میں سے کسی ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ ہیلی کاپٹر تب ہی نیچے آئیں گے جب انہیں ہم ہٹ ہوتے ہوئے نظر آ جائیں گے۔ ہم ریت میں چھپیں گے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم ان سے ڈر کر چھپ رہے ہیں پھر جب وہ فائرنگ کریں گے اور ہمارے جسموں سے گولیاں ٹکرائیں گی تو ہم تڑپتے ہوئے اور اچھلتے ہوئے ریت سے باہر نکل آئیں گے۔ ہماری لاشیں چیک کرنے کے لئے انہیں نیچے آنا ہی پڑے گا پھر ہم وہی کریں گے جو ہمیں کرنا چاہئے''...... عمران نے تیز تیز اور مسلسل بولتے ہوئے کہا تو وہ سب اس کی پلاننگ سمجھ گئے۔ ان سب نے بیگوں سے اپنا مطلوبہ اسلحہ نکالا اور نیچے لیٹ کر تیزی سے خود پر ریت ڈالنا شروع ہو گئے۔ ابھی وہ ریت میں چھپے ہی تھے کہ دور سے آتے ہوئے ہیلی کاپٹروں سے اچانک زبردست فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر والوں نے شاید انہیں ریت میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

ہیلی کاپٹروں کے نیچے اور سائیڈوں میں لگی ہوئی ہیوی اور ریوالونگ مشین گنوں کی گولیاں شعلوں کی لمبی لمبی لکیریں بناتی ہوئی ریت پر پڑ رہی تھیں اور وہ لکیریں تیزی سے اس طرف بڑھی چلی آ رہی تھیں جہاں عمران اور اس کے ساتھی ریت میں چھپے ہوئے تھے پھر بے شمار گولیاں ان کے جسموں سے ٹکراتی چلی گئیں۔ جیسے ہی ان کے جسموں سے گولیاں ٹکرائیں انہیں زوردار جھٹکے لگے اور وہ

ریت میں یوں تڑپنے لگے جیسے انہیں سچ مچ گولیاں لگ گئی ہوں۔ وہ سب بری طرح سے تڑپتے ہوئے اور اچھلتے ہوئے ریت سے باہر آ گئے اور یوں ساکت ہو گئے جیسے ان کے جسموں سے جانیں نکل گئی ہوں۔

ہیلی کاپٹر ان پر گولیاں برساتے ہوئے آگے نکل گئے تھے۔ آگے جاتے ہی وہ دائیں بائیں پلٹے اور یوٹرن لیتے ہوئے مڑ کر اس طرف بڑھنے لگے جہاں انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی گاگلز سے ان ہیلی کاپٹروں کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹر نہایت نیچی پرواز کر رہے تھے اور ان سے کافی فاصلے پر نیچے اتر رہے تھے۔

''ان ہیلی کاپٹروں سے فورس نکل کر جیسے ہی اس طرف آئے تم سب ان پر حملہ بول دینا۔ یہ تمام ہیلی کاپٹر بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیں۔ ہمیں اگر ان کا ایک ہیلی کاپٹر بھی مل جائے تو ہم اس ہیلی کاپٹر میں آسانی سے ان کے ہیڈ کوارٹر جا سکتے ہیں''...... عمران نے ان کی طرف دیکھے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ اس نے ہیلی کاپٹروں پر سیاہ دل کا نشان دیکھ لیا تھا جو بلیک ہارٹ ایجنسی کا مخصوص نشان تھا۔ دل کے نشان کے درمیان میں سرخ رنگ کا ایک فوجی بنا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں سنگین والی بندوق تھی اور وہ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دشمن پر جھپٹ رہا ہو۔

''ضروری نہیں کہ یہ ہیلی کاپٹر بلیک ہارٹ کے مین ہیڈ کوارٹر

سے آئے ہوں۔ بلیک ہارٹ کے اسرائیل میں بے پناہ سیکشن ہیں۔ یہ ہیلی کاپٹر ان میں سے کسی دوسرے سیکشن کے بھی تو ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمارے لئے ان کا ایک ہیلی کاپٹر حاصل کرنا بے حد ضروری ہے اور اگر ان کا کوئی آدمی زندہ ہمارے ہاتھ لگ گیا تو ہم اس سے اگلوا سکتے ہیں کہ اس کا تعلق مین ہیڈ کوارٹر سے ہے یا بلیک ہارٹ کے کسی دوسرے سیکشن سے''...... عمران نے کہا۔

''باقی سب کا کیا کرنا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''وہی جو تم ہمیشہ کرتے ہو''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کا جواب سن کر تنویر کے چہرے پر رنگت سی بکھر گئی جیسے عمران نے اس کے دل کی بات بھانپ لی ہو اور اسے ایکشن میں آنے کا مژدہ سنا دیا ہو۔

''لیکن ان لوگوں کو کیسے پتہ چلا کہ ہم یہاں ہیں جبکہ میرے خیال کے مطابق ہم سب اس جگہ سے میلوں دور ہیں جہاں ہمیں موونڈر نے گھیرا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''میرے خیال میں بلیک ہارٹ ایجنسی ہمیں کسی سیٹلائٹ سے مسلسل مانیٹر کر رہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو ان کا یہ اسکواڈ بہت پہلے یہاں پہنچ گیا ہوتا''...... صدیقی نے کہا۔

''انہیں شاید صحرا میں طوفان کے آنے کا پہلے سے ہی علم ہو گیا

تھا اور ان کا خیال تھا کہ اگر ہم طوفان میں پھنس جائیں تو کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکیں گے اور واقعی اگر ہم پر اللہ کا خصوصی کرم نہ ہوتا اور ہم نے ہارڈ بلاکس نہ پہنے ہوئے ہوتے تو ہمارا انجام ان کی سوچ کے مطابق ہی ہونا تھا۔ طوفان کے ختم ہونے کے بعد جب انہوں نے دوبارہ ڈیزرٹ کی چیکنگ کی ہو گی تو ہم انہیں زندہ دکھائی دے گئے ہوں گے اس لئے ہمیں ختم کرنے کے لئے انہوں نے فورس بھیج دی ہے۔ ہیلی کاپٹروں پر دل بنے ہوئے ہیں جن میں سرخ فوجی بنے ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ہیلی کاپٹروں میں یا تو ریڈ کمانڈوز بھیجے گئے ہیں یا ریڈ فورس''...... عمران نے کہا اس دوران تمام ہیلی کاپٹروں کے پیڈز نیچے لگ چکے تھے اور ہیلی کاپٹروں کے دروازے کھل رہے تھے جہاں سے سرخ لباسوں والے مسلح افراد اچھل اچھل کر باہر آ رہے تھے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کی طرف آ رہے تھے۔

''وہ ہمارے نزدیک آ رہے ہیں''...... خاور نے سرخ لباس والے مسلح افراد کو دوڑ کر آتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

''تو دیکھ کیا رہے ہو۔ اٹھو اور پل پڑو ان پر لیکن یاد رکھنا مجھے ایک ہیلی کاپٹر اور ان کا ایک آدمی زندہ چاہئے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ سب یکلخت مشینی گنیں لے کر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سب کو یوں اٹھتے دیکھ کر نہ صرف باہر موجود سرخ لباسوں والے مسلح کمانڈوز بلکہ ہیلی کاپٹروں

میں موجود پائلٹس بھی بری طرح سے چونک اٹھے۔ اس طرف بھاگ کر آنے والے سرخ لباس والے کمانڈوز انہیں اٹھتے دیکھ کر وہیں رک گئے تھے۔ پھر اچانک انہیں جیسے ہوش آ گیا۔ دوسرے لمحے ماحول اچانک مشین گنوں کی تیز فائرنگ سے گونج اٹھا۔ ریڈ کمانڈوز نے ان پر یکلخت فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔ یہ دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھیوں کی مشین گنوں نے بھی شعلے اگلنا شروع کر دیئے۔

عمران نے جیب سے ایک منی میزائل گن نکالی اور اس نے اٹھ کر منی میزائل گن کا رخ دائیں طرف موجود ایک ہیلی کاپٹر کی طرف کیا جس کا پائلٹ انہیں اٹھتا دیکھ کر اپنا ہیلی کاپٹر اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ہیلی کاپٹر بلند ہوتا عمران کی میزائل گن سے ایک منی میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے فرنٹ سے جا ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر پھٹ کر یوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسے وہاں کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

عمران نے ایک اور ہیلی کاپٹر کو میزائل مارا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا جس طرف ہیلی کاپٹر اترے ہوئے تھے جو ان سب کو اٹھتے اور ایکشن میں آتے دیکھ کر دوبارہ بلند ہونے کی کوشش میں تھے۔ عمران کے باقی ساتھی اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے ریڈ کمانڈوز پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ ریڈ کمانڈوز ان پر تسلسل

سے گولیاں برسا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر گولیاں لگ رہی تھیں لیکن چونکہ ان کے لباسوں کے نیچے ہارڈ بلاکس تھے اس لئے ان پر کسی گولی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ صرف ریڈ کمانڈوز کی طرف سے برسنے والی گولیوں سے اپنے چہرے بچا رہے تھے کیونکہ ہارڈ بلاکس ان کے چہروں پر نہیں تھے اور اگر کوئی بھولی بھٹکی گولی ان کے چہروں یا سر پر پڑ جاتی تو ان کی موت کا باعث بن سکتی تھی۔

وہ سب تیزی سے بھاگتے ہوئے ریڈ کمانڈوز کے نزدیک آ گئے تھے۔ ریڈ کمانڈوز نے ان پر فائرنگ کرتے ہوئے ان پر ہینڈ گرنیڈز بھی برسانا شروع کر دیئے تھے جو ان کے اردگرد آ کر پھٹتے اور ماحول زور دار دھماکوں سے گونج اٹھتا۔ وہ ہینڈ گرنیڈز سے بچنے کے لئے دائیں بائیں چھلانگیں لگا جاتے تھے۔ ہارڈ بلاکس کی وجہ سے ہینڈ گرنیڈز بھی انہیں زخمی نہیں کر سکتے تھے لیکن ہینڈ گرنیڈز کے ٹکڑے ان کے چہروں اور سروں پر بھی پڑ سکتے تھے اس لئے وہ حتی الوسع ان گرنیڈز سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ان میں سے چار ہیلی کاپٹر کافی بلند ہو گئے تھے۔ عمران نے ان ہیلی کاپٹروں کو بلند ہوتے دیکھا تو اس نے بھاگتے بھاگتے ایک ہیلی کاپٹر کا نشانہ لیا اور میزائل فائر کر دیا۔ بھاگنے کے باوجود اس کا نشانہ بے داغ تھا اس کا چلایا ہوا میزائل ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا تو پائلٹ نے گھبرا کر ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنا چاہا لیکن اسی لمحے اس کا

ہیلی کاپٹر دائیں طرف دوسرے اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے ٹکرا گیا ساتھ ہی عمران کا چلایا ہوا میزائل اس ہیلی کاپٹر سے جا ٹکرایا دوسرے لمحے ماحول یکے بعد دیگرے مزید دو اور دھماکوں سے گونج اٹھا۔ بائیں طرف سے بلند ہونے والے دو ہیلی کاپٹروں نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ان ہیلی کاپٹروں سے دو الگ الگ جگہوں سے میزائل بلند ہو کر ٹکرائے اور دونوں ہیلی کاپٹر پھٹ کر آگ کے فوارے بلند کرتے ہوئے دوسری طرف گرتے چلے گئے۔ ان دونوں ہیلی کاپٹروں کو جولیا اور صفدر نے منی میزائل گنوں کا نشانہ بنایا تھا جنہوں نے ان ہیلی کاپٹروں کو بلند ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

صحرا میدان کارزار میں تبدیل ہو گیا تھا ہر طرف سے مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور خوفناک دھماکے سنائی دے رہے تھے اور ساتھ ہی انسانوں کی تیز اور بھیانک چیخیں بھی گونج رہی تھیں جو ان ریڈ کمانڈوز کی تھیں جنہیں عمران اور اس کے ساتھی مشین گنوں اور میزائل گنوں سے نشانہ بنا رہے تھے۔ ریڈ کمانڈوز کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ ہیلی کاپٹروں کی طرف بھی توجہ دے رہے تھے جیسے ہی کوئی ہیلی کاپٹر بلند ہونا شروع ہوتا تھا عمران یا اس کا کوئی ساتھی میزائل مار کر اسے وہیں تباہ کر دیتا تھا۔

وہاں پچاس سے زائد ریڈ کمانڈوز تھے جو انہیں ہلاک کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے لیکن یہ ان کی بدقسمتی ہی تھی کہ ان کی

گولیوں کا ان پاکیشیائی جانبازوں پر کچھ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ چھ ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے تھے جنہیں عمران اور اس کے ساتھیوں نے تباہ کیا تھا۔ باقی چار ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے شاید یہ دیکھ لیا تھا کہ ان کے دشمن صرف انہی ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنا رہے ہیں جو اوپر اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے باقی چاروں ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے اپنے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

عمران بھاگتا ہوا ایک ہیلی کاپٹر کے سامنے آ گیا۔ اس ہیلی کاپٹر کے فرنٹ سے اسے پائلٹ صاف دکھائی دے رہا تھا جو عمران کی جانب بڑی خوف بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر میں اکیلا ہی تھا۔ عمران نے سامنے آ کر میزائل گن کا رخ پائلٹ کی طرف کرتے ہوئے اسے ہیلی کاپٹر سے باہر آنے کا اشارہ کیا تو پائلٹ نے فوراً سر پر موجود ہیڈ فون اتارا اور اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اچھل کر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر سے کودتے ہی اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لئے تھے۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ پائلٹ کچھ سمجھتا اچانک عمران کا بازو لہرایا اور پائلٹ چیخ مار کر پشت کے بل گر گیا۔ عمران نے اس کے منہ پر زور دار پنچ مار دیا تھا پائلٹ نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران کی گھومتی ہوئی ٹانگ ٹھیک پائلٹ کے سر پر پڑی اور پائلٹ ایک بار پھر گرا اور ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کے سر پر زور دار ضرب لگائی تھی

جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ پائلٹ کو بے ہوش کر کے عمران تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا دوسرے لمحے وہ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں داخل ہوتے ہی اپنی سائیڈ کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ تھا اور ہوٹر پوری رفتار سے گھوم رہے تھے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔

اپنے ایک ہیلی کاپٹر میں ایک دشمن کو داخل ہوتے دیکھ کر بائیں طرف موجود ایک ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو بھی جیسے موقع مل گیا اس نے بھی تیزی سے اپنا ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا لیا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ سمجھ گیا تھا کہ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے والے دشمن کے ساتھی اس کے ہیلی کاپٹر پر میزائل نہیں برسا سکیں گے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ ان کے ساتھی کا ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو سکتا تھا جو اس کے ہیلی کاپٹر سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔

عمران نے بلندی پر جاتے ہی تیزی سے ہیلی کاپٹر موڑا اور تیزی سے کچھ دور کھڑے ایک ہیلی کاپٹر کی طرف غوطہ مارا۔ ساتھ ہی اس نے میزائل بٹن پریس کر دیا اور دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور وہ ہیلی کاپٹر آگ کے بڑے شعلے میں تبدیل ہو کر بکھرتا چلا گیا۔ عمران نے اسی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر موڑا اور ایک اور ہیلی کاپٹر پر میزائل داغ دیا جو لمحوں میں پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جو ہیلی کاپٹر عمران کے ہیلی کاپٹر کے اوپر اٹھتے ہی موقع پا کر دائیں طرف

مڑ گیا تھا وہ تیزی سے گھومتا ہوا عمران کے ہیلی کاپٹر کی طرف آ رہا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے مسلسل فائرنگ ہونا شروع ہو گئی تھی۔ عمران نے آگ کی دھاریں اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے دیکھی تو اس نے تیزی سے ہیلی کاپٹر دائیں طرف موڑ لیا۔ اس نے اس تیزی سے ہیلی کاپٹر موڑا تھا کہ ہیلی کاپٹر ایک لمحے کے لئے دائیں طرف ہو کر نیچے کی طرف جھکتا چلا گیا تھا اور وہ چونکہ زیادہ بلندی پر نہیں تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے نیچے گر سکتا تھا۔ لیکن عمران نے جس تیزی سے ہیلی کاپٹر دائیں طرف موڑا تھا اسی تیزی سے اس نے ہیلی کاپٹر کو بائیں جانب گھما لیا اور دوسرے ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیاں اس کے ہیلی کاپٹر کے بیڈز سے ٹکراتی ہوئی گزر گئیں۔ جیسے ہی عمران نے ہیلی کاپٹر سیدھا کیا دوسرا ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑا اور اس ہیلی کاپٹر سے یکلخت دو میزائل نکل کر عمران کے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے لیکن عمران نے ان میزائلوں کو دیکھ لیا تھا اس نے فوراً ہیلی کاپٹر کو افقی انداز میں اوپر اٹھا لیا۔ ہیلی کاپٹر افقی انداز میں اٹھاتے ہوئے اس نے مشین گن کے فائرنگ کرنے والے بٹن پر بے اختیار انگوٹھا رکھ دیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور سامنے سے آتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر پڑیں۔ عمران نے ہیلی کاپٹر افقی انداز میں بلند کر کے اسے میزائلوں سے بچا لیا تھا۔ میزائل زناٹے دار آوازوں کے ساتھ اس کے ہیلی کاپٹر کے

ٹھیک نیچے سے نکلتے چلے گئے تھے اور دور میدان میں جا کر پھٹ پڑے تھے جبکہ عمران کے ہیلی کاپٹر کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں سے دوسرا ہیلی کاپٹر نہ بچ سکتا تھا۔ گولیاں ٹھیک ہیلی کاپٹر کے شیشے توڑتی ہوئیں فرنٹ پر بیٹھے ہوئے پائلٹ اور اس کے ساتھ موجود ایک دوسرے شخص کو لگی تھیں جو سرخ رنگ کی وردی میں ملبوس تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ جیسے ہی ہلاک ہوا ہیلی کاپٹر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ مڑ کر منہ کے بل نیچے گرتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی وہ ریت پر گرا ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس ہیلی کاپٹر کے بھی پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اس میں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

عمران نے ہیلی کاپٹر سیدھا کیا اور پھر وہ اسے مختلف اطراف میں گھماتا ہوا اس طرف لے آیا جہاں اس کے ساتھی اور ریڈ کمانڈوز میں زبردست فائرنگ، بموں اور میزائلوں کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ ہارڈ بلاکس کی وجہ سے عمران کے ساتھیوں کا پلڑا بھاری تھا لیکن عمران زیادہ دیر اس جنگ کو جاری نہیں رکھنا چاہتا تھا اس لئے وہ ہیلی کاپٹر سے ریڈ کمانڈوز کو نشانہ بنانا شروع ہو گیا۔

وہ فائرنگ کر کے ریڈ کمانڈوز کو ہلاک کرتا جا رہا تھا جو دو طرفہ حملوں سے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بھلا بھاگ کر کہاں جا سکتے تھے۔ نیچے عمران کے ساتھی موجود تھے جو انہیں بھاگ نکلنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے اور اوپر عمران

تاک تاک کر انہیں اپنا نشانہ بنا رہا تھا۔ یہاں تک کے میدان صاف ہو گیا اب ہر طرف بکھرے ہوئے ہیلی کاپٹروں کے ٹکڑے نظر آ رہے تھے یا پھر ریڈ کمانڈوز کی لاشیں۔ اس کے تمام ساتھی محفوظ تھے۔ عمران نے ارد گرد کے علاقے کے دو تین راؤنڈ لگائے اور پھر وہ ہیلی کاپٹر نیچے لے گیا۔ جیسے ہی عمران ہیلی کاپٹر نیچے لایا اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے وہاں آ گئے اور پھر عمران کے اشارے پر وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہونا شروع ہو گئے۔

''کوئی زندہ بچا ہے''...... عمران نے سر موڑ کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں سب ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کچھ کو ہم نے مار دیا ہے اور رہی سہی کسر تم نے ہیلی کاپٹر سے فائرنگ کر کے پوری کر دی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ مجھے ان میں سے ایک آدمی زندہ چاہئے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا اسی لمحے اچانک ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور عمران نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کر کے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ بلیک برڈ زیرو نائن۔ کیا پوزیشن ہے۔ تم سب اس وقت کہاں ہو اور کرنل ڈیوگن سے میرا رابطہ کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ میں کب سے اسے کال کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اوور''۔ دوسری

طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ آواز سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے وہ آواز پہچان لی تھی جو کارگ فلے کے سوا کسی اور کی نہیں تھی۔

"دشمن ریت میں چھپے ہوئے تھے۔ ان کے پاس اسلحہ بھی تھا جن میں میزائل گنیں بھی شامل تھیں۔ ہم ہیلی کاپٹر لے کر جیسے ہی نیچے آئے انہوں نے اچانک ریت سے باہر آ کر ہمارے ہیلی کاپٹروں پر میزائل برسانے شروع کر دیئے تھے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے جوابی کارروائی کی اور بے شمار مسلح افراد نیچے اتار دیئے تھے لیکن وہ سب دشمنوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور انہوں نے ہمارے نو ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیئے ہیں ان میں کرنل ڈیوگن بھی موجود تھا مگر میں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر اٹھا لیا تھا اس لئے میں نے اپنا ہیلی کاپٹر ان کے میزائلوں کی زد میں آنے سے بچا لیا تھا اور پھر میں نے ان پر اوپر سے ہی شدید فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی اور میزائل بھی برسا دیئے تھے جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ اوور"...... عمران نے آواز بدل کر کہا۔ وہ جان بوجھ کر آواز بدل کر بات کر رہا تھا کیونکہ اس نے پائلٹ کی اصل آواز نہیں سنی تھی ورنہ وہ اس کی آواز میں کارگ فلے کو جواب دیتا۔

"کیا کہا۔ ان نو افراد نے نو ہیلی کاپٹر اور پچاس سے زائد ریڈ کمانڈوز کو ہلاک کر دیا ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ان کے پاس اتنا

اسلحہ کیسے آ گیا تھا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کارگ فلے کی حیرت بھری اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ان کے پاس پہلے سے ہی اسلحہ موجود تھا جناب اور ان کی اچانک کارروائی نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ ریت میں چھپے ہوئے ہیں تو ہم اوپر سے ہی یہاں ہر طرف میزائل اور بم برسا کر ان کے ٹکڑے اڑا دیتے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمام دشمنوں کی تعداد کتنی تھی۔ اوور"...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نو افراد تھے جناب۔ ان میں ایک لڑکی بھی تھی۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اوور"...... کارگ فلے نے اسی انداز میں پوچھا۔

"ان سب کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں جناب۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا ان کی لاشیں اس حالت میں ہیں کہ تم انہیں اٹھا کر ہیڈ کوارٹر لا سکو۔ اوور"...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے پوچھا اور اس کی بات سن کر عمران کی آنکھوں میں یکلخت بے پناہ چمک آ گئی۔

"ان کی لاشوں کی حالت بہت خراب ہے جناب لیکن بہرحال

ان کے چہرے دیکھے جا سکتے ہیں۔ میں انہیں ساتھ لا سکتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ساتھ کتنے کمانڈوز ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کارگ فلے نے پوچھا۔

''میں اکیلا ہی ہوں جناب۔ میں نے بھی ہیلی کاپٹر سے تمام ریڈ کمانڈوز کو نیچے اتار دیا تھا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ میں مزید ہیلی کاپٹر بھیج رہا ہوں۔ تم ان کے ساتھ دشمنوں کی لاشیں اٹھا کر ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ میں ان لاشوں کو ایک نظر خود دیکھنا چاہتا ہوں۔ اوور''...... کارگ فلے نے کہا۔

''بہتر جناب۔ آپ کہیں تو میں ان سب کو خود ہی ہیلی کاپٹر میں ڈال کر لے آتا ہوں۔ مزید ہیلی کاپٹر بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ چیف واپس آنے والے ہیں انہیں وہاں ہر طرف ریڈ کمانڈوز اور بلیک برڈز کے ٹکڑے نظر آ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے وہاں سے ساری لاشیں اٹھا لی جائیں اور ہیلی کاپٹروں کے ٹکڑے غائب کر دیئے جائیں اور یہ کام تم اکیلے نہیں کر سکو گے۔ اوور''...... کارگ فلے نے کہا۔

''لیس سر۔ ٹھیک ہے سر جیسے آپ کہیں۔ اوور''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یا ایسا کرو کہ تم ان کی لاشیں لے کر واپس آ جاؤ۔ تب تک

میں وہاں سے ریڈ کمانڈوز کی لاشیں اٹھوانے کے لئے مزید ریڈ کمانڈوز کو بھیج دیتا ہوں وہ وہاں آ کر خود ہی ساری صفائی کر دیں گے۔ اوور''...... کارگ فلے نے جیسے سوچتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں ان کی لاشیں لے آتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے جواب دیا۔

''جلد سے جلد واپس آ جاؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا ہوں۔ اوور''...... کارگ فلے نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ میں تھوڑی دیر تک پہنچ رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کارگ فلے نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر بلیک ہارٹ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر کا ہی ہے اور ان سب کو وہیں سے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا''...... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا تو جولیا نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اور یہ آواز کارگ فلے کی تھی۔ میں اس کی آواز پہچانتا ہوں''...... تنویر نے کہا۔

''ٹرانسمیٹر کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی اور آواز کے ساتھ کوئی شور یا کھڑکھڑاہٹ بھی نہیں تھی جس کا مطلب ہے کہ کال دور سے نہیں نزدیک سے کی گئی ہے۔ اگر لانگ ڈسٹنس کی کال ہوتی تو

ٹرانسمیٹر میں شور بھی ہوتا اور کھڑکھڑاہٹ کی بھی آواز سنائی دیتی''......صدیقی نے کہا جو ٹرانسمیٹر ایکسپرٹ تھا۔

''ہاں۔ ٹرانسمیٹر کے ساتھ ایک میٹر بھی لگا ہوا ہے جو یہ شو کر رہا ہے کہ کال شمال کی جانب سے کی گئی ہے اور یہ کال نوے ڈگری اور چالیس ہزار گز کے فاصلے سے کی گئی ہے جو تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر کا فاصلہ بنتا ہے''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کا مین کوارٹر اسی ہارڈ ڈیزرٹ میں ہی ہے''......کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں اور یہ ہمارے لئے اللہ کا ایک اور خصوصی کرم ہوا ہے کہ ہمیں اس ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں مارے مارے نہیں پھرنا پڑا ہے اور ہم نادانستگی میں ہی بلیک ہارٹ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ رہے تھے''......عمران نے کہا۔

''ہم حق پر ہیں اور باطل کے مقابلے میں جیت حق کی ہوتی ہے اور جو حق پر ہوتا ہے اسے کہیں نہ کہیں سے اور کسی نہ کسی طرح سے قدرت کا ساتھ مل ہی جاتا ہے۔ یہی ہمارے ساتھ ہوا ہے۔ اگر کارگ فلے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے یہاں ریڈ کمانڈوز نہ بھیجتا اور تم اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ نہ کرتے تو ہمیں واقعی بلیک ہارٹ ایجنسی کے مین ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں نجانے کہاں کہاں کی خاک چھاننا پڑتی''......جولیا نے کہا۔

''مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ سیٹلائٹ سسٹم سے

چیک کر کے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے یہاں ریڈ کمانڈوز بھیجے گئے تھے تو پھر کارگ فلے کو یہ کیوں معلوم نہیں ہوا کہ اس کے ریڈ کمانڈوز کا کیا حشر ہوا ہے اور اس ہیلی کاپٹر میں ریڈ کمانڈوز نہیں بلکہ ہم موجود ہیں اور وہ بھی زندہ''......چوہان نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے''......جولیا نے کہا۔

''سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس ہیلی کاپٹر میں داخل ہوتے ہی بلیو پروٹیکشن سسٹم آن کر دیا تھا۔ اس سسٹم کی وجہ سے ہمیں ہیلی کاپٹر کے اندر کسی سیٹلائٹ سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سسٹم انہوں نے شاید دوسرے ملکوں کے راڈار اور سیٹلائٹ سسٹم سے بچنے کے لئے نصب کر رکھا ہے تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ہیلی کاپٹر میں کتنے کمانڈوز ہیں اور کس قدر اسلحہ موجود ہے''......عمران نے کہا تو ان کے چہروں پر سکون آ گیا۔

''تو کیا کارگ فلے نے اس میدان میں ہونے والی جنگ بھی نہیں دیکھی ہو گی''......تنویر نے پوچھا۔

''اگر ایسا ہوا ہوتا تو وہ اس طرح مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات نہ کرتا بلکہ اب تک یہ ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکا ہوتا''......عمران نے کہا۔

''کیا ٹرانسمیٹر کے ساتھ لگے ہوئے میٹر سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر صحرا کے کس حصے میں ہے اور کہاں ہے''......نعمانی نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ کمپیوٹرائزڈ میٹر ہے اس پر تمام تفصیل درج ہے۔

سکرین پر دیکھو تو اس پر صاف لکھا ہوا ہے کہ ہیلی کاپٹر کہاں سے
اڑایا گیا تھا کتنی بلندی پر ہے اور اس نے یہاں تک کتنا سفر کیا
ہے''...... عمران نے جواب دیا تو وہ پینل کے ساتھ لگی ہوئی ایک
چھوٹی سی سکرین کی طرف دیکھنے لگے جس پر واقعی وہی تفصیل درج
تھی جس کے بارے میں عمران نے انہیں بتایا تھا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ کارگ فلنے کو اس بات کا شک نہیں ہوا
ہو گا کہ اس ہیلی کاپٹر میں کوئی اور نہیں بلکہ ریڈ کمانڈوز کا ہی پائلٹ
ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''اس کے لہجے سے تو ایسا ظاہر نہیں ہوا تھا۔ لیکن اگر اسے شک
بھی ہوا تو اس کا شک ہمارے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ ہم
ہیڈ کوارٹر تک ضرور پہنچیں گے۔ کارگ فلے پاکیشیا کی جو چار فائلیں
لے گیا ہے وہ ایک مائیکرو فلم کی شکل میں ہیں اگر ہم اس فلم تک نہ
بھی پہنچ سکے تو ہمارا مقصد بلیک ہارٹ ایجنسی کی تباہی ہے۔ بلیک
ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا تو وہ مائیکرو فلم بھی ختم ہو جائے
گی جس میں چاروں اہم فائلوں کی کاپیاں موجود ہے''...... عمران
نے کہا۔

''اوہ پھر تو ہم اس گن شپ ہیلی کاپٹر سے بھی اس ہیڈ کوارٹر پر
حملہ کر سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ان کا ہیڈ کوارٹر اسی صحرا میں ہے تو وہ انڈر گراؤنڈ
ہو گا کیونکہ اس صحرا میں آنے والے طوفان معمولی نوعیت کے نہیں

ہوتے۔ طوفان بیرونی عمارتوں کو تنکوں کی طرح اڑا سکتے ہیں اس
لئے ان طوفانوں سے بچنے کے لئے انہوں نے یقیناً ہیڈ کوارٹر زمین
دوز ہی بنایا ہو گا''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''تو اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں ہیڈ کوارٹر کے اندر
جانا پڑے گا''...... صفدر نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''ہیڈ کوارٹر میں ہم تب ہی داخل ہو سکیں گے جب کارگ فلے
ہمیں ہیلی کاپٹر اندر لے جانے کی اجازت دے گا''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا وہ ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر کے اندر نہیں جانے
دے گا''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''وہ ڈیول مائینڈ ایجنٹ ہے۔ اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ہیلی
کاپٹر باہر ہی روک لے اور مجھے تم سب کی لاشیں اوپر سے ہی باہر
گرانے کا حکم دے دے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہوا تو تم کیا کرو گے''...... جولیا نے چونک کر
کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ اس کا حکم مجھے ماننا ہی پڑے گا۔ اگر میں نے
ایسا نہ کیا تو خفیہ ہیڈ کوارٹر سے ایک میزائل نکلے گا اور پھر ہیلی کاپٹر
کے ساتھ ہم سب کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ تم سب کو اپنی جان
پیاری ہو یا نہ ہو مجھے تو بہت پیاری ہے اپنی جان اس لئے میں تم
سب کو نیچے کودنے کا کہہ دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ تم میں سے

کوئی ایسا نہیں ہو گا جو میرا حکم نہ مانے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا یہ فضول حکم نہ ماننے کا اعلان سب سے پہلے میں کروں گی''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''اور میں کہتا ہوں کہ ان سب سے پہلے تم ہی میرا حکم مانو گی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو پھر دیکھتے ہیں کہ سوال پیدا ہوتا ہے یا سوالیہ نشان''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر اس طرف اُڑاتا لے گیا جس طرف میٹر ہیڈ کوارٹر کے ہونے کی نشاندہی کر رہا تھا۔

کارگ فلے کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔ اس نے ابھی چند لمحے پہلے ٹرانسمیٹر پر ریڈ کمانڈوز کے زیرو نائن ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے بات کی تھی جس نے اسے بتایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان کے نو ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے ہیں اور ان کے پچاس سے زائد ریڈ کمانڈوز مارے جا چکے ہیں۔ ان میں سے صرف وہی پائلٹ زندہ تھا جس سے کارگ فلے کی بات ہوئی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے پچاس سے زائد ریڈ کمانڈوز کو ہلاک کر دیا تھا اور نو ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے تھے اور زیرو نائن ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے ان سب کو ہلاک کر دیا تھا یہ بات کسی طرح سے کارگ فلے کے حلق سے نہیں اتر رہی تھی حالانکہ پائلٹ نے اسے بتایا تھا کہ اس نے بلندی پر جا کر نیچے بمباری کی تھی اور پاکیشیائی ایجنٹوں پر فائرنگ بھی کی تھی اور ان کی لاشیں اس کے

سامنے پڑی ہوئی تھیں۔

ممکن تھا کہ اس پائلٹ نے بروقت کارروائی کر کے واقعی عین اس جگہ بمباری اور فائرنگ کی ہو جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے لیکن اس کے باوجود صرف ایک پائلٹ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا یہ بات کارگ فلے کو بری طرح سے کھٹک رہی تھی۔ اس نے کنٹرول سیکشن میں البرٹو سے رابطہ کیا تھا لیکن البرٹو وہاں موجود نہیں تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ البرٹو ٹنل میں فین ٹھیک کرنے کے لئے گیا ہوا ہے۔ کارگ فلے کو البرٹو پر بھی بے حد غصہ آ رہا تھا کہ وہ اسے کچھ بتائے بغیر فین ٹھیک کرنے کے لئے چلا گیا تھا حالانکہ اس نے البرٹو کو سختی سے کہا تھا کہ وہ اس وقت تک پاکیشیائی ایجنٹوں پر نظر رکھے گا جب تک کہ کرنل ڈیوگن، ریڈ کمانڈوز کے ساتھ وہاں پہنچ کر ان سب کو ہلاک نہیں کر دیتا۔ لیکن وہ اس سے پہلے ہی کنٹرول روم سے نکل گیا تھا۔

جب کارگ فلے کی البرٹو سے بات نہ ہوئی تو اس نے ٹرانسمیٹر پر کرنل ڈیوگن سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کرنل ڈیوگن سے اس کا رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو گیا تھا پھر اس نے باری باری دوسرے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی اور پھر اس کا رابطہ زیرو نائن سے ہو گیا۔

"آخر بات کیا ہے۔ مجھے اس قدر الجھن کیوں ہو رہی ہے۔

میں نے پائلٹ سے بات کی تھی اس کے لہجے سے مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا کہ وہ مجھ سے کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا ہے اور واقعی اس نے جو کہا تھا وہ سچ ہے۔ میں نے اسے لاشیں ہیڈ کوارٹر لانے کا کہہ دیا ہے وہ لاشیں لائے گا تو میں انہیں باہر ہی چیک کرا لوں گا۔ اس کا ہیلی کاپٹر میں اس وقت تک ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک کہ میں اس سے مطمئن نہ ہو جاؤں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں نہ دیکھ لوں۔ لیکن اس کے باوجود کوئی ایسی بات ہے جو میرے دماغ میں نوکیلی سوئیوں کی طرح سے چبھ رہی ہے۔ وہ کیا بات ہو سکتی ہے"...... کارگ فلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی بے پناہ الجھن کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ ان تمام باتوں کو ذہن میں دوہرایا جو باتیں اس نے زیرو نائن سے کی تھیں۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بوکھلاہٹ اور انتہائی پریشانی کے تاثرات لہرانے لگے۔

"اوہ اوہ۔ میں اس قدر اہم بات کیسے بھول گیا تھا"...... اس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر تیزی سے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر کے رسیور کان سے لگا لیا۔

"یس سٹیفن ہیئر فرام ریڈ کمانڈو سیکشن"...... رابطہ ملتے ہی

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کارگ فلے سپیکنگ''...... کارگ فلے نے انتہائی کرخت آواز میں کہا۔

''اوہ۔ لیس باس۔ حکم''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے یکلخت مؤدبانہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا کرنل ڈیوگن ڈیزرٹ مشن پر تمہاری موجودگی میں گیا تھا''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''لیس باس۔ کرنل صاحب نے جاتے ہوئے یہاں کا چارج میرے حوالے کر دیا تھا۔ وہ میرے سامنے ہی یہاں سے روانہ ہوئے تھے''...... سٹیفن نے جواب دیا۔

''وہ یہاں سے کتنے ریڈ کمانڈوز لے گیا تھا''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''ان کے ساتھ پچاس ریڈ کمانڈوز تھے دس پائلٹ اور وہ خود۔ کل ملا کر یہاں سے اکسٹھ افراد گئے تھے''...... سٹیفن نے کہا۔

''بلیک برڈز کو جو پائلٹ لے گئے تھے ان کے نام بتاؤ''۔ کارگ فلے نے کہا اور دوسری طرف سے سٹیفن اسے پائلٹس کے نام بتانے لگا۔

''بلیک برڈ زیرو نائن کے پائلٹ کا نام جیکر ہے نا''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''لیس باس۔ بلیک برڈ زیرو نائن جیکر کی ہی تحویل میں

ہے''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کارگ فلے ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ زیرو نائن کے جس پائلٹ سے میری بات ہوئی تھی وہ جیکر نہیں تھا''...... کارگ فلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''وہ جیکر نہیں تھا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں باس''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے چونکتے ہوئے کہا۔ حالانکہ یہ بات کارگ فلے نے اس سے نہیں کی تھی لیکن اس نے کارگ فلے کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی۔

''سنو سٹیفن۔ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے زیرو نائن سے بات ہوئی ہے۔ میں جیکر کو بخوبی جانتا ہوں اور میں نے اس کی آواز سنی ہوئی ہے۔ لیکن ابھی میری زیرو نائن کے جس پائلٹ سے بات ہوئی تھی وہ جیکر نہیں تھا''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوہ۔ اگر وہ جیکر نہیں تھا تو کون تھا۔ یہاں سے تو زیرو نائن جیکر ہی لے گیا تھا''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے کہا۔

''مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے پاکیشیائی ایجنٹوں نے کرنل ڈیوگن سمیت تمام ریڈ کمانڈوز کو ختم کر دیا ہے اور زیرو نائن پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس بلیک برڈ میں اب وہی پاکیشیائی موجود ہیں۔ ان میں ایک شخص ایسا ہے جو آواز بدل کر بات کر سکتا ہے لیکن شاید اس نے جیکر کی آواز نہیں سنی تھی اس لئے اس نے جیکر کی آواز میں

بات نہیں کی تھی‘‘...... کارگ فلے نے کہا اور اس نے سٹیفن کو زیرو نائن کے پائلٹ سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی۔

’’اوہ۔ اگر بلیک برڈ زیرو نائن میں دشمن موجود ہیں تو پھر ہم انہیں ہیڈ کوارٹر میں کیسے آنے دے سکتے ہیں باس‘‘...... دوسری طرف سے سٹیفن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

’’یہی میں سوچ رہا ہوں۔ مجھے پائلٹ کی آواز سن کر بے حد الجھن ہو رہی تھی اسی لئے میں نے تم سے بات کی تھی تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ بلیک برڈ زیرو نائن کا پائلٹ کون تھا‘‘...... کارگ فلے نے کہا۔

’’تو پھر اب کیا کرنا ہے باس۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہیڈ کوارٹر میں آنے دیا جائے‘‘...... دوسری طرف سے سٹیفن نے پوچھا۔

’’کیا بات کر رہے ہو نانسنس۔ انہیں ہم ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہونے دے سکتے ہیں۔ اگر وہ ہیڈ کوارٹر میں آ گئے تو وہ یہاں سب کچھ تہس نہس کر دیں گے‘‘...... کارگ فلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’تو کیا میں اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دوں‘‘...... دوسری طرف سے سٹیفن نے جلدی سے کہا۔

’’کیا ایسا ہو سکتا ہے‘‘...... کارگ فلے نے چونک کر پوچھا۔

’’یس باس۔ میرے پاس زیرو ایکس میزائل کا کنٹرول بھی موجود ہے اور چونکہ زیرو نائن مین ہیڈ کوارٹر کا بلیک برڈ ہے اس

لئے اس بلیک برڈ کی مشینری کا کنٹرول روم میں مکمل کنٹرول موجود ہے۔ ہیلی کاپٹر کہاں ہے اور کتنی بلندی پر پرواز کر رہا ہے اس کا مکمل ڈیٹا مل رہا ہے۔ میں چاہوں تو ایک میزائل مار کر اس بلیک برڈ زیرو نائن کو ڈیزرٹ کے کسی بھی حصے میں تباہ کر سکتا ہوں‘‘۔ دوسری طرف سے سٹیفن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’گڈ شو۔ یہ بتاؤ۔ بلیک برڈ اس وقت کہاں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے کتنی دور ہے‘‘...... کارگ فلے نے پوچھا۔

’’بلیک برڈ بلیک ایجنسی کا انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹر ہے باس اور اس ہیلی کاپٹر سے تین سو میل فی گھنٹے کی رفتار سے سفر کیا جا سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر اب سے بیس منٹ پہلے ہارڈ ڈیزرٹ سے اٹھا تھا اور نہایت تیز رفتاری سے ہیڈ کوارٹر کی طرف آ رہا ہے۔ اگلے دس منٹ بعد وہ ہیڈ کوارٹر کے عین اوپر ہو گا‘‘...... سٹیفن نے کہا۔

’’اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم اسے نشانہ بناؤ اور ہیڈ کوارٹر سے دور ہی اسے ہٹ کر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس ہیلی کاپٹر کو ہیڈ کوارٹر کے باہر تباہ کیا جائے‘‘...... کارگ فلے نے کہا۔

’’یس باس۔ مجھے زیرو ایکس میزائل ایکٹیو کرنے میں صرف تین منٹ لگیں گے اور میزائل یہاں سے نکل کر ٹارگٹ کی طرف بڑھ جائے گا اور پھر یہاں سے چند میل دور ہی ٹارگٹ ہٹ ہو جائے گا‘‘...... سٹیفن نے کہا۔

’’جلدی کرو۔ جلد سے جلد اس بلیک برڈ کو ہٹ ہو جانا

چاہئے''...... کارگ فلے نے بے چین لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ ہو جائے گا''...... سٹیفن نے کہا۔

''اور سنو۔ اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے بعد تمہیں ڈیزرٹ میں مزید ہیلی کاپٹر بھیجنے ہیں وہاں ریڈ کمانڈوز کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ ریڈ کمانڈوز کے ذریعے وہاں سے نہ صرف تمام لاشیں ہٹا دو بلکہ تباہ شدہ بلیک برڈز کے باقیات بھی ہٹا دو۔ چیف کسی بھی وقت واپس آ سکتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے ڈیزرٹ میں ایسا کوئی نشان نہ رہے جس سے چیف کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہاں ریڈ کمانڈوز نے اٹیک کیا تھا''...... کارگ فلے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ لیکن باس۔ چیف کو اگر معلوم ہو گیا کہ پچاس ریڈ کمانڈوز اور دس بلیک برڈز اور ان کے دس پائلٹس غائب ہیں تو میں ان کو کیا جواب دوں گا اور آپ نے بتایا ہے کہ کرنل ڈیوگن کو بھی پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''تم اس کی فکر نہ کرو۔ چیف تم سے کچھ نہیں پوچھے گا۔ جب وہ آئے گا تو میں خود ہی انہیں ساری حقیقت سے آگاہ کر دوں گا۔ لیکن میں انہیں حقیقت تب ہی بتا سکوں گا جب تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں سمیت بلیک برڈ زیرو نائن ہٹ کر دو گے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ زیرو نائن کو ہٹ کرنا میری ذمہ داری ہے اور میں اپنی ذمہ داری بخوبی سمجھتا ہوں''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر ایسا ہوا تو ریڈ کمانڈو سیکشن کا میں تمہیں انچارج بنا دوں گا''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اوہ۔ تھینک یو باس۔ اب تو میں اس بلیک برڈ کو ہٹ کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دوں گا۔ زیرو نائن بلیک برڈ کسی بھی صورت میں ہیڈ کوارٹر کے نزدیک نہیں پہنچ سکے گا۔ ریڈ کمانڈوز سیکشن کا انچارج بننا میرے لئے سب سے بڑا اعزاز ہو گا اور میں اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں چاہے اس کے لئے مجھے باہر جا کر ہی کیوں نہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا پڑے''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ باہر جانے کی ضرورت۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے تمہارے زیرو ایکس میزائل ہی کافی ہوں گے''...... کارگ فلے نے سخت لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ میں نے ایک امکانی بات کی تھی''...... دوسری طرف سے سٹیفن نے جلدی سے کہا۔

''او کے۔ اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے بعد مجھے لازماً انفارم کرنا''...... کارگ فلے نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے

سٹیفن کا 'او کے باس' سن کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے سکون کے تاثرات تھے۔ اسے بروقت جیکر کا خیال آ گیا تھا جو زیرو نائن بلیک برڈ کا مخصوص پائلٹ تھا اور کارگ فلے اسے بخوبی جانتا تھا۔

زیرو نائن بلیک برڈ کے جس پائلٹ سے اس کی بات ہوئی تھی اس کی آواز بدلی ہوئی تھی۔ ٹینشن کی وجہ سے اس نے پہلے اس آواز کی طرف دھیان نہیں دیا تھا لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں عجیب سی الجھن پیدا ہونا شروع ہو گئی تھی اور جب اس نے الجھن کی طرف توجہ دی تو اسے یاد آ گیا تھا کہ زیرو نائن بلیک برڈ کا پائلٹ جیکر تھا جبکہ اس نے جس پائلٹ سے بات کی تھی وہ آواز جیکر کی نہیں تھی۔ اب اسے یقین تھا کہ سٹیفن زیرو نائن بلیک برڈ کو ہر صورت میں ہٹ کر دے گا اور عمران اور اگر اس کے ساتھ اس کے ساتھی اس بلیک برڈ میں موجود ہوئے تو وہ نہیں بچ سکیں گے۔

بیس منٹ مسلسل تیز رفتاری سے پرواز کرنے کے بعد عمران نے ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کرنا شروع کر دی تھی۔ رفتار کم کرنے کے ساتھ اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی بھی کم کرنی شروع کر دی تھی۔ اس کی نظریں کمپیوٹرائزڈ میٹر پر جمی ہوئی تھی جس سے اسے معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے کتنا سفر کیا ہے اور ہیڈ کوارٹر وہاں سے کتنی دور تھا۔

"کیا بات ہے۔ یہ تم ہیلی کاپٹر نیچے کیوں لے جا رہے ہو"...... جولیا نے اسے ہیلی کاپٹر نیچے لے جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں ہیلی کاپٹر ڈائریکٹ ہیڈ کوارٹر کے اوپر لے جاؤں تاکہ وہ ہمیں دیکھ کر آسانی سے ہٹ کر دیں"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ ہمیں ہیلی کاپٹر میں موجود پروڈیکشن لائٹ

کی موجودگی میں بھی چیک کر سکتے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لائٹ پروٹیکشن سے ہمیں صرف سیٹلائٹ سسٹم سے چیک نہیں کیا جا سکتا لیکن ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے انہوں نے وہاں لائیو کیمرے لگا رکھے ہوں گے جن سے وہ ہمیں دیکھ بھی سکتے ہیں اور پہچان بھی سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''پہچان کیسے سکتے ہیں۔ ہم مسلسل میک اپ میں رہے ہیں۔ انہوں نے کہاں ہمارے اصلی چہرے دیکھے ہوں گے''...... خاور نے کہا۔

''ہمارے ان چہروں کو تو انہوں نے دیکھ ہی لیا ہو گا جن حلیوں میں ہم نے ان کے ریڈ کمانڈوز کو ختم کیا تھا''...... عمران نے کہا تو خاور نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اب ہم ہیڈ کوارٹر سے کتنی دوری پر ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''دس سے بارہ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور میں نیچی پرواز رکھ کر یہ فاصلہ بھی کم کر رہا ہوں تاکہ ہمیں اگر پیدل بھی سفر کرنا پڑے تو سفر طوالت اختیار نہ کرے''...... عمران نے جواب دیا۔ ہیلی کاپٹر میں انہیں خشک خوراک کے ڈبے اور منرل واٹر کی بوتلیں مل گئی تھیں جو ریڈ کمانڈوز کے لئے ایمرجنسی کی صورت میں استعمال کے لئے موجود تھیں۔ انہوں نے خشک خوراک کھا کر اور پانی پی کر اپنی

بھوک پیاس مٹا لی تھی جس سے وہ اب بالکل ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔

''یہ ٹھیک ہے۔ اگر ہمیں زمین سے گھیرے میں لینے کی کوشش کی گئی تو ہم ان کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

عمران نے ہیلی کاپٹر مزید نیچے کیا اور پھر اس نے رفتار مزید کم کر دی۔

''اب تم ایک ایک کر کے نیچے کود جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''کودنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم ہیلی کاپٹر نیچے اتارو ہم سب ایزی ہو کر نکل جائیں گے پھر تم اسی ہیلی کاپٹر کو پہلے ہیلی کاپٹر کی طرح آٹو پائلٹ کر دینا۔ اگر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کی کوشش کی گئی تو میزائل خالی ہیلی کاپٹر سے ہی ٹکرائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس ہیلی کاپٹر کو نیچے نہیں اتار سکتا۔ ہیلی کاپٹر میں جو کمپیوٹرائزڈ آلہ لگا ہوا ہے اس سے ہیڈ کوارٹر والوں کو بھی پتہ چل رہا ہو گا کہ ہم کتنی بلندی پر ہیں اور کس رفتار سے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میں نے وقتی طور پر کمپیوٹر ڈیٹا بدل دیا ہے۔ اب اگر ہیلی کاپٹر کی چیکنگ کی جا رہی ہو گی تو انہیں ایسا ہی لگے گا کہ ہیلی کاپٹر دو ہزار فیٹ کی بلندی پر ہے اور اس کی رفتار تین سو میل فی گھنٹہ ہے۔ ہیلی کاپٹر سے انہیں اس وقت تک ڈمی

انفارمیشن ملتی رہے گی جب تک ہیلی کاپٹر فضا میں رہے گا جیسے ہی اس کے پیڈ زمین سے لگیں گے انہیں فوراً پتہ چل جائے گا کہ ہم کہاں ہیں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے دونوں اطراف کے دروازے کھول لئے تھے۔ عمران ہیلی کاپٹر اور نیچے لے گیا اور اس نے ہیلی کاپٹر کی سکرین پر نظر رکھتے ہوئے رفتار اس قدر کم کر لی تھی کہ اس کے ساتھیوں کو نیچے کودنے میں کوئی پرابلم نہ ہو۔ پھر وہ سب ایک ایک کر کے اپنا سامان لے کر نیچے ریت پر کودتے چلے گئے۔

سب سے آخر میں جولیا نے چھلانگ لگائی تھی۔ ریت پر گرتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور سیدھی ہو کر تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ جولیا کو کودتے دیکھ کر عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو آٹو پائلٹ کنٹرول پر فکسڈ کرتے ہوئے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور فوراً باہر چھلانگ لگا دی۔ نیچے گرتے ہوئے اس نے پیرا ٹروپنگ کی اور قلابازی کھاتا ہوا پیروں کے بل زمین پر آ گیا۔

ہیلی کاپٹر آٹو پائلٹ پر تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا تھا اور اسی طرف بڑھ رہا تھا جس طرف عمران پہلے سے ہی اسے لے جا رہا تھا۔ لیکن ابھی ہیلی کاپٹر تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک دور سے انہیں ایک میزائل اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔

میزائل دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔ اسی لمحے میزائل بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر سے آ ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے فضا میں ہی ٹکڑے اڑتے چلے گئے اور اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے دور دور تک بکھر گئے۔

”خدا کی پناہ۔ اگر ہمیں کچھ دیر ہو جاتی تو اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے اڑ جاتے“...... جولیا نے کہا۔ وہ سب بھاگتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے۔

”عمران صاحب جینیئس ہیں۔ یہ آنے والے خطرے کو بہت پہلے بھانپ لیتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ہمیں پہلے ہی اس ہیلی کاپٹر سے نکال لیا تھا“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چھوڑو یار۔ اگر جینیئس ہوتا تو اب تک دو بچوں کا باپ نہ بن گیا ہوتا“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دو بچوں کا باپ۔ کیا مطلب۔ کیا جینیئس انسان ہی دو بچوں کا باپ بن سکتا ہے کوئی اور نہیں“...... جولیا نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

”جینیئس انسان ہی 'ہم دو اور ہمارے دو' پر عمل کرتا ہے ورنہ جس کو دیکھو بچوں کی لائنیں ہی لگانا شروع ہو جاتا ہے۔ کسی کے آٹھ بچے ہیں تو کسی کے دس اور کوئی تو ایسا ہے جس نے پوری فٹبال کی ٹیم ہی بنائی ہوتی ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں جہاں ایک اکیلے انسان کے اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے وہاں دس بارہ

بچوں کا بوجھ اٹھانا پڑے یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ میں تو ایسا کرنے والے کو گدھا ہی کہوں گا کیونکہ بوجھ ڈھونے کا کام کوئی گدھا ہی کر سکتا ہے اور گدھا کسی بھی صورت میں جینیئس نہیں ہو سکتا''۔ عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''بچے دو ہوں یا دو درجن۔ ان کا بوجھ ڈھونا ہی پڑتا ہے۔ یہ ہر باپ کا فرض ہے۔ اس میں جینیئس ہونے یا نہ ہونے والی کون سی بات ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں اپنی بات کر رہا ہوں تمہاری نہیں۔ میں تو صرف دو ہی بچوں پر اکتفا کروں گا تم چاہے دو درجن بچے پیدا کر لینا مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیوں جولیا''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''فضول باتیں مت کرو''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ فضول باتیں ہیں۔ ارے میں گھر بسانے اور گھر میں رونق لانے کی باتیں کر رہا ہوں اور تم اسے فضول باتیں کہہ رہی ہو''۔ عمران نے جواباً منہ بنا کر کہا۔

''ہم اس وقت خطرے کے قریب ہیں۔ ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہیں رک کے رہ جائیں اور دشمنوں کو پھر معلوم ہو جائے کہ ہم اس ہیلی کاپٹر میں بھی ہلاک نہیں ہوئے ہیں۔ اس بار اگر انہیں ہمارے زندہ ہونے کا علم ہو گیا تو وہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے یہاں ریڈ کمانڈوز کی پوری پلاٹون ہی بھیج دیں گے''۔

صفدر نے جولیا کو غصے میں آتے دیکھ کر بات بدلتے ہوئے کہا۔

''اب ہم ہیڈ کوارٹر سے کتنی دور ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''آٹھ کلو میٹر کا تو فاصلہ ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا جو عمران کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے کمپیوٹرائزڈ میٹر کو دیکھتا رہا تھا۔

''آٹھ کلو میٹر کا سفر بھی کم نہیں ہے۔ ہمیں وہاں تک پہنچنے میں کئی گھنٹے لگ جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تو چلو۔ ہماری قسمت میں پیدل چلنا ہی لکھا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں''...... عمران نے بے چارگی سے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ اس بار ان کے اِردگرد پہاڑیاں اور ٹیلے تھے وہ ان پہاڑیوں اور ٹیلوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کمپیوٹرائزڈ میٹر کا ڈیٹا عمران کے ذہن میں موجود تھا اور اسے اس بات کا اندازہ تھا کہ ہیڈ کوارٹر ہارڈ ڈیزرٹ کے کس حصے میں اور کہاں واقع ہو سکتا ہے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

اب دن ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک پہاڑی کی طرف آ گیا تھا جس کی دوسری طرف وسیع میدان پھیلا ہوا تھا۔ وہ سب پہاڑی کی چوٹی پر موجود تھے اور دوسری طرف میدان کو ہی دیکھ رہے تھے۔

''میرے اندازے کے مطابق بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر اسی میدان میں ہی کہیں موجود ہے''...... عمران نے میدان میں نظر

ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہاں تو ریتیلا میدان ہی نظر آ رہا ہے۔ اتنے بڑے میدان میں ہم نیچے موجود ہیڈ کوارٹر کو کیسے ڈھونڈ سکتے ہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ہیڈ کوارٹر ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہیڈ کوارٹر اب ہمیں خود بتائے گا کہ وہ کہاں ہے"......عمران نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر خود بتائے گا۔ کیا مطلب۔ ہیڈ کوارٹر بھلا ہمیں اپنے بارے میں کیسے بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے شاید کارگ فلے کی باتیں دھیان سے نہیں سنی تھیں۔ اس کی باتوں سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے ریڈ کمانڈوز کو چیف کی اجازت کے بغیر اپنی صوابدید پر بھیجا تھا۔ اور میں نے اس کی باتوں سے اندازہ لگایا تھا کہ اس نے ہمارے بارے میں اپنے چیف کو ابھی تک لاعلم رکھا ہوا ہے۔ وہ پاکیشیا میں جان بوجھ کر اپنا نشان چھوڑ آیا تھا تاکہ ہم اس کے پیچھے آ سکیں اور وہ ہمیں ہلاک کر سکے۔ اسی لئے اس نے چار لاشوں پر اپنا میک اپ کیا تھا ورنہ جس طرح اس نے کامیابی حاصل کی تھی وہ تنویر کو بھی ہلاک کر کے نکل سکتا تھا۔ اس نے سوچا ہوگا کہ ہم ان لاشوں کے چہرے صاف کر کے پہچان جائیں گے کہ ان افراد کا تعلق کس گروپ سے ہے اور جب ہم اس گروپ

کے سربراہ کا منہ کھلوائیں گے تو ہمیں اس کے بارے میں اور اس کے کامیاب مشن کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا اور ہمیں لامحالہ اس کے پیچھے آنا ہی پڑے گا۔ وہ جس خاموشی سے پاکیشیا میں کام کرتا رہا تھا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بلیک ہارٹ ایجنسی کے چیف نے اسے تمام پاکیشیائی فورسز اور خاص طور پر ہم سے بچ کر رہنے کی ہدایات دی ہوں گی۔ جبکہ تنویر کو دیکھ کر اس کے شیطانی دماغ میں کیڑا گھس گیا ہوگا اور اس نے سوچا ہوگا کہ وہ تنویر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں پر یہ ثابت کر دے کہ اگر اسرائیل میں وہ کامیاب ہو سکتے ہیں تو اسرائیلی ایجنٹ بھی اپنے کسی بھی مشن کو ان کے ملک میں آسانی سے پورا کر سکتے ہیں۔ یہ بات اس نے یقیناً اپنے چیف سے مخفی رکھی ہو گی اور اب چونکہ ہیڈ کوارٹر میں چیف موجود نہیں ہے اس لئے وہ سارے کام بالا ہی بالا کرتا جا رہا ہے تاکہ چیف کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہم سب کا خاتمہ کر دے"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹرانسمیٹر پر کارگ فلے نے کہا تھا کہ چیف کے آنے سے پہلے وہ مزید ریڈ کمانڈوز بھیج کر ڈیزرٹ سے تمام ریڈ کمانڈوز کی لاشیں اور ہیلی کاپٹروں کے ٹکڑے ہٹا دینا چاہتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ شام تک چیف کی واپسی ہو گی اور شام ہونے ہی والی ہے۔ اب ان کا چیف یہاں آنے ہی والا ہو گا۔ وہ

یقیناً کسی ہیلی کاپٹر میں ہی آئے گا اور چیف کا ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر کے باہر تو رکے گا نہیں۔ اسے ڈائریکٹ ہیڈ کوارٹر میں لے جایا جائے گا اور ہیلی کاپٹر ہیڈ کوارٹر میں اتارنے کے لئے انہیں ہیڈ کوارٹر کا کوئی نہ کوئی راستہ کھولنا ہی پڑے گا جیسے ہی راستہ کھلے گا ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم اس نظریئے سے کہہ رہے تھے کہ ہیڈ کوارٹر ہمیں خود بتائے گا کہ وہ کہاں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''توبہ۔ کارگ فلے تو نام کا ہی ڈیول مائینڈ ہے اس سے بڑا شیطانی دماغ تو اس کا ہے جو اندازوں اور خیالوں ہی خیالوں میں ہر بات جان لیتا ہے۔ اس لئے ڈیول مائینڈ ایجنٹ کارگ فلے کو نہیں بلکہ عمران کو ہی کہنا چاہئے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔

''میں تو محض ڈیول مائینڈ ہوں لیکن تم مجسم ڈیول ہو۔ اسی لئے تو اب تک اپنی پیاری بہن کو اپنے سر پر بٹھائے رکھا ہے۔ اگر تمہارا دماغ صاف ہوتا تو تم اس کی شادی مجھ سے۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے وہ۔ وہ''...... عمران نے کہا اور وہ سب ہنس پڑے جبکہ تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔ اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مز[illegible] ہوتی اچانک تیز گڑگڑاہٹ ہوئی اور انہوں نے پہاڑی کو بری طرح سے لرزتے ہوئے محسوس کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اچانک پہاڑی درمیان سے پھٹ کر دو حصوں میں

دائیں اور بائیں کھسکتی چلی گئی اور وہ چونکہ پہاڑی کے درمیان میں تھے اس لئے جیسے ہی پہاڑی دو حصوں میں تقسیم ہوئی وہ سب نیچے کھلے ہوئے خلاء میں گرتے چلے گئے۔ نیچے گرتے ہوئے وہ کسی بھی طرح اپنے منہ سے نکلنے والی چیخوں کو نہ روک سکے تھے۔ جیسے ہی وہ پہاڑی کے درمیان میں بنے ہوئے خلاء میں گر کر غائب ہوئے اسی لمحے ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور پہاڑی کے دونوں الگ حصے حرکت میں آ کر دوبارہ ایک ساتھ جڑ گئے۔ اب وہ پہاڑی ایسے دکھائی دے رہی تھی جیسے کبھی پہاڑی میں کوئی دراڑ تک نہ آئی ہو۔ لیکن یہی پہاڑی اوپر موجود تو زندہ انسانوں کو ایک لمحے میں نگل گئی تھی اور ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی جس بلندی سے گرے تھے۔ نیچے جا کر ان کا جو حشر ہوا ہو گا اس کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا تھا۔

کارگ فلے چیف کے آفس میں داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھا ہوا مارشل سٹینلے اسے دیکھ کر چونک پڑا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہیڈ کوارٹر واپس آیا تھا اور اپنے آفس میں چلا گیا تھا۔ اپنے آفس میں جاتے ہی اس نے کارگ فلے کو کال کر کے اسے اپنے آفس میں بلا لیا تھا۔

''آؤ کارگ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ آؤ بیٹھو''۔ مارشل سٹینلے نے اسے دیکھ کر کہا اور کارگ فلے مسکراتا ہوا اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اب جارج کی حالت کیسی ہے چیف''...... کارگ فلے نے پوچھا۔

''پہلے سے بہت بہتر ہے''...... مارشل سٹینلے نے جواب دیا۔

''کیا آپ کو اس کی تمام فزیکل رپورٹس مل گئی ہیں''...... کارگ

فلے نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں مطمئن ہو کر یہاں واپس آیا ہوں''۔ مارشل سٹینلے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تھینک گاڈ۔ میں جارج کے لئے بے حد پریشان تھا۔ شکر ہے کہ اس کی جان بچ گئی ہے۔ آج کل کے نوجوان اسی طرح نشے کی حالت میں کار ڈرائیونگ کر کے ناحق اپنی جانیں گنوا دیتے ہیں۔ جارج ایک سمجھدار لڑکا ہے اسے نشے کی حالت میں کار ڈرائیو نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اگر وہ نشے میں نہ ہوتا تو اسے لازماً پتہ لگ جاتا کہ اس کی کار کے بریکس فیل ہیں''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اب میں کیا کہوں۔ وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اور اکلوتا ہونے کی وجہ سے میں اسے ڈانٹ ڈپٹ بھی نہیں کرتا تھا۔ اگر میں نے شروع سے ہی اس پر کنٹرول کیا ہوتا تو وہ اس حادثے سے بچ سکتا تھا میں اسے شراب کے نزدیک بھی نہ پھٹکنے دیتا اور جب تک وہ اپنی تعلیم مکمل نہ کر لیتا میں اسے ڈرائیونگ ہی نہ سیکھنے دیتا اور یہ سب تب ہی ممکن تھا کہ وہ اور اس کی ماں یہاں میرے ساتھ اسرائیل میں ہی رہ رہے ہوتے۔ لیکن اس کی ماں اسے لے کر گریٹ لینڈ شفٹ ہو گئی تھی اور اسی کے بے جا لاڈ پیار نے اسے اس حد تک بگاڑ دیا تھا کہ وہ کسی کی سنتا ہی نہیں تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب وہ ہسپتال میں پڑا ہوا ہے''...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

''یس چیف۔ بعض بچوں کو ان کے باپ اور بعض کو ان کی

Downloaded from https://paksociety.com

مائیں بھی بگاڑتی ہیں۔ اگر ماں باپ دونوں ہی اپنی اولاد پر توجہ دیں اور ان کی ناجائز باتوں کو نہ مانیں تو اولاد بگڑنے سے بچ سکتی ہے''...... کارگ فلے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بہرحال چھوڑو۔ جو ہونا تھا ہو گیا ہے۔ میرے لئے یہی خوشی کافی ہے کہ جارج کی جان بچ گئی ہے۔ اب اس کی صحت ٹھیک ہو جائے تو میں اسے اور اس کی ماں کو ہر صورت میں واپس اسرائیل لے آؤں گا۔ باقی کی تعلیم وہ یہیں حاصل کرے گا۔ لیکن میں اس بات سے پریشان ضرور ہوں کہ وہ کون ہو سکتا ہے جس نے جارج کی کار کے بریک فیل کئے تھے۔ ایسا کر کے وہ کیا چاہتا تھا کیا اس کا مقصد جارج کو ہلاک کرنے سے تھا''...... مارشل سٹیلے نے کہا۔

''لیس چیف۔ یہ واقعی پریشانی والی بات ہے۔ وہاں جارج کی کس سے دشمنی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی جان کا دشمن بن گیا تھا کہ اس نے جارج کی کار کے بریک فیل کر دیئے تھے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''گریٹ لینڈ کی پولیس بے حد فعال ہے وہ ضرور اس کا پتہ لگا لے گی اور مجھے جیسے ہی اس شخص کے بارے میں معلوم ہو گا میں اسے اس کے خاندان سمیت زندہ دفن کر دوں گا''...... مارشل سٹیلے نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ اس کا ایسا ہی انجام ہونا چاہئے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اب تم بتاؤ۔ پرائم منسٹر سے جب تمہاری بات ہوئی تھی تو انہوں نے تم سے کیا کہا تھا''...... مارشل سٹیلے نے پوچھا۔

''کچھ خاص نہیں۔ وہ فائلوں کی ڈی کوڈنگ کا ہی پوچھ رہے تھے۔ جب میں نے انہیں جارج کے بارے میں بتایا تو وہ بھی متفکر ہو گئے تھے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''تم نے فائلوں کے حوالے سے انہیں کیا بتایا تھا''...... مارشل سٹیلے نے پوچھا۔

''میں نے وقتی طور پر انہیں ٹال دیا تھا''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اور ان فائلوں کی کیا پوزیشن ہے۔ دونوں پروفیسروں نے فائلیں اب تک ڈی کوڈ کی ہیں یا نہیں''...... مارشل سٹیلے نے پوچھا۔

''لیس چیف۔ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے دونوں ایکسپرٹس سے بات ہوئی تھی انہوں نے چاروں فائلیں ڈی کوڈ کر لی ہیں اب وہ ان فائلوں کی ری چیکنگ کر رہے ہیں تاکہ ان کی ڈی کوڈنگ میں کسی غلطی کا احتمال نہ رہے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم آج ہی چاروں فائلیں پرائم منسٹر کو پہنچا سکتے ہیں''...... مارشل سٹیلے نے کہا۔

''لیس چیف۔ آج ہی نہیں تو کل صبح تک ہم کمپلیٹ ڈی کوڈ فائلیں ان کے پاس لے جا سکتے ہیں اس کے بعد وہ آسانی سے پاکیشیا کی اعلیٰ قیادت سے بات کر سکتے ہیں''...... کارگ فلے نے

جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم خود جاؤ اور جا کر ان فائلوں کی ری چیکنگ کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ چاروں فائلیں ہر طرح سے مکمل ہوں۔ ان میں کسی غلطی کا معمولی سا بھی امکان نہ رہے“...... مارشل سٹینلے نے کہا۔

”یس چیف۔ میں ابھی جا کر خود بھی فائلوں کی ری چیکنگ کر لیتا ہوں“...... کارگ فلے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اور ہاں۔ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں تل ابیب جا رہا ہوں۔ میں کل صبح تک واپس آ جاؤں گا۔ میری واپسی تک تمام فائل ورک مکمل ہونا چاہئے۔ پھر میں فائلیں پرائم منسٹر ہاؤس لے جاؤں گا۔ پلاننگ کے تحت ہم ان فائلوں پر کارروائی کرتے ہوئے پاکیشیا کی اعلیٰ قیادت سے بات کریں گے اور ان پر اس حد تک دباؤ ڈالیں گے کہ وہ فوری طور پر اسرائیل کی حقیقت تسلیم کر لیں۔ ان کے پاسپورٹ میں دوسرے ممالک کی طرح اسرائیل کا نام بھی شامل ہونا چاہئے ورنہ ہم ان فائلوں کی کاپیاں تمام ممالک کے حوالے کر دیں گے جو انہیں میڈیا اور اخبارات کے ذریعے پوری دنیا میں بدنام کر دیں گے اور پاکیشیا اپنے بے شمار حلیف دوستوں سے بھی ہمیشہ کے لئے یک و تنہا رہ جائے گا“...... مارشل سٹینلے نے کہا تو کارگ فلے کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی جیسے وہ یہی چاہتا ہو کہ مارشل سٹینلے کہیں چلا جائے۔ وہ خوش تھا کہ مارشل

سٹینلے کو ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا تھا۔ اگر اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں پتہ چل جاتا اور اسے یہ معلوم ہو جاتا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں ان کے کتنے ہیلی کاپٹر اور کس قدر مسلح افراد ہلاک ہوئے ہیں تو مارشل سٹینلے وہاں طوفان کھڑا کر دیتا جسے روکنا کارگ فلے کے لئے بھی ناممکن ہو جاتا اور مارشل سٹینلے اسے اپنے ہاتھوں سے وہیں شوٹ کر دیتا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں میں آج ہی سارا کام ختم کر لوں گا اور کل صبح فرسٹ ٹائم ہی ہم پرائم منسٹر ہاؤس چلے جائیں گے“...... کارگ فلے نے کہا۔

”اوکے۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں نکل رہا ہوں۔ تم ابھی ہیڈ کوارٹر میں ہی رہو“...... مارشل سٹینلے نے کہا تو کارگ فلے سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ مارشل سٹینلے کو سیلوٹ کرتا ہوا اس کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے آفس میں تھا۔ اس نے آفس میں آتے ہی اپنے آفس کا کمرہ لاک کیا اور پھر اس نے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھتے ہی فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

”یس البرٹو سپیکنگ“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے البرٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”کارگ فلے“...... کارگ فلے نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس باس“...... البرٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان قیدیوں کی کیا پوزیشن ہے"...... کارگ فلے نے بند کمرہ ہونے کے باوجود بڑی رازدارانہ آواز میں پوچھا۔

"وہ سب ابھی ڈیپ لینڈ میں موجود ہیں باس۔ میں نے ان کی چیکنگ کی ہے وہ ابھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے البرٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان تو نہیں ہے"۔ کارگ فلے نے پوچھا۔

"نو باس۔ انہیں ہیگم گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اور ہیگم گیس کا اثر کم از کم چھتیس گھنٹوں تک برقرار رہتا ہے۔ چھتیس گھنٹوں کے بعد ہی انہیں خود بخود ہوش آ سکتا ہے ورنہ انہیں ہوش میں لانے کے لئے سپیشل اینٹی ہیگم انجکشن ہی لگانے پڑتے ہیں"...... دوسری طرف سے البرٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تھوڑی دیر تک چیف ہیڈ کوارٹر سے تل ابیب جا رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ ہیڈ کوارٹر سے باہر جائیں مجھے بتا دینا پھر تم میرے ساتھ ڈیپ لینڈ میں چلنا میں ان سب کو بے ہوشی کی حالت میں اب اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ اب جب تک میں خود انہیں ہلاک نہیں کروں گا مجھے یقین نہیں آئے گا کہ وہ واقعی ہلاک ہو گئے ہیں"...... کارگ فلے نے کہا۔

"یس باس۔ وہ سب واقعی بے حد حیرت انگیز انسان ثابت ہوئے ہیں۔ ہر بار وہ یقینی موت سے بچ نکلتے تھے۔ دو بار ہم نے

جو ہیلی کاپٹر تباہ کئے تھے وہ دونوں ہی ہیلی کاپٹر خالی تھے اور وہ سب پہلے ہی ہیلی کاپٹروں سے نکل چکے ہوتے تھے۔ میری سٹیفن سے بات ہوئی ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے جس زیرو نائن بلیک برڈ پر میزائل فائر کیا تھا وہ خالی تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ پہلے کی طرح پھر ہیلی کاپٹر سے نکل چکے تھے۔ وہ کہاں تھے یہ معلوم کرنے کے لئے آپ نے مجھے ٹنل سے واپس بلا لیا تھا۔ اس وقت تک میں ٹنل کے فین ٹھیک کر کے ٹنل بند کر چکا تھا۔ میں نے آپ کے حکم سے سیٹلائٹ چیکنگ کی تو وہ سب زندہ تھے اور ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ میں ان سب کو میزائل مار کر ہلاک کر سکتا تھا لیکن چیف کے واپس آنے کا وقت ہو رہا تھا اور آپ ہیڈ کوارٹر کے اِردگرد تباہی نہیں چاہتے تھے اس لئے انہیں آگے بڑھنے دیا گیا اور پھر وہ جیسے ہی کراس وے والی پہاڑی پر چڑھے میں نے آپ کے حکم سے پہاڑی کھول دی تھی اور وہ سب پہاڑی میں بننے والے خلاء میں گہرائی میں گر گئے تھے اور پھر میں نے انہیں وہیں ہیگم گیس سے بے ہوش کر دیا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں اس قدر حیرت انگیز انسان کبھی نہیں دیکھے تھے وہ ہیڈ کوارٹر کے سب سے گہرے حصے میں گرے ہیں جہاں گر کر ان کے جسم بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ جانے چاہئیں تھے لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے جسم سٹین لیس سٹین کے بنے ہوئے ہوں جس سے ان کے جسموں پر خراشیں تک نہیں آئی

تھیں اور وہ گہرائی میں گرنے کے باوجود اطمینان سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے اس لئے مجھے ان سب کو بے ہوش کرنے کے لئے وہاں ہیگم گیس استعمال کرنی پڑی تھی''...... دوسری طرف سے البرٹو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ وہ سب بے حد خطرناک انسان ہیں۔ ان انسانوں کو جب تک اپنے ہاتھوں سے نہ مارا جائے وہ مرنے والے نہیں ہیں۔ اور اب میں ایسا ہی کروں گا۔ تم بس چیف کے باہر جانے کا انتظار کرو۔ اس کے بعد ان سب کی زندگیوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے''...... کارگ فلے نے کہا۔

''یس باس۔ جیسے ہی چیف باہر جاتے ہیں میں آپ کو کال کر کے بتا دوں گا''...... البرٹو نے کہا اور کارگ فلے نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی دوبارہ بجی تو اس نے جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھا لیا جیسے وہ اسی فون کی گھنٹی بجنے کا منتظر ہو۔

''یس البرٹو۔ کیا رپورٹ ہے''...... کارگ فلے نے فوراً پوچھا۔

''چیف چلے گئے ہیں باس''...... دوسری طرف سے البرٹو کی آواز سنائی دی اور کارگ فلے یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''گڈ شو۔ چلو جلدی کرو۔ ریڈ کمانڈوز کو اپنے ساتھ لو اور فوراً ڈیپ لینڈ پہنچ جاؤ۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں''...... کارگ فلے نے کہا اور اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر پٹخا

اور میز کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جیسے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہا ہو۔ اور جلد سے جلد ڈیپ لینڈ جا کر انہیں ہلاک کر دینا چاہتا ہو اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور نہایت تیزی سے ایک راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنے کے لے اس کے چہرے پر انتہائی جوش دکھائی دے رہا تھا وہ اس تیزی سے بھاگ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اُڑتا ہوا ڈیپ لینڈ پہنچ جائے اور عمران اور اس کے تمام خطرناک ساتھیوں کو گولیوں سے بھون کر رکھ دے۔

عمران اور اس کے ساتھی کافی گہرائی میں جا کر گرے تھے۔ اچانک نیچے گرتے ہوئے ان سب کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں۔ وہ زور دار دھماکوں سے نیچے موجود ٹھوس زمین پر گرے۔ ایک لمحے کے لئے انہیں یہی محسوس ہوا تھا جیسے ان کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئی ہوں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے جب عمران اچھل کر کھڑا ہوا تو وہ سب بھی ایک ایک کر کے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس بار بھی ہارڈ بلاکس نے انہیں بچا لیا تھا اور اتنی اونچائی سے گرنے کے باوجود نہ وہ زخمی ہوئے تھے اور نہ ہی ان کی کوئی ہڈی ٹوٹی تھی۔ وہ ایک ہال نما بڑے سے کمرے میں تھے جو چاروں طرف سے بند تھا اور چاروں طرف دیواریں کنکریٹ کی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''یہ ہم کہاں آ گئے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں

چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کمرے کی چھت سے تیز لائٹ نکل رہی تھی جس سے سارا کمرہ روشن ہو رہا تھا۔ وہاں ان کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

''ایک محاورہ ہے۔ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ لیکن یہاں محاورہ الٹ ہی ہوا ہے کھلا پہاڑ اور نیچے گرے ہم''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹیں آ گئیں۔

''اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے آخر کار ہمیں دیکھ ہی لیا تھا اور وہ اسی انتظار میں تھے کہ ہم کب اس پہاڑی پر چڑھتے ہیں اور وہ کب پہاڑی کھول کر ہمیں یہاں گراتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''سیٹلائٹ سسٹم سے انہوں نے ہمیں بہت پہلے چیک کر لیا تھا لیکن کارگ فلے اپنے چیف کی واپسی پر متفکر تھا اس لئے اس نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش نہیں کی ہو گی۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہیڈ کوارٹر کے نزدیک آ جائیں تا کہ وہ ہمیں ایسی ہی کسی جگہ گرا کر قید کر لے تا کہ چیف کے آنے پر اسے کچھ معلوم نہ ہو سکے۔ چیف کے جانے کے بعد وہ ہمیں یہیں ہلاک کر دے گا اور اس کا راز ہمیشہ راز ہی رہ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اگر تمہیں معلوم تھا کہ وہ ہمیں سیٹلائٹ سے چیک کر رہے ہیں تو تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا تھا''...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

''بتا دیتا تو تم سب ڈر جاتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

میں تو نہیں ہے۔

"ٹھیک ہے۔ باس آنے ہی والے ہیں۔ وہ یہاں آ کر اپنے ہاتھوں سے خود انہیں ہلاک کریں گے۔ تم سب یہیں رکو اگر ان میں سے تمہیں کسی کے جسم میں حرکت نظر آئے تو اسے فوراً گولی مار دینا"...... نوجوان نے کہا۔ تو عمران نے دل ہی دل میں سکون کا سانس لیا کہ ان مسلح افراد نے آتے ہی ان پر فائرنگ نہیں کی تھی۔ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتے تو عمران فوراً جیب سے مشین پسٹل نکال کر انہیں گرا لیتا۔ اسی لمحے باہر سے تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ایک اور نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا اسے دیکھتے ہی عمران نے اسے پہچان لیا تھا وہ کارگ فلے ہی تھا۔ کارگ فلے جیسے ہی اندر آیا ریڈ کمانڈوز کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

"انہیں ہوش تو نہیں آیا اب تک"...... کارگ فلے نے بے ہوش افراد کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ساتھی سے پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ ہیگم گیس کا اثر دیرپا ہوتا ہے یہ سپیشل اینٹی ہیگم لگنے سے پہلے کسی طرح سے بھی ہوش میں نہیں آ سکتے ہیں"...... نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک مشین گن دو مجھے میں ان سب کا خود خاتمہ کروں گا"...... کارگ فلے نے کہا تو ایک ریڈ کمانڈو نے آگے بڑھ کر اسے اپنی مشین گن دے دی۔ کارگ فلے نے مشین گن لی اور زمین پر پڑے ہوئے افراد کو غور سے دیکھنے لگا۔

"ان میں عمران کہاں ہے"...... کارگ فلے نے کہا اور پھر وہ ایک جگہ پڑے ہوئے عمران کو دیکھ کر اس کے قریب آ کر رک گیا۔

"تو یہ یہاں پڑا ہوا ہے"...... کارگ فلے نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن باس یہ یہاں کس لئے آئے تھے"...... البرٹو نے پوچھا۔

"انہیں میں نے یہاں آنے کے لئے مجبور کیا تھا البرٹو۔ میں پاکیشیا میں جن چار فائلوں کے حصول کے لئے گیا تھا وہ میں نے حاصل کر لی تھیں اور انہیں کانوں کان خبر تک نہیں ہوئی تھی لیکن میں چاہتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو میرے بارے میں کسی طرح سے علم ہو جائے اور انہیں یہ بھی پتہ چل جائے کہ میں وہاں کتنے عرصے سے موجود تھا اور کیا کر رہا تھا۔ پھر اچانک ان کا ایک ساتھی مجھے نظر آ گیا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی جان بوجھ کر اسے اپنے پیچھے آنے کا موقع دیا تھا اور پھر میں نے اسے بے ہوش کر کے اپنے پاس قید کر لیا تھا"...... کارگ فلے نے کہا اور پھر وہ البرٹو کو بتانے لگا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں تک لانے پر مجبور کرنے کے لئے کیا کھیل کھیلا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا۔

"عمران اور اس کے ساتھی واقعی بہت تیز ہیں۔ میں جانتا تھا

کہ یہ ان چاروں لاشوں کے میک اپ صاف کر کے ان کے اصلی چہرے دیکھ لیں گے جن کے چہروں پر میں نے اپنا میک اپ کیا تھا اور پھر انہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب کس کے آدمی تھے۔ اس طرح انہیں میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جاتا اور پھر اس کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آنا یقینی تھا۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو راستے میں ہی ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ یہ اسرائیل داخل نہ ہو سکیں لیکن ہر بار قسمت ان کا ساتھ دے جاتی تھی اور یہ سب بچ نکلتے رہے۔ اب بھی ایسا ہی ہوتا اگر میں انہیں ہیڈ کوارٹر سے باہر ہلاک کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا تھا۔ میں نے تم سے کہہ کر انہیں ہیڈ کوارٹر کے اندر اس ڈیپ لینڈ میں گرا لیا تھا۔ اس بار میں ان سب کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا تھا تاکہ عمران اور اس کے کسی ساتھی کے زندہ بچنے کا کوئی چانس نہ رہے۔ اب یہ اور اس کے ساتھی بے بسی کے عالم میں میرے سامنے پڑے ہیں اور میں دوسرے ایجنٹوں کی طرف یہ غلطی نہیں کروں گا کہ میں انہیں ہوش میں آنے کا کوئی موقع دوں۔عمران ان کا لیڈر ہے اس لئے سب سے پہلے ہلاک ہونے کا حق اسی کا ہے۔ اس لئے اب اس کی چھٹی کا وقت آ گیا ہے۔ میں اسے طویل اور کبھی ختم نہ ہونے والی چھٹی دے رہا ہوں“...... کارگ فلے نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے البرٹو کو ساری تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا تو البرٹو نے سمجھ جانے والے

انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر کارگ فلے نے مشین گن کا رخ عمران کی طرف کر دیا اور اس کی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر جم گئی۔

”گڈ بائے عمران فار ایور“...... کارگ فلے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے ایسے انداز میں کہا جیسے عمران سب کچھ سن رہا ہو اور ایسا ہی تھا عمران ہوش میں تھا وہ خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا پھر جیسے ہی کارگ فلے نے ”گڈ بائے“ کہا اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور کارگ فلے اچانک بری طرح سے چیختا ہوا اچھل کر کئی فٹ پیچھے جا گرا۔ عمران نے اپنا نچلا جسم اٹھا کر تیزی سے دونوں ٹانگیں گھما کر اس کے پیٹ میں ماری تھیں جس سے کارگ فلے ہوا میں اچھل کر دوہرا ہوتا ہوا اس کے بے ہوش ساتھیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے ریڈ کمانڈوز کے قریب جا گرا تھا۔ اس سے پہلے کہ ریڈ کمانڈوز صورتحال سمجھتے اچانک کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونجنے لگا۔

کارگ فلے کو اچھالتے ہی عمران تیزی سے اٹھ گیا تھا اور اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ریڈ کمانڈوز پر فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی اور ریڈ کمانڈوز سمیت ان کے ساتھ آنے والا البرٹو لٹو کی طرح گھومتے اور حلق کے بل چیختے ہوئے وہیں گر گئے تھے۔

ان سب کو ہلاک کر کے عمران نے مشین پسٹل کا رخ کارگ فلے کی طرف کر دیا جو عمران کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیوں

سے بچنے کے لئے زمین سے ہی چپک گیا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے مشین پسٹل کا رخ کارگ فلے کی طرف کر دیا۔

''اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کارگ فلے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑا ہوا تھا جیسے موجودہ سچویشن اس کی توقع کے خلاف ہو اور اسے اس سچویشن پر شدید غصہ آ رہا ہو۔

''تو تم ہوش میں تھے''...... کارگ فلے نے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ اگر میں ہوش میں نہ ہوتا تو تم اپنے شیطانی عزائم میں کامیاب ہو جاتے اور ہم سب کو بے ہوشی کی حالت میں ہی ختم کر دیتے۔ کسی بے ہوش اور بے بس انسان پر اس طرح فائر کھولنا بزدلی ہے جسے میں قطعی پسند نہیں کرتا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری سوچ ہو سکتی ہے میری نہیں''...... کارگ فلے نے جواب دیا۔

''شیطانی دماغ رکھنے والا اس کے سوا سوچ ہی کیا سکتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اسی لمحے اسے باہر دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ کمرے میں ہونے والی فائرنگ کی آواز باہر سنائی دے گئی تھی اس لئے شاید وہاں موجود اور افراد بھی دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔ قدموں کی آوازیں سن کر کارگ فلے

نے موقع کے فائدہ اٹھانا چاہا اس نے انتہائی تیزی اور جارحانہ انداز میں عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران پر حملہ کرتا عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل کی نال کارگ فلے کے سر سے لگا دی اور کارگ فلے وہیں ٹھٹھک گیا۔ اسی لمحے دروازے پر اسے بے شمار ریڈ کمانڈوز دکھائی دیئے جو دروازے پر آ کر کمرے کا ماحول دیکھ کر وہیں ٹھٹھک گئے تھے۔

''اندر کوئی نہ آئے، دروازے سے دور ہٹ جاؤ ورنہ میں تمہارے باس کی کھوپڑی اڑا دوں گا''...... عمران نے تیز آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں نہیں۔ تم باس کو مت مارنا ہم کچھ نہیں کریں گے''۔ ان میں سے ایک شخص نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے ساتھیوں کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا تو وہ سب تیزی سے دروازے سے دور ہٹتے چلے گئے۔

''تم اور تمہارے ساتھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں نکل سکیں گے عمران۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا کہ تم خود کو میرے حوالے کر دو''...... کارگ فلے نے کہا۔

''خاموش رہو''...... عمران نے غرا کر کہا اس کی نظریں دروازے پر ہی جمی ہوئی تھیں جہاں اب کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کارگ فلے کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی وہ لہرایا۔ اس سے پہلے کہ وہ گر جاتا عمران نے فوراً اسے

اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیا۔ اس نے اچانک کارگ فلے کی کنپٹی پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا تھا۔ اس کی ایک ہی زوردار ضرب سے کارگ فلے چیں بول گیا تھا۔

''باس کیا آپ ٹھیک ہیں''...... دور سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ تم وہیں رہو۔ اگر تم اندر آئے تو یہ مجھے مار دے گا''...... عمران نے کارگ فلے کی آواز میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ ہم میں سے کوئی آگے نہیں آئے گا۔ لیکن''...... باہر سے کہا گیا۔

''گھبراؤ نہیں۔ میں اس سے بات چیت کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ میری بات مان جائے گا اور یہ مجھے چھوڑ دے گا۔ تم باہر سے دروازہ بند کر دو''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ہم نے دروازہ بند کر دیا اور اس نے آپ کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ہمیں کیسے پتہ چلے گا باس''...... دور سے پریشان آواز آئی۔

''میری مدد کے بغیر یہ یہاں سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اسے ہر حال میں مجھے زندہ رکھنا پڑے گا، تم سب وہیں رکے رہو۔ اگر اس کے ساتھ میں باہر نہ آیا تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے اس پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر فائرنگ کھول دینا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ جیسا آپ کا حکم''...... دور سے کہا گیا اور پھر

دوسرے ہی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور دیوار کا خلاء بند ہو گیا۔

جیسے ہی دروازہ بند ہوا عمران نے بازوؤں میں تھامے ہوئے کارگ فلے کو فوراً زمین پر لٹا دیا۔ کارگ فلے کو اس نے زمین پر لٹاتے ہی سر اٹھا کر چھت اور دیواروں کی طرف دیکھا اور پھر اس نے چھت کے مختلف حصوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اسے چھت پر سی سی کیمرے لگے ہوئے دکھائی دے گئے تھے۔ جن سے ان پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ کمرہ چونکہ کنکریٹ کا بنا ہوا تھا اور اس کا دروازہ مکمل طور پر بند ہو گیا تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ فائرنگ کی آواز باہر نہیں گئی ہو گی کیونکہ اس طرح کی کنکریٹ عام طور پر کمرہ ساؤنڈ پروف رکھنے کے لئے لگائی جاتی تھی۔

سی سی کیمرے تباہ کر کے عمران نے مشین پسٹل زمین پر رکھا اور تیزی سے کارگ فلے پر جھکا اور اس نے جلدی جلدی اس کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ کارگ فلے کے تمام کپڑے اتار کر اس نے اپنے کپڑے اتارے اور پھر اس نے کارگ فلے کے اتارے ہوئے کپڑے پہننا شروع کر دیئے۔ کارگ فلے کے کپڑے پہننے کے بعد اس نے اپنے اتارے ہوئے کپڑے کارگ فلے کو پہنائے اور پھر اس نے کارگ فلے کی گردن پکڑی اور اس کی ایک مخصوص رگ مسل دی۔ کارگ فلے پہلے ہی بے ہوش تھا اس کی مخصوص رگ مسلتے ہی اس پر اور زیادہ گہری بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔ اب اسے اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا تھا جب تک

عمران اس کی مسلی ہوئی رگ دوبارہ اصلی حالت میں نہ لے آتا۔

عمران اٹھا اور اس نے اپنے چہرے پر موجود ایک جھلی جیسا ماسک اتارا اور پھر اس نے جھلی دونوں ہاتھوں سے مخصوص انداز میں مسلنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے جھلی دوبارہ اپنے چہرے پر چڑھائی اور اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے شروع ہو گئے۔ وہ چہرے کو مخصوص انداز میں تھپتھپا رہا تھا جس سے اس کی شکل کارگ فلے جیسی ہوتی جا رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کارگ فلے کا روپ دھار چکا تھا پھر اس کی انگلیاں اپنے بالوں پر چلنا شروع ہو گئیں۔ اس نے بالوں کا اسٹائل کارگ فلے کے بالوں جیسا بنا لیا تھا۔ اس تمام کام سے فارغ ہو کر عمران نے کارگ فلے کو پہنائے ہوئے اپنے لباس کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اپنی چیزیں نکالنا شروع کر دیں۔ ان سب چیزوں کو وہ نکال نکال کر اپنی جیبوں میں ڈال رہا تھا۔ پھر اس نے ایک ڈبیہ نکالی جس میں ایک اور جھلی جیسا ماسک تھا اس نے جھلی کارگ فلے کے چہرے پر رکھی اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے چلنا شروع ہو گئے۔

دوسرے لمحے کارگ فلے کا چہرہ بدلتا چلا گیا اس کا چہرہ عمران کے اس چہرے جیسا ہو گیا تھا جس روپ میں عمران پہلے تھا۔ اس کے بعد عمران اٹھا اور وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ان سب کو ہوش میں لانے کا عمل شروع کر دیا۔ وہ

جانتا تھا کہ اس کے ساتھی ہیگم گیس کے اثر سے بے ہوش ہوئے تھے۔ اس گیس سے انہیں یا تو اینٹی ہیگم انجکشن لگا کر ہوش میں لایا جا سکتا تھا یا پھر ان کے سانس روک کر مخصوص عمل سے انہیں ہوش دلایا جا سکتا تھا چنانچہ مخصوص عمل سے تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ہوش میں آ گئے تھے۔

”یہ کیا۔ ہم تو ابھی اسی کمرے میں ہیں“...... جولیا نے حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کو کارگ فلے کی شکل میں دیکھ کر وہ حیران ہو رہے تھے۔ عمران نے مختصر طور پر انہیں کمرے میں پیدا ہونے والی صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا جس سے وہ مطمئن ہو گئے تھے۔

”تم سب یہیں پڑے رہو۔ میں اکیلا یہاں سے نکلوں گا۔ باہر ریڈ کمانڈوز موجود ہیں اگر انہوں نے تمہیں زندہ دیکھ لیا تو وہ ہر بات کی پرواہ کئے بغیر فائرنگ کھول دیں گے۔ میں باہر جاتے ہی ان سب کو ہلاک کر دوں گا اور پھر ہم سب ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن تم یہ دروازہ کیسے کھولو گے۔ کیا وہ باہر ہماری آوازیں سن سکتے ہیں“...... جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اور میں نے دروازے کے پاس ایک ابھرا ہوا پتھر دیکھا ہے۔ اس پتھر کو پریس کر کے دروازہ کھولا جا سکتا ہے“...... عمران نے کہا تو ان سب نے دیکھا سامنے

دیوار کے پاس انہیں ایک ابھرا ہوا پتھر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"اب تم لیٹ جاؤ۔ میں باہر جا کر انہیں ہلاک کرنے کی بجائے اندر بلا لیتا ہوں جیسے ہی وہ اندر آئیں تو تم سب ان پر فائر کھول دینا۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا"...... عمران نے کہا اور وہ سب وہیں لیٹ گئے اور انہوں نے جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر اپنے جسموں کے نیچے چھپا لئے۔ عمران آگے بڑھا اس نے ابھرے ہوئے پتھر کو پریس کیا تو اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور دیوار میں دروازے نما خلاء بنتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا عمران تیزی سے سائیڈ میں ہو گیا۔ کیونکہ دروازہ کھلتا دیکھ کر باہر موجود ریڈ کمانڈوز الرٹ ہو سکتے تھے اور وہ اندھا دھند اندر فائرنگ کر سکتے تھے۔

"باس کیا آپ ٹھیک ہیں"...... دور سے وہی آواز سنائی دی جو عمران نے پہلے بھی سنی تھی۔

"ہاں۔ میں نے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تم اندر آ سکتے ہو"...... عمران نے کہا اور سائیڈ سے نکل کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ چند لمحوں کے بعد دس ریڈ کمانڈوز بھاگتے ہوئے دروازے کے قریب آ گئے۔ کارگ فلے کو دیکھتے ہی ان کے چہروں پر سکون آ گیا اور وہ تیزی سے اندر آ گئے۔ ایک طرف دشمن کو گرا ہوا دیکھ کر ان کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے ہو گئے تھے اس سے پہلے کہ وہ کارگ فلے سے کوئی بات کرتے اسی لمحے کمرہ مشین پسٹلوں کی تیز

فائرنگ اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا جیسے ہی ریڈ کمانڈوز اندر آئے جولیا اور اس کے ساتھیوں نے جسموں کے نیچے سے مشین پسٹل نکال کر ان کی طرف لیٹے لیٹے فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی اور وہ سب لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔

"چلو۔ جلدی چلو۔ باہر جو نظر آئے اسے اڑا دینا"...... عمران نے اچھل کر کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور وہ سب اس کے پیچھے تیزی سے باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

عمران نے چونکہ کارگ فلے کا میک اپ کر رکھا تھا اس لئے اسے ہیڈ کوارٹر میں گھسنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر میں موت بن کر ٹوٹ پڑے تھے اور بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر مذبح خانہ بن گیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ ایک کمرے میں اسے وہ دو ایکسپرٹس بھی مل گئے تھے جو پاکیشیا کی اہم ترین فائلوں کو ڈی کوڈ کر رہے تھے۔ عمران نے ان دونوں ایکسپرٹس کو وہیں ہلاک کر دیا تھا اور کوڈز والی اور ڈی کوڈز ہونے والی ساری فائلیں اپنے قبضے میں لے لی تھی۔ عمران نے ہیڈ کوارٹر کا کونا کونا چھان مارا تھا۔ اسے مارشل سٹیلے کے دفتر کے ایک خفیہ خانے سے وہ مائیکرو فلم بھی مل گئی جس میں کارگ فلے فائلوں کی کاپی بنا کر لایا تھا۔

بلیک ہارٹ ہیڈ کوارٹر میں انہیں ایک سٹور روم بھی ملا تھا جہاں ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا۔ عمران نے وہاں سے ٹائم بم نکالے اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پورے ہیڈ کوارٹر میں ٹائم بم لگانے شروع کر دیئے۔

اگلے دو گھنٹوں کے بعد وہ ایک ہیلی کاپٹر میں بے ہوش کارگ فلے کو لئے ہیڈ کوارٹر سے نکلے جا رہے تھے۔ عمران چونکہ کارگ فلے کے میک اپ میں تھا اور وہ سب بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیلی کاپٹر میں سوار تھے اس لئے ان کا روکا جانا ناممکن تھا۔ عمران ہیلی کاپٹر اوگان کی طرف ہی لے جا رہا تھا جہاں سے وہ کرنل ہیمر کے بیس کیمپ سے گزر کر آسانی سے نکل سکتا تھا اس نے ٹرانسمیٹر کال کر کے اوگان میں موجود اپنے فارن ایجنٹ ڈبل زیرو کو مطلع کر دیا تھا کہ وہ کس ہیلی کاپٹر میں آ رہے ہیں تاکہ اوگانی سرحد پر انہیں اور ان کے ہیلی کاپٹر کو روکنے کی کوشش نہ کی جائے۔

جب وہ ہارڈ ڈیزرٹ کے وسط میں پہنچے تو انہیں پیچھے خوفناک دھماکوں کی آوازوں کے ساتھ آسمان پر آگ کا طوفان اور دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ عمران نے ٹائم بموں پر آدھے گھنٹے کا ٹائم فکس کیا تھا جو ٹائم پورا ہوتے ہی پھٹ پڑے تھے اور ایک بم چونکہ اسلحے سے بھرے ہوئے سٹور میں لگا ہوا تھا جہاں طاقتور بموں کے ساتھ میزائل بھی موجود تھے ان کے پھٹتے ہی وہاں قیامت برپا ہو گئی تھی اور بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تنکوں کی طرح اڑ گیا تھا۔

"بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے ہم نے اسرائیل کی واقعی کمر توڑ دی ہے۔ اس ایجنسی اور ان کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کو یہاں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے اسرائیل کا بڑا نقصان ہوا ہے جس کا ازالہ کرنا ان کے لئے مشکل ہو جائے گا"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن بلیک ہارٹ ایجنسی کا چیف ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے جس کا افسوس ہے۔ اگر ہم اسے بھی ہلاک کر دیتے تو بلیک ہارٹ ایجنسی مکمل طور پر ختم ہو جاتی۔ اس نے بلیک ہارٹ ایجنسی کے بے شمار سیکشن بنا رکھے ہیں جو اسرائیل اور دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں۔ یہ چیف انہیں دوبارہ منظم کر سکتا ہے اور اسے اپنے لئے بس ایک مین ہیڈ کوارٹر ہی بنانا ہو گا جس سے اس کی طاقت پہلے جیسی ہو جائے گی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ عمران ہمیں یہاں سے چیف کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی واپس جانا چاہئے تھا"...... جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"بلیک ہارٹ ایجنسی کا چیف مارشل سٹیلے ہے اس کے دفتر کی تلاشی کے دوران مجھے اس کا سارا پرسنل ڈیٹا مل گیا ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کون ہے اور اس کے ٹھکانے کہاں کہاں موجود ہیں۔ ان ٹھکانوں کے بارے میں، میں فلسطینی گروپوں اور فارن

ایجنٹوں کو انفارم کروں گا تو وہ نہ صرف بلیک ہارٹ ایجنسی کے تمام سیکشن تباہ کر دیں گے بلکہ ان کے ہاتھوں مارشل سٹینلے بھی مارا جائے گا۔ اس نے ہمارے ملک سے صرف چند ضروری فائلیں چرانے کا جرم کیا تھا جس کی سزا کے طور پر ہم نے اس کا فول پروف اور بہت بڑا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا۔ ہم سے زیادہ وہ فلسطینیوں کا مجرم ہے۔ اس نے فلسطینیوں کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے بدلہ لینے کا وہ پورا حق رکھتے ہیں اس لئے میں انہیں ان کے حق سے محروم نہیں رکھوں گا۔ ویسے بھی میں اسے ایک سزا تو دے ہی چکا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسی سزا دی ہے تم نے اسے اور کب''...... تنویر نے چونک کر کہا وہ سب بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنا شروع ہو گئے تھے۔

''مجھے معلوم ہوا تھا کہ گریٹ لینڈ میں مارشل سٹینلے کا ایک بیٹا موجود ہے جس کا نام جارج ہے۔ ہمارا مقابلہ ڈیول مائینڈ ایجنٹ کارگ فلے سے تھا۔ اس کے مقابلے میں مارشل سٹینلے بہت بڑا شیطان ہے میں اسے ہیڈ کوارٹر سے دور رکھنا چاہتا تھا تاکہ ہمارے خلاف جو بھی کارروائی کرے وہ کارگ فلے ہی کرے۔ اس لئے میں نے اپنے ایک فارن ایجنٹ کو کہہ کر مارشل سٹینلے کے بیٹے کا کار ایکسیڈنٹ کرا دیا تھا اور جارج، مارشل سٹینلے کا اکلوتا بیٹا تھا اس لئے میں جانتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے ایکسیڈنٹ کا سن کر ہیڈ کوارٹر چھوڑ

کر گریٹ لینڈ چلا جائے گا۔ اس طرح ایک تو مارشل سٹینلے جیسے شیطان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی دوسرا یہ کہ ہمیں ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا وقت بھی مل جائے گا کیونکہ مارشل سٹینلے کی غیر موجودگی میں ان فائلوں کو ڈی کوڈ نہیں کیا جا سکتا تھا اگر بفرض محال ان فائلوں کو ڈی کوڈ کرانا شروع کر بھی دیا جاتا تو وہ فائلیں مارشل سٹینلے کی واپسی تک وہیں رہتیں۔ جنہیں ہم وہاں سے آسانی سے حاصل کر سکتے تھے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ مارشل سٹینلے کی غیر موجودگی میں فائلوں کی ڈی کوڈ کرنے کا کام کافی سست پڑ گیا تھا۔ اسی وجہ سے ہمیں وہاں سے فائلیں مل گئی ہیں ورنہ اب تک چاروں فائلیں ڈی کوڈ ہو کر کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہوتیں''...... عمران نے انہیں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے صحرا میں آپ کہہ رہے تھے کہ آپ نے مارشل سٹینلے کو مصروف کر دیا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن ہم کارگ فلے کو اپنے ساتھ کیوں لے جا رہے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اسے یہیں مار کر پھینک دیتے ہیں۔ اسے ساتھ لے جا کر ہم نے کیا کرنا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اس کا ابھی ساتھ رہنا ضروری ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اوگانی سرحد کے قریب کرنل ہیمر کے بیس کیمپ سے کارگ فلے بن کر نکل جاؤں لیکن چونکہ پیچھے ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے اور مارشل

سٹینلے ابھی زندہ ہے اس لئے ہمارے ہیلی کاپٹر کو روکنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ تب میں کارگ فلے کو ہی بطور یرغمال استعمال کروں گا۔ اس کی موجودگی میں نہ ہمارا ہیلی کاپٹر گھیرے میں لیا جائے گا اور نہ اسے ہٹ کیا جائے گا۔ اس ایک کے بدلے اگر ہماری جانیں بچ جائیں تو کیا برا ہے۔ سرحد کراس کرتے ہی تم اپنے دل کی حسرت پوری کر لینا اور کاٹ دینا اس کا گلا، ہم میں سے کوئی اعتراض نہیں کرے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب کا جواب نہیں۔ یہ واقعی کارگ فلے سے زیادہ ذہین اور تیز انسان ہیں۔ کارگ فلے نے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے ہر ممکن طریقے استعمال کئے تھے لیکن اس کی عمران صاحب کے سامنے ایک نہیں چلی اگر ہمارے ساتھ عمران صاحب نہ ہوتے تو نہ جانے ہم بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تلاش کرنے میں اب تک کہاں کہاں بھٹکتے رہتے''...... صفدر نے کہا۔

''واقعی عمران صاحب جینئس ہیں۔ ان کے دماغ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کے دماغ کے سامنے کارگ فلے جیسے ڈیول مائینڈ ایجنٹ کا بھی دماغ فیل ہو گیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

ارے ارے۔ اگر تم سب مل کر میری تعریفیں کرنا شروع کر دو گے تو تنویر بے چارے کا کیا ہو گا۔ اسے تو کوئی چارہ بھی نہیں ڈالے گا۔ کیوں تنویر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں انسان ہوں۔ گدھا یا گھوڑا نہیں جو چارہ کھاؤں۔ اور

مجھے اپنی تعریفیں کرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تعریف اس کی ہی کی جاتی ہے جو کبھی کبھی کوئی کارنامہ سرانجام دے اور وہ بھی اتفاقیہ۔ کارگ فلے اتفاقیہ تمہارے ہاتھ آ گیا تھا اور تم نے اس کا روپ بدل کر سارا مشن پورا کر لیا تھا۔ ورنہ کارگ فلے بھی کم نہیں تھا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ میں صرف کارگ فلے کی وجہ سے کامیاب ہوا ہوں اگر میں اس کا روپ نہ دھارتا تو ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو ہی نہیں سکتے تھے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں بالکل۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ ورنہ کارگ فلے اس قدر آسانی سے قابو آنے والا نہیں تھا۔ اسے وہی قابو کر سکتا تھا جو اس سے بڑا شیطانی دماغ رکھتا ہو اور وہ بھلا تمہارے سوا کون ہو سکتا تھا''۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا جیسے وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ تنویر اس کی تعریف کر رہا تھا یا اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

''یہ تم میری تعریف کر رہے ہو یا میرا مذاق بنا رہے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''اگر تمہارا مائینڈ ٹھیک ہے تو تم اسے اپنی تعریف سمجھ لو اور اگر تم ڈیول مائینڈ ہو تو پھر جو چاہے سمجھ لو''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے خوبصورت جواب پر وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

عمران بھی اس کی بات پر ہنس پڑا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ خوبصورت جملوں پر خود بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دیتا تھا چاہے اس پر چوٹ کرنے والا اس کا کوئی دشمن ہی کیوں نہ ہوتا اور اس بار تو اس پر اس کے رقیب و روسفید نے جملہ چست کیا تھا جس پر اس کی کھلکھلاہٹ اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

''عمران صاحب کرائم ماسٹر کے سلسلے میں آپ سے میں نے ایک سوال کیا تھا''...... اچانک چوہان نے کہا اور وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''یہی کہ وہ کون سا پرندہ ہے جس کے سر پر پیر ہوتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ کے دوستوں نے تو اس کا جواب دے دیا ہے۔ اب آپ بھی بتا دیں کہ اس سوال کا جواب کیا ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر کے سوا ایسا کوئی پرندہ نہیں ہے جس کے سر، پَر اور پیر نہ ہوں۔ تمام پرندوں کے سر، پَر اور پیر ہوتے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔

''ہر بات میں تمہارے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ میرا نام ضرور لو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔

''کیا کروں ان سب میں تم ہی تو میرے وہ ہو جس کی بیوی کے بعد سب سے زیادہ سنی جاتی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد

آیا۔ جورو ایک طرف اور جورو کا بھائی ایک طرف''...... عمران نے کہا اور ان سب کی ہنسی تیز ہوگئی جبکہ تنویر غصے سے کھول کر رہ گیا۔

''اگر اجازت دیں تو اس بار میں آپ سے سوال کروں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پہلے چوہان کو بتانے دو کہ وہ اس سوال کے جواب کے طور پر مجھے کیا انعام دے گا اس نے کہا تھا کہ میں اور میرے دوست اگر اس کے سوال کا جواب دیں گے تو یہ کسی اور کو کچھ دے یا نہ دے۔ یہ مجھے انعام ضرور دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے کہا تھا اور میں آپ کو سب کے سامنے دس روپے کا نیا نوٹ دینے کا اعلان کرتا ہوں''...... چوہان نے کہا اور ہیلی کاپٹر ان سب کے بے اختیار کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جبکہ عمران دس روپے کے نوٹ کا سن کر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا تھا۔

''ہونہہ دس روپے کا نیا نوٹ۔ اس سے تو میرے سہرے کی ایک لڑی بھی نہیں آئے گی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اب میں کروں سوال''...... صفدر نے کہا۔

''اگر تم مجھے پورا سہرا خرید کر دینے کا ابھی اعلان کرو تو کر لو سوال۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ افغانستان وہ واحد ملک ہے

جہاں ٹرین نہیں چلتی۔ آپ یہ بتائیں کہ وہ کون سا ملک ہے جہاں لوگ، آٹے، چینی اور بغیر بجلی کے رہتے ہیں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ عمران اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

عمران ہیلی کاپٹر کو اوگانی سرحد کے پاس موجود بیس کیمپ سے باآسانی نکال کر لے گیا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر پر بیس کیمپ سے اس سے رابطہ کیا گیا تھا اور عمران نے کارگ فلے بن کر کرنل ہیمر کو آسانی سے رام کر لیا تھا ویسے بھی وہ بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیلی کاپٹر میں موجود تھے اور انہیں شاید ابھی بلیک ہارٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا پتہ نہیں چلا تھا اس لئے وہ بھلا بلیک ہارٹ ایجنسی کا ہیلی کاپٹر روکنے کی جرأت کیسے کر سکتے تھے۔ وہ کارگ فلے کو اپنے ساتھ لے گئے تھے تاکہ اس کے جرم کی سزا اسے پاکیشیا میں ہی دی جا سکے۔ اس نے پاکیشیا کی فائلیں حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا کے جس افسر کے بیٹے کا قتل کیا تھا اس کی سزا ناقابل معافی تھی۔ گو کہ وہ افسر بھی گرفتار ہو چکا تھا لیکن وہ اس بات کا حق رکھتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کو سزا دلا سکے۔

ختم شد

مادام چندرا دیوی — جو میک اپ ایکسپرٹ تھی۔ اس نے لاشوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی اصلی لاشیں قرار دے دیا۔

مادام چندرا دیوی — جس نے اس جنگل میں دس میزائل فائر کر دیئے جہاں عمران اور جوزف موجود تھے۔

مادام چندرا دیوی — جس نے مرتے ہوئے عمران کو گٹھڑی میں باندھ کر ہزاروں فٹ گہری کھائی میں پھینک دیا۔

ہارڈ ماسٹر — جس کا مقابلہ کرتے ہوئے عمران کو بھی دانتوں پسینہ آ گیا۔

ہارڈ ماسٹر — جس کا مقابلہ کرتے ہوئے عمران کی ناک کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی تھی اور اس کا سر بھی پھٹ گیا تھا۔

== ٹائیگر کا ایک انوکھا روپ ==

وہ لمحہ — جب ایکسٹو نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو من مانیاں کرنے پر سزا دینے کا اعلان کر دیا اور ممبران نے ایکسٹو کی سزا قبول کر لی۔ وہ سزا کیا تھی۔

== پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہلاک ہو چکے تھے اور عمران اور جوزف بھی نزع کی حالت میں تڑپ رہے تھے۔ ان کا انجام کیا واقعی ایسا ہی تھا۔

سسپنس سے بھرپور ایک حیرت انگیز اور شاہکار ناول

جو ہر اعتبار سے آپ کے دلوں میں گہرے نقوش چھوڑ دے گا

آپ کے خطوط

جناب حاجی محمد اصغر صاحب اٹک شہر سے لکھتے ہیں کہ آپ کا ناول ”کرائم ماسٹر“ میرے ہاتھوں میں ہے۔ ناول آنا کوئی اور تھا اور آ دوسرا گیا۔ چلئے آیا تو سہی۔ سابقہ دور میں آپ کو خط لکھا تھا کہ آپ کے ناول دل چھو لینے والے ہوتے ہیں پھر آپ غائب ہو گئے کوئی اتہ پتہ نہ چلا اور پھر آپ اچانک آ گئے جیسے گھرے بادلوں سے اچانک چاند نکل آتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایک بار پھر آپ کے ناول ہمیں پڑھنے کو ملے ہیں۔ کیا ہوا تھا۔ کیوں ہوا تھا۔ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے اس پر مٹی ڈالیں۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ اب آپ کے نئے ناول تسلسل سے ملنا شروع ہو گئے ہیں جبکہ سابقہ عرصہ ہم آپ کے پرانے ناول پڑھ پڑھ کر آپ کے ناولوں کی کمی پوری کرتے رہے ہیں۔

محترم جناب حاجی محمد اصغر صاحب۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے خط لکھا۔ آپ جیسے قاری بلاشبہ کسی بھی مصنف کے لئے اعزاز ہوتے ہیں۔ میں کہاں تھا کیا کرتا رہا تھا اور اتنا عرصہ کہاں غائب رہا اس پر میں پہلے ہی مٹی ڈال چکا ہوں اب آپ نے بھی ڈال دی ہے اس کے لئے شکریہ۔ واقعی جو وقت گزر گیا اسے یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کہتے

ہیں کہ پیچھے دیکھو تو اندھیرا ہی نظر آتا ہے۔ بس یہ سمجھ لیں کہ میں اندھیروں میں ہی چلا گیا تھا یہ تو ارسلان پبلشرز کے روح رواں جناب محمد اشرف قریشی صاحب کا احسان ہے کہ انہوں نے مجھے کسی جگنو کی طرح چمک کر راستہ دکھایا اور اندھیروں سے نکال لائے ورنہ شاید میں اب تک ان اندھیروں میں نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہوتا اور اندھیروں میں جانے والوں کا انجام ظاہر ہے برا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سمیت سب کو اندھیروں میں جانے سے بچائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ بس آپ میرے لئے دعا کرتے رہا کریں۔

محمد ارسلان علی گوجر خان سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ میرے سب سے زیادہ پسندیدہ مصنف ہیں۔ میں نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ میں آپ کو اس قدر خوبصورت اور بہترین ناول لکھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کا نیا ناول 'ونڈر لینڈ' واقعی ونڈر تھا جس نے ہمیں بے حد ونڈر کر دیا تھا۔ اسی طرح 'جاسوس خانساماں' میں سلیمان نے بھی واقعی ثابت کر دیا ہے کہ وہ واقعی صرف ایک خانساماں نہیں بلکہ جاسوس بھی ہے اسی لئے اس کا 'جاسوس خانساماں' کا لقب ہمیں بے حد پسند آیا ہے۔ سلیمان کی طرح آپ بلیک زیرو پر بھی ایک ضخیم ناول لکھیں جس کا نام 'بلیک زیرو ان ایکشن' ہو۔ اس طرح بلیک زیرو کی بھی صلاحیتیں کھل کر سامنے آجائیں گی اور میرے جیسے آپ کے بہت سے چاہنے والے قارئین اور زیادہ ونڈر ونڈر ہو جائیں گے۔

محترم محمد ارسلان علی صاحب۔ خط لکھنے کا شکریہ۔ آپ کو میرے لکھے ہوئے ناول پسند آتے ہیں یہ میرے لئے واقعی خوشی کی بات ہے۔ آپ نے بلیک زیرو کے ان ایکشن ہونے کی بات کی ہے تو جناب آپ کا حکم سر آنکھوں پر میں کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کے لئے نت نئے موضوعات کے حامل ناول تحریر کروں اور وقتاً فوقتاً عمران سیریز کے تمام کرداروں کو الگ الگ انداز میں آپ کے سامنے لاؤں تاکہ ان کے اندر چھپی ہوئی ان کی ایکسٹرا صلاحیتیں بھی آپ کے سامنے آسکیں۔ آپ کی فرمائش جلد پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ امید ہے آپ اسی طرح خط لکھتے رہیں گے۔

جناب ماجد حسین کھلاڑی درہ باغ والا جام پور ضلع راجن پور سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کے تمام ناول اور بچوں کی کہانیاں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ کا نیا ناول 'ونڈر لینڈ' پڑھا۔ بڑا ہی خوبصورت اور دلچسپ ناول تھا جس میں، میں واقعی کھو سا گیا تھا۔ دلچسپ سے یاد آیا کہ آپ نے پیش لفظ میں لکھا تھا کہ آپ کو جو بھی دلچسپ خط لکھے گا آپ اسے نیا ناول بطور تحفہ دیں گے۔ کہیں آپ بھی موبائل کمپنیوں کی طرح تو نہیں کہہ رہے کہ اتنا بیلنس لوڈ

کراؤ تو اتنا بیلنس اور اتنے منٹس آپ کو فری ملیں گے۔ آپ ناول سیل کرتے ہیں اور ہم اسے خرید لیتے ہیں۔ لیکن مہنگائی کے دور میں ناول خریدنا ہی مسئلہ ہے آپ کے لئے دلچسپی کہاں سے خریدیں۔

محترم جناب ماجد حسین صاحب۔ آپ نے خط لکھا میرے لئے اتنا ہی کافی ہے اور آپ میرا ناول خرید کر پڑھتے ہیں یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ دلچسپی کے لئے آپ کے پاس پیسے ہوں یا نہ ہو لیکن ناول خریدنے کے لئے تو ہوتے ہیں نا اور میرا کسی موبائل کمپنی والوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے اس لئے میں بھلا آپ کو موبائل کمپنیوں جیسی سہولیات کیسے دے سکتا ہوں۔ وہ بیلنس لوڈ کرانے پر آپ کو فری منٹس دے سکتے ہیں میں آپ کو ہر ناول کے ساتھ فری منٹس تو نہیں دے سکتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جناب محمد نواز خان محلہ عید گاہ مظفر گڑھ سے لکھتے ہیں کہ بندہ آپ کی عمران سیریز کا خاموش قاری ہے اور بڑے ذوق و شوق سے آپ کے ناول پڑھتا ہے۔ میرے احباب اور دوست بھی آپ کے لکھے ہوئے ناول پسند کرتے ہیں۔ اس بار آپ کا نیا ناول 'کرائم ماسٹر' پڑھا۔ جو واقعی ایک شاندار اور انتہائی جاندار ناول ہے۔ اس ناول میں آپ نے جس قدر سسپنس پیدا کیا ہے اس سے ہم واقعی مبہوت ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک بار تو ہمیں ایسا لگا تھا جیسے ہم اپنے چار بہترین دوستوں اور عمران کے ساتھیوں سے دوبارہ کبھی نہیں مل سکیں گے۔ لیکن پھر آپ نے جس طرح سے اس سسپنس کو ختم کیا تھا اسے پڑھ کر ہمارے دل باغ باغ ہو گئے تھے۔ آپ نے واقعی 'کرائم ماسٹر' لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ عمران سیریز لکھنے میں آپ بے پناہ مہارت کے حامل ہو چکے ہیں اور جو کوئی آپ کا ایک ناول پڑھ لے تو وہ باقی ناولوں کی بھی فرمائش کرنے لگتا ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے خط کا جواب ضرور دیں گے۔

محترم جناب محمد نواز خان صاحب۔ میں آپ کا اور آپ کے دوست احباب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے ناول بڑے شوق و ذوق سے پڑھتے ہیں۔ آپ کو میرا لکھا ہوا ناول 'کرائم ماسٹر' پسند آیا اس کے لئے ایک بار پھر شکریہ۔ میں چونکہ کافی عرصہ غیر حاضر رہنے کے بعد واپس آیا ہوں اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں سابقہ ناولوں سے ہٹ کر الگ اور نئے موضوعات پر قلم اٹھا سکوں ایسے موضوع جو انوکھے اور منفرد ہوں۔ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا جواب آپ کو ناول پڑھ کر اور دوستوں کے خط پڑھ کر ہو ہی گیا ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جناب حاجی عبدالغفور صاحب شبیر کالونی، جوہر آباد سے لکھتے ہیں کہ آپ کا نیا ناول 'کرائم ماسٹر' ملا فرصت تھی ایک ہی دن میں

ختم کر دیا۔ ناول میں اپنا خط پڑھا جس کا جواب دینے پر میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے مجھے سینیئر قاری کے لقب سے نوازا اس کے لئے بھی شکریہ۔ نئے ناول 'کرائم ماسٹر' میں آپ نے زبردست سسپنس پیدا کیا کہ ناول کے آغاز اور نصف میں باری باری چار اہم کرداروں کو ہلاک کرا دیا، شکر ہے کہ آخر میں آپ نے وضاحت کر دی ورنہ چار مین کرداروں کی ہلاکت نے تو ایک دفعہ سُن کر دیا تھا کہ اتنے جاندار کردار ایک ہی ناول میں ختم ہو گئے ہیں۔ اوسلو کساوا کو اگر آپ ہلاک نہ کرتے تو وہ جناب مظہر کلیم ایم اے کے کردار جوانا کے ہم پلہ ثابت ہو سکتا تھا اور عمران کے ساتھ مستقبل میں اہم کردار ادا کر سکتا تھا۔ بہرحال زبردست ناول تحریر کرنے پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پچھلے خط میں 'ونڈر لینڈ' کے حوالے سے میں نے آپ کو جو لکھا تھا آپ نے فقرہ سیاق و سباق سے الگ کر دیا تھا۔ جبکہ پورا فقرہ یہ تھا کہ 'البتہ ناول کا اختتام ذرا پھسپھسا سا تھا جس میں صدر مملکت اور ڈاکٹر بخاری کی تشویش کے بارے میں کوئی ذکر نہیں تھا کہ ریڈ لیبارٹری کے سائنس دانوں کا کیا ہوا تھا' آخر میں اس کی وضاحت تشنگی دور کر سکتا تھا۔ آپ نے کہ سے آگے کا فقرہ لکھ دیا اور اس پر تبصرہ کر دیا جو کہ قطعاً مناسب نہ تھا۔ بہرحال جو ہوا سو ہوا اس کا مجھے دکھ ہے۔ دوسرے قارئین میرے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جائیں گے کہ میں اتنا ہی غبی ہوں کہ ونڈر لینڈ کی تباہی کے بعد سائرنوں کے بند ہونے کو نہ سمجھ سکا۔

محترم جناب حاجی عبدالغفور صاحب۔ آپ نے ایک بار پھر اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر مجھے خط لکھا اس کے لئے شکریہ۔ اس بار آپ کا خط تھوڑی سی ترتیب بدل کر مکمل طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ آپ سینیئر قاری ہیں یہ میرے لئے واقعی اعزاز کی بات ہے۔ آپ نے 'ونڈر لینڈ' کے حوالے سے جو بات لکھی ہے وہ اب قارئین کی بھی سمجھ میں آ چکی ہو گی اس لئے آپ کو کوئی غبی نہیں کہے گا۔ آخر میں مجھ سے کوتاہی ہوئی اس کے لئے میں شرمندہ ہوں۔ آئندہ کوشش کروں گا کہ میں ناول کو نہ پھسپھسا ہونے دوں اور نہ ہی کوئی ایسی غلطی کروں کہ آپ جیسے ذہین اور محترم قاری کو کسی تشنگی کا احساس ہو سکے۔ 'کرائم ماسٹر' آپ کو پسند آیا اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ امید ہے آپ اپنی مصروفیات سے اسی طرح وقت نکال کر آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

میں اجازت چاہنے سے پہلے آپ سب کا عمران کی طرف سے شکریہ ادا کروں گا کہ آپ واقعی اس کے بے پناہ قدر دان اور چاہنے والے ہیں اور اس کی ہر مشکل میں بڑھ چڑھ کر اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ آپ نے جس طرح عمران سے پوچھے گئے سوالات کے جواب دیئے ہیں۔ اس سے عمران کا سیروں خون بڑھ جاتا ہے۔ اس بار صفدر نے عمران سے ایک سوال پوچھا ہے جس کا آپ نے جواب دینا ہے۔ صفدر کا سوال کیا ہے اور آپ کے جواب ملنے

پر صفدر، عمران کو کیا انعام دے گا اس کا جواب آپ کو ناول پڑھ کر معلوم ہو گیا ہو گا۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ سوال آسان ہو تا کہ ہر قاری کو خود ہی جواب سمجھ میں آ سکے اور بعد میں پڑھنے والے قارئین کے لئے سوالوں کے جواب جاننے کے لئے ان سے اگلے ناولوں کی تلاش نہ کرنی پڑے۔ کیونکہ بہت سے قاری ہر ماہ شائع ہونے والے ناول باقاعدگی سے نہیں پڑھتے۔ وہ جب بھی ناول میں موجود سوال پڑھیں گے تو ان کے لئے جواب دینا مشکل نہیں ہو گا اور نہ وہ سوال ان کی صحت پر گراں گزرے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے